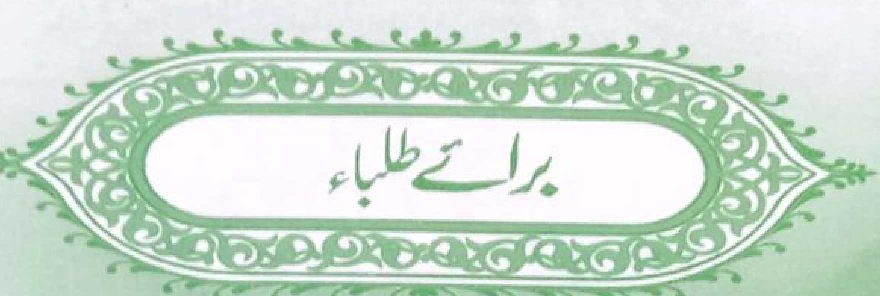
تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق





نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ خاصہ

2



مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

درس نظامی کے طلباء وطالبات کے لیے

خوشخبری

الحمدللہ نورانی گائیڈز اپڈیٹ کردی گئی ہیں

2014 سے 2020 تک کے تمام حل شدہ پرچہ جات





Read Online

Download PDF

پیشکش
حافظ محمد حسنین اسدی +923145879123

ترتیب

﴿درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء﴾

﴿درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء﴾

﴿درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2017ء﴾

﴿درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء﴾

﴿درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2019ء﴾

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حدتک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلك

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانویة الخاصة (السنة الثانیه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (سال دوم) پہلا پرچہ: قرآن مجید (ترجمہ وتفسیر)﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے بقیہ میں سے کوئی چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) مفسرین علیہما الرحمۃ کے حالات زندگی اور تفسیری خدمات پر نوٹ لکھیے؟ (۱۰)

(ب) اغراض مفسرین میں سے کوئی پانچ غرضیں ذکر کریں؟ (۵)

(ج) اپنی ذکر کردہ اغراض کو کلمات تفسیریہ میں انطباق (فٹ) کریں؟ (۱۰)

(د) آپ کے نصاب میں درجنوں سورتیں شامل تھیں ان میں سے دس سورتوں کے نام اور وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: ویوم یعض الظالم المشرك عقبة بن ابی معیط كان نطق بالشهادتین ثم رجع ارضاء لابی بن خلف علی یدیه ندما و تحسرا فی یوم القیامة یقول یا للتنبیه لیتنی اتخذت مع الرسول محمد سبیلا طریقا الهدی

(الف) لفظی ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟ (۵)

(ب) نفس واقعہ کو اپنے لفظوں میں بیان کریں؟ (۵)

(ج) عبارت مذکورہ پر حرکات وسکنات لگا کر اعراب واضح کریں؟ (۵)

سوال نمبر 3: طسمہ اللہ اعلم بمرادہ تلك ای هذه الآیات آیات الكتاب القرآن والاضافة بمعنی من المبین المظهر الحق من الباطل۔ لعلك یا محمد باخع نفسك قاتلها غما من اجل الا یكونوا ای اهل مكة

مؤمنین و لعل هنا للاشفاق علیها بتخفیف هذا النعم .

(الف) تشکیل کلمات کریں؟ (حرکات وسکنات لگائیں) (۵)

(ب) تفسیری کلمات کی غرض بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: سورۃ شعراء میں بہت سارے انبیاء کرام اوران کی امتوں کے واقعات کا تذکرہ ہے۔

(الف) کل کتنے اورکون سے نبیوں کا ذکر خیر اس سورت میں ہے؟ (۵)

(ب) کم از کم پانچ نبیوں کے حالات اور ان کی قوموں کے سلوک پر نوٹ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر5: الذین یقیمون الصلوٰة یاتون بها علی وجهها ویؤتون یعطون الزکوة وهم بالآخرة هم یوقنون یعلمونها بالاستدلال (واعیدهم لما فصل بینه وبین الخبر)

(الف) تشکیل کلمات اور لفظی ترجمہ کریں؟ (۸)

(ب) بین القوسین عبارت میں ایک غرض نحوی وبلاغی کا تذکرہ ہے، وہ کیا ہے؟ (۷)

سوال نمبر 6: (الف) سورۂ نمل میں کتنے اورکون سے واقعات مذکورہ ہیں؟ تعداد و نام ذکر کریں؟ (۵)

(ب) تین واقعات کو آیات بینات کے تذکرے کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر جلالین﴾

سوال نمبر 1: (الف) مفسرین علیہما الرحمۃ کے حالات زندگی اور تفسیری خدمات پر نوٹ لکھئے؟

(ب) اغراض مفسرین میں سے کوئی پانچ غرضیں ذکر کریں اور انہیں کلمات تفسیریہ میں انطباق کریں؟

(ج) آپ کے نصاب میں درجنوں سورتیں شامل تھیں ان میں سے دس سورتوں کے نام اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: (الف) حالات مفسرین: تفسیر جلالین چونکہ دو بزرگوں کی تصنیف کردہ تفسیر ہے ایک ہستی کا نام گرامی امام جلال الدین سیوطی جبکہ دوسرے بزرگ کا نام ہے "جلال الدین محلی" دونوں آئمہ کے حالات زندگی ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۱- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: عبدالرحمٰن، کنیت: ابوالفضل، لقب: جلال الدین، والد کا نام: ابوبکر کمال الدین، دادا کا نام: سابق الدین

سلسلہ نسب کچھ یوں ہوا: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر محمد کمال الدین بن سابق الدین بن عثمان فخر الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مصر میں دریائے نیل کی مغربی جانب ایک "سیوط" نامی شہر ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ آپ یکم رجب المرجب 849ھ میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر بہت سی خصوصیات اور خوبیاں رکھی ہوئی تھیں۔ کمال کا ذہن عطا کیا تھا۔ آپ نے آٹھ سال سے

کم عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ پھر آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے لیے ممتاز شیوخ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور چند سالوں میں ماہر علوم عقلیہ نقلیہ بن گئے خصوصاً علم حدیث میں تو آپ کو بلند اور عظیم مرتبہ حاصل تھا۔

ساری عمر علم دین کی شمعیں روشن کرتے رہے اور علم کے طالبوں کی پیاس بجھاتے رہے۔ بالآخر ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے علم وحکمت کا یہ آفتاب 19 جمادی الاولیٰ 911ھ میں غروب ہوگیا۔

۲-جلال الدین محلی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: محمد، لقب: جلال الدین، والد کا نام: احمد، دادا کا نام: محمد۔ آپ کا شجرہ نسب یوں ہے: جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ شوال 791 ہجری میں پیدا ہوئے۔ محلہ کبریٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو محلی کہا جاتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ نے ابتدائی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا تھا' بعد ازاں علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے لیے مختلف شیوخ سے کسب فیض کیا۔ اس طرح آپ نے مختصر عرصہ میں فقہ واصول وفرائض و دیگر فنون عقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کرلی۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ آخری سانس تک فروغ دین کے لیے کام کرتے رہے۔

ساری عمر آپ علم دین کی اشاعت وترویج کے لیے کوشاں رہے۔ بہت سے جید علماء و فضلاء آپ سے کسب فیض کرتے رہے۔ بالآخر علم دین کی کرنیں بکھیرتا ہوا یہ آفتاب 27 رمضان المبارک 864 ہجری کو غروب ہوگیا۔

(ب) اغراض مفسر اور ان کا انطباق:

مفسرین علیہما الرحمۃ نے کئی اغراض کے لیے عبارات کو چلایا ہے۔ ان اغراض میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

☆ کہیں عبارت چلا کر آپ الف و لام کے تعین کی طرف اشارہ کرتے ہیں

جیسے: "ویوم یعض الظالم المشرك الخ" اس جگہ المشرك نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ الظالم پر الف لام عہد کا ہے۔

☆ کہیں مفعول محذوف ہوتا ہے تو عبارت لا کر اس کا اظہار فرمادیتے ہیں۔ جس طرح: یوم یعض الظالم علی یدیه ندمًا و تحسرًا۔ اس مثال میں ندمًا اور تحسرًا لا کر یعض کے محذوف مفعول کی طرف اشارہ کردیا۔

☆ کہیں عبارت لا کر حرف کا تعین فرماتے ہیں۔ جس طرح: "یقول یا لیتنی" اس آیت کریمہ میں حرف یاء کے بعد مفسر نے "للتنبیه" نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ یا حرف ندا نہیں ہے بلکہ حرف تنبیہ ہے۔

☆ کہیں آیت مبارکہ میں صرف اسم اشارہ کا ذکر ہوتا ہے تو مفسر عبارت لا کر اس کے مشار الیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس طرح: "طسم تلك ایات الکتاب" علامہ مفسر تلك کے بعد ھذه الایات عبارت لائے تلك کے مشار الیہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔

☆ کہیں لفظ کے معنی کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے: "یؤتون الزکوٰۃ" علامہ مفسر نے یؤتون کے بعد یعطون نکالا۔ اس کے معنی کو بیان کرنے کے لیے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی اغراض ہوتی ہیں مثلاً ضمیر کے مرجع کو بیان کرنا، مبتداء محذوف کی طرف اشارہ کرنا، عامل محذوف کی طرف اشارہ کرنا، مشکل صیغہ کو واضح کرنا، شان نزول بیان کرنا، سوال مقدر کا جواب دینا، مختلف قرأتیں بیان کرنا اور ترکیب نحوی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(ج) دس سورتوں کے نام اور ان کی وجہ تسمیہ:

۱-سورۃ الانبیاء: اس سورت میں چونکہ انبیاء کے قصص مذکور ہیں اس لیے اس کا نام سورہ انبیاء رکھا گیا۔

۲-سورۃ الحج: اس سورہ میں حج کا تذکرہ ہے، اسی نسبت سے اس کا نام سورۃ "الحج" رکھا گیا۔

۳-سورۃ المومنون: اس میں مومنوں اوران کی صفات کا ذکر ہے۔

۴-سورۃ النور: اس میں نور کا ذکر ہے۔

۵-سورۃ الفرقان: یہ سورت حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے یعنی توحیداوراس کے دلائل پر مشتمل ہے۔

۶-سورۃ النمل: اس سورۃ میں چیونٹی کا ذکر ہے۔

۷-سورۃ القصص: اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی حکایات اوراخبار پر مشتمل ہے۔

۸-سورۃ العنکبوت: اس میں سورت مکڑی کا ذکر ہے۔

۹-سورۃ روم: اس سورت میں شہرروم کا ذکر ہے۔

۱۰-سورۃ البقرہ: اس سورت میں گائے کا ذکر ہے۔

سوال نمبر2: ویوم یعض الظالم المشرك عقبة بن ابی معیط كان نطق بالشهادتین ثم رجع ارضاء لابی بن خلف علی یدیه ندما و تحسرافی یوم القیامة یقول یاللتبیه لیتنی اتخذت مع الرسول محمد سبیلا طریقا الهدی

(الف) لفظی ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟

(ب) نفس واقعہ کواپنے لفظوں میں بیان کریں؟

(ج) عبارت مذکورہ پرحرکات وسکنات لگا کراعراب واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اور (یاد کریں) اس دن کو (جس وقت) ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا یعنی مشرک (اوروہ) عقبہ بن ابی معیط ہے جس نے شہادتین کا نطق کیا تھا اور پھر ابی بن خلف کوراضی کرنے کے لیے (گمراہی کی طرف) لوٹ گیا۔ قیامت کے دن حسرت اورندامت کی وجہ سے وہ کہے گا (یا تنبیہ کے لیے ہے) کاش میں نے رسول محمد کے ساتھ ہدایت کا راستہ پکڑا ہوتا۔''

مفہوم: یہ آیت عقبہ بن ابی معیط کی بابت نازل ہوئی خواہ حکم اس کا عام ہے۔ عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرایمان لے آیا تھا پھرابی بن خلف کواس کے ایمان کا پتہ چلاتو وہ اس کوڈانٹنے لگا۔ اس کوراضی کرنے کے لیے دوبارہ کفر کی طرف پلٹ گیا۔ اس کے

بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے کافر کو قیامت کے دن حسرت اور ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور یہی حسرت کرے گا: کاش میں نے دین محمدی کو نہ چھوڑا ہوتا تو آج مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

(ب) نفس واقعہ: عقبہ بن ابی معیط نے ایک دعوت کا انتظام کیا جس میں اس نے باقی لوگوں کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوت پر تشریف لے گئے تو وہاں فرمایا: میں تیرے گھر کا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت کو تسلیم نہ کرے گا۔ اس کو ناگوار گزرا کہ میرے گھر سے آپ کھانا کھائے بغیر جائیں۔ چنانچہ اس نے شہادتین کا اقرار کرلیا اور ایمان لے آیا۔ ابی بن خلف اس کا بڑا گہرا دوست تھا۔ جب اس کو پتہ چلا تو وہ کہنے لگا: جب تک تو ایمان کو نہ چھوڑے گا اس وقت تک میری تیری دوستی ختم۔ چنانچہ عقبہ نے ابی بن خلف کو راضی کرنے کے لیے پھر اسلام کو چھوڑ دیا اور کفر کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نزول کے اعتبار سے خاص ہے مگر حکم کے اعتبار سے عام ہے اور ہر کافر کو شامل ہے۔

سوال نمبر3: طٰسٓمّٓ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ تِلْكَ ای هٰذِهِ الْاٰیَاتُ اٰیَاتُ الْكِتَابِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰی مِنَ الْمُبِیْنِ الْمُظْهِرِ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ . لَعَلَّكَ یَا مُحَمَّدُ بَاخِعٌ نَفْسَكَ قَاتِلُهَا غَمًّا مِنْ اَجْلِ اَلَّا یَكُوْنُوْا اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ مُؤْمِنِیْنَ وَلَعَلَّ هُنَا لِلْاِشْفَاقِ عَلَیْهَا بِتَخْفِیْفِ هٰذَا الْغَمِّ .

(الف) تشکیل کلمات کریں (حرکات وسکنات لگائیں)؟

(ب) تفسیری کلمات کی غرض بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) اغراض مفسر: علامہ مفسر نے طٰسٓمّٓ کے بعد: الله اعلم بمراده عبارت لا کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا، طٰسٓمّٓ متشابہات میں سے ہے۔ اس کی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا' اس لیے عام لوگوں کو ان کے بارے میں بحث نہیں

کرنا چاہیے۔متشابہات میں واقع ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

تلك کے بعد:هذه الایات نکال کر دو باتوں کی طرف اشارہ کر دیا:ایک تو یہ یہاں اسم اشارہ بعید بمعنی قریب ہے اور دوسرا اس کے مشار الیہ کی طرف اشارہ کر دیا جو کہ اس کی صفت ہے۔

القرآن نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا:الکتاب پر الف عہد کا ہے یعنی کتاب سے خاص کتاب یعنی قرآن مراد ہے مطلق کتاب مراد نہیں ہے۔آیات کی الکتاب کی طرف اضافت ہو رہی اور اضافت چونکہ تین طرح کی ہوتی ہے تو علامہ مفسر نے بتا دیا کہ اس جگہ اضافت منی مراد ہے یعنی جہاں من مقدر ہوتا ہے۔المظهر الخ نکال مبین کا معنی بیان کر دیا۔یا محمد نکال کر یہ بتا دیا:لعلك سے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے ہے۔قاتلها الخ سے ایک تو باخع کا معنی بیان کرنا مقصود تھا اور دوسرا یہ بتانا مقصود ہے:الا یکونوا سے پہلے لفظ من مضاف محذوف ہے اور الا یکونوا الخ پورا جملہ مل کر مضاف الیہ ہے۔اہل مکہ نکال کر یکونوا کے اندر پوشیدہ ضمیر کا مرجع بیان کر دیا۔ولعل هنا الخ نکال کر یہ بتا دیا کہ لعل اس جگہ تشکیک کے لیے نہیں ہے بلکہ مہربانی کے لیے ہے۔

سوال نمبر 4:سورۃ شعراء میں بہت سارے انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے واقعات کا تذکرہ ہے۔

(الف) کل کتنے اور کون سے نبیوں کا ذکر خیر اس سورت میں ہے؟

(ب) کم از کم پانچ نبیوں کے حالات اور ان کی قوموں کے سلوک پر نوٹ لکھیں؟

جواب:(الف) سورت شعراء میں کل نو انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر ہے۔

۱-حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲-حضرت موسیٰ علیہ السلام

۳-حضرت ہارون علیہ السلام ۴-حضرت ابراہیم علیہ السلام

۵-حضرت نوح علیہ السلام ۶-حضرت ہود علیہ السلام

۷-حضرت صالح علیہ السلام ۸-حضرت لوط علیہ السلام

۹-حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام فیل کے اگلے سال 12 ربیع الاول بروز پیر شریف صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی اعلان رسالت فرمایا۔لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ابتدائی تین سال تو آپ خفیہ طور پر دین الٰہی کی تبلیغ کرتے رہے۔اس کے بعد علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان فرماتے رہے۔مشرکین مکہ آپ کے جانی دشمن بن گئے حتیٰ کہ باذن الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پاک ہجرت فرمائی۔مدینہ پاک میں نبی علیہ السلام نے تبلیغ اسلام کو جاری رکھا حتیٰ کہ اسلامی مجاہدین کی ایک فوج تیار ہو گئی۔پھر غزوات کے ذریعے مسلمان مجاہدین نبی علیہ السلام کی سرپرستی میں ممالک اور علاقہ جات فتح کرتے گئے۔نبی علیہ السلام نے عمر بھر دعوت حق کو جاری رکھا۔آپ کی سیرت، کردار اور صورت دیکھ کر۔کافر مسلمان ہو جاتے تھے مگر جن کے دلوں پر مہر لگ چکی تھی وہ ایمان نہ لائے۔وقتاً فوقتاً وحی کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہتا حتیٰ کہ 23 سال کے عرصہ میں قرآن پاک کا نزول مکمل ہوا۔بالآخر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرتے ہوئے 63 کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔آمین ثم آمین۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔حضرت نوح علیہ السلام ان کو شرک سے روکتے رہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے منع کرتے رہے مگر وہ لوگ آپ کی اتباع کرنے کی بجائے دشمن بنتے گئے۔حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو 950 سال احکام الٰہی کی تبلیغ

کرتے رہے مگر اتنے لمبے عرصہ میں صرف 72 افراد ایمان لائے۔ ایک روایت کے مطابق 80 افراد جن میں نصف مرد اور نصف عورتیں تھیں۔ جب قوم سرکشی کی انتہاء کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے ایک کشتی تیار کی۔ جب کشتی تیار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے تابعین اور فرمانبرداروں کو لے کر سوار ہو جاؤ۔ جب آپ اور آپ کے متبعین سوار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طوفان کی صورت میں عذاب نازل کیا۔ ہر طرف پانی ہی پانی ہوگیا۔ کشتی کے سواروں کے علاوہ سب کے سب غرق ہوگئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

فرعون کی فرعونیت اپنے جوبن پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی فرعونیت کو ختم کرنے کے لیے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ ان دِنوں فرعون کو انہوں نے خبر دی کہ تیری سلطنت میں بنی اسرائیل سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ تب سے فرعون کا ظلم اور بڑھ گیا۔ وہ بنی اسرائیل کے پیدا ہونے والے بچوں کو ذبح کرا دیتا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا، وہ صندوق فرعون کے محلوں کے نیچے سے گزرا تو فرعون نے وہ صندوق پکڑ لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی پرورش میں رکھ لیا۔ یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کروائی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بنی اسرائیل کو ایک قبطی کے ساتھ لڑتے دیکھا تو قبطی چونکہ زیادتی کر رہا تھا اس لیے آپ نے اسے مکا دے مارا جس سے وہ مرگیا۔ پھر آپ وہاں سے نکل پڑے حتیٰ کہ شعیب علیہ السلام کی بستی میں امن لیا۔ ادھر آپ نے کچھ سال ان کی نوکری کی تو اس کے بدلے میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔
آپ پھر اپنے علاقہ میں واپس گئے، تو راستے میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ پھر بحکم الٰہی دوبارہ واپس گئے۔ وہاں سے فرعون کے بطلان اور اپنی حقانیت کو

ثابت کیا۔ بحکم الٰہی آپ نے بنی اسرائیل کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب وہاں سے چلے گئے تو فرعون نے آپ کا تعاقب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دریا میں راستے بنا دیے۔ فرعون اور اس کا لشکر بھی ان راستوں پر چل نکلا جب درمیان میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو اپنی اصلی حالت پر آ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ فرعون اور اس کا سب لشکر غرق ہو گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام:

مدین کے قریب ایک بستی تھی جس کا نام بن تھا اس میں بہت سے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپ کو جھٹلا دیا۔ بن والے آپ کی قوم تو نہ تھے مگر جس طرح آپ کو آپ کی قوم نے جھٹلایا انہوں نے بھی آپ کی تکذیب کی۔ حضرت شعیب علیہ السلام ان کو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اس کی اطاعت کرو ناپ تول پورا کرو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو ان امور سے منع فرمایا۔ قوم نے آپ کو جھٹلا دیا اور کہا: تم پر تو جادو ہوا ہے' تم تو ہماری طرح آدمی ہو، تم کیسے نبی ہو سکتے ہو؟ اگر تو سچا ہے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا دے۔ جب انہوں نے جھٹلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا۔ ایک ابر آیا وہ اس کے نیچے آ کر جمع ہو گئے' اس سے آگ برسی اور وہ سب جل گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام:

جب قوم لوط اپنی بدکاری میں انتہاء کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ فرمایا: اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو' کیونکہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے انہیں فرمایا: تم مردوں سے بدفعلی نہ کیا کرو اور یہ برا فعل چھوڑ دو۔ اگر تمہیں اپنی خواہش پوری کرنا ہے تو اللہ نے تمہارے لیے عورتیں پیدا کی ہیں تم جائز طریقے سے اپنی خواہشوں کو پورا کرو۔ اگر تم ہمیں نصیحت کرنے سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں یہاں سے نکال دیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔

پھر آپ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی: اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو اس کام سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی' آپ کو نجات بخشی اور دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ ان پر پتھروں کی یا گندھک کی یا آگ کی برسات کر کے ان کو ہلاک کر دیا۔

سوال نمبر5: اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یَأْتُوْنَ بِهَا عَلٰی وَجْهِهَا وَیُؤْتُوْنَ یُعْطُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ یَعْلَمُوْنَهَا بِالْاِسْتِدْلَالِ (وَاُعِیْدَهُمْ لِمَا فُصِلَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْخَبَرِ)

(الف) تشکیل کلمات اور لفظی ترجمہ کریں؟

(ب) بین القوسین عبارت میں ایک غرض نحوی وبلاغی کا تذکرہ ہے، وہ کیا ہے؟

جواب: (الف): عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ درج ذیل ہے:

وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی اس کو اس کے طریقے پر ادا کرتے ہیں' زکوۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یعنی جانتے ہیں اس کو دلیل کے ساتھ۔ ھم کا اعادہ کیا گیا ہے' کیونکہ اس کے اور اس کی خبر کے درمیان فاصلہ آ گیا ہے۔

(ب) نحوی وبلاغی غرض:

یہاں سے مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ ھم مبتدا ہے اور یوقنون اس کی خبر ہے۔ ھم مبتدا کو دو دفعہ ذکر کیا ہے وہ اس لیے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان بالآخرۃ کا فاصلہ آ گیا تھا تو فاصلہ آ جانے کی وجہ سے ھم کا ذکر دوبارہ کیا گیا۔ بلاغی غرض یہ ہے کہ اس جگہ مسند الیہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے اور حکم کو پختہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

سوال نمبر6: (الف) سورۂ نمل میں کتنے اور کون سے واقعات مذکورہ ہیں؟ تعداد و نام ذکر کریں۔

(ب) تین واقعات کو آیات بینات کے تذکرے کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) تعداد واقعات:

سورۂ نمل میں 10 واقعات مذکور ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۔۲- واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام

۳- واقعہ قوم لوط ۔۴- واقعہ قوم ثمود

۵- واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام ۔۶- واقعہ نبی علیہ السلام

۷- واقعہ سیر جبل یوم القیامۃ ۔ باقی واقعات حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے ماخوذ ہیں یعنی ۸- واقعہ ہدہد۔ ۹- واقعہ آصف بن برخیا

۱۰- واقعہ مجیئتِ بلقیس

(ب) تین واقعات:

حضرت سلیمان علیہ السلام جب جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر لے کر چیونٹیوں کے نالے پر آئے۔ وہاں چیونٹیوں کی کثرت تو ایک چیونٹی جو کہ ان کی ملکہ تھی، نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ کہیں تمہیں سلیمان اور اس کا لشکر کچل نہ ڈالے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ بات چھ میل کی مسافت سے سن کر مسکرا پڑے۔ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت ذکر فرمایا:

"حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا"

واقعہ نمبر2

برخیا کے آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت آصف بن برخیا کے تخت لانے والا واقعہ بھی بہت مشہور ہے۔ جب بلقیس کا قاصد بلقیس کے بھیجے ہوئے ہدیے لے کر واپس ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اے درباریو! تم میں سے کون بلقیس کا تخت میرے پاس جلدی جلدی لائے گا؟ ایک عفریت (جن) بولا: میں آپ کے اپنی جگہ سے کھڑا ہونے

سے پہلے پہلے لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے پہلے چاہیے چنانچہ حضرت آصف بن برخیا عرض نے کیا: میں آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے لے آؤں گا۔ سو وہ لے آئے جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے: قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ

واقعہ نمبر 3

حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ان آیات مبارکہ میں مذکور ہے:

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ۝

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم لوگ ایسی برائی میں مبتلا ہو جس میں کوئی قوم مبتلا نہیں ہوئی۔ تم لوگ عورتوں سے خواہشات پوری کرنے کے بجائے مردوں سے کرتے ہو۔ اس لیے تم نہایت نافرمان اور برے لوگ ہو۔ آپ کی قوم کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں تھا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور وہ لوگ نہایت نافرمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر آسمان عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا جبکہ بیوی کے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام کے تمام اہل خانہ کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ ظالم و نافرمان لوگوں کا انجام قابل عبرت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے) دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول سے کوئی تین سوال حل کریں اور القسم الثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

﴿القسم الاول...... الحديث الشريف﴾

سوال نمبر 1: عن حذيفة قال: يدرس الاسلام كما يدرس وشي الثوب ولايبقى الا شيخ كبير أو عجوز فانية يقولون قد كان قوم يقولون لا اله الا الله وهم لايقولون: لا اله الا الله .

(i) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟ (۱۰)

(ii) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی کریں؟ (۴)

(iii) اگر تقدیر میں لکھا جا چکا تو عمل کی کیا ضرورت؟ (۶)

سوال نمبر 2: عن ابن عباس أن رسول الله مربشاة ميتة لسودة فقال ما على أهلها لو انتفعوا باهابها فسلخوا جلد الشاة فجعلوه سقاء فى البيت حتى صارت شنا .

(i) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟ (۸)

(ii) والتسليم تحليلها۔ اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ کسی فعل کے ساتھ نماز سے خروج کرے تو کیا حکم ہے؟ (۶)

(iii) شوافع و احناف کے موقف مع دلائل زینت قرطاس بنائیں؟ (۶)

سوال نمبر 3: عن أم عطية تقول رخص للنساء فى الخروج الى العيدين

حتی لقد کانت البکر ان تخرجان فی الثوب الواحد حتی لقد کانت الحائض تخرج فتجلس فی عرض الناس یدعون ولا یصلین .

(i) ترجمہ لکھیں اور اعراب سے مزین کریں؟ (۱۰)

(ii) بکر و بصلاۃ العصر: نماز عصر کا وقت مستحب کیا ہے؟ حدیث کا ظاہر آپ کے موقف کی تائید نہیں کرتا تو اس کی توجیہ کیا ہے؟ (۶)

(iii) احناف کے نزدیک نماز میں تسمیہ سراً پڑھی جاتی ہے اس پر کوئی دلیل پیش کریں؟ (۴)

سوال نمبر 4: عن أم هانی رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکة وضع لامته ودعا بماء فصبه علیه ثم دعا بثوب واحد فصلی فیه زادفی روایة متوحشا .

(i) ترجمہ کریں؟ اور اعراب لگائیں؟ (۱۰)

(ii) ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن یوم الوصال وصوم الصمت: صوم وصال اور صوم صمت کی تشریح کریں نیز ان کا حکم مع وجہ تحریر کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی ..... الادب العربی﴾

سوال نمبر 5: کوئی سے پانچ اشعار کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟ (۲۰)

وقوفا بها صحبی علی مطیهم   یقولون لاتهلك أسی وتجمل
وان تك قد ساءتك منی خلیقة   فسلی ثیابی من ثیابك تنسل
وکشح لطیف کالجدیل مخصر   وساق کانبوب السقی المذلل
ضلیع اذا استدبرته سد فرجه   بضاف فویق الارض لیس باعزل
لها مرفقان افتلان کأنها   تمر بسلمی دالج متشدد
وان تلتق الحی الجمیع تلاقنی   الی ذروة البیت الکریم المصمد
تبصر خلیلی هل تری من ظعائن   یتحملن بالعلیاء من فوق جرثم

فاصبح یهدی فیهم من تلادکم   مغانم شتی من افال مزنم
ومن یجعل المعروف من دون عرضه   یفره ومن لا یتق الشتم یشتم
ومن یغترب یحسب عدوا صدیقه   ومن لا یکرم نفسه لا یکرم

سوال نمبر 6: درج ذیل الفاظ میں سے کسی 5 کی صرفی تحلیل وتحقیق کریں؟ (۲۰)

اَرْخِیْ، مُخَلْخَل، تَمَطّٰی، دَرِیْر، اَمُوْن، اِسْتَکَنَّا، تَزِد، یَمْتَلِلْنَ، لَا تَجْعَلِنِّیْ، اسْطَعْتَ

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی

حصہ اول: حدیث شریف

سوال نمبر1: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ وَلَا يَبْقٰى إِلَّا شَيْخٌ كَبِيْرٌ أَوْ عَجُوْزٌ فَانِيَةٌ يَقُوْلُوْنَ قَدْ كَانَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَقُوْلُوْنَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

(الف) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی کریں؟

(ج) اگر تقدیر میں لکھا جا چکا تو عمل کی کیا ضرورت؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمۃ الحدیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام ہلکا پڑ جائے گا جیسا کہ کپڑے کے نقش ونگار ختم ہو جاتے ہیں اور نہیں باقی رہے گا مگر بہت بوڑھا یا قریب المرگ بڑھیا۔ وہ کہیں گے کہ ایک قوم تھی جو کہتی تھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور وہ خود لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے والے نہ ہوں گے۔"

(ب) ترکیب نحوی:

لَا يَبْقٰى إِلَّا شَيْخٌ كَبِيْرٌ: لا یبقی فعل منفی مضارع معروف الا حرف استثناء شیخ موصوف کبیر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مستثنیٰ مفرغ بعدہ فاعل۔ یبقی

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ج) ضرورت عمل کی وجہ:

تقدیر میں جو لکھا جا چکا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے جان کر بندوں کے افعال کو پہلے سے ہی درج فرما دیا ہے یعنی بندوں نے جو جو کام کرنے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے جان کر وہ پہلے ہی لکھ دیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ ہر فعل اپنے اختیار سے کر رہا ہے۔ بندہ اپنے افعال میں مختار ہے جیسا چاہے کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو صفت اختیار پر پیدا فرمایا ہے۔

اور رہی بات عمل کرنے کی...... تو عمل کرنے کی ضرورت ہے' کیونکہ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اچھے اعمال کرے گا تو اچھی جزاء پائے گا اور اگر برے اعمال کرے گا تو بری سزا پائے گا۔ نیز اچھے اعمال کرنے سے جنت میں بلند مراتب حاصل کرے گا اور آخرت میں کڑے حساب سے محفوظ رہے گا۔ جیسا دنیا میں کرو گے آخرت میں ویسا ہی بھرو گے۔

سوال نمبر2: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ لِسَوْدَةَ فَقَالَ مَا عَلٰى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا فَسَلَخُوْا جِلْدَ الشَّاةِ فَجَعَلُوْهُ سِقَاءً فِي الْبَيْتِ حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا.

(الف) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(ب) والتسلیم تحلیلھا۔ اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ کسی فعل کے ساتھ نماز سے خروج کرے تو کیا حکم ہے؟

(ج) شوافع واحناف کے موقف مع دلائل زینت قرطاس بنائیں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے اب ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بکری والوں کو کیا ہے؟ کاش! وہ اس کے چمڑے کے ساتھ نفع حاصل کرتے۔ پس انہوں نے بکری کی کھال اتاری اور اس سے گھر کے لیے مشکیزہ بنالیا' حتیٰ کہ وہ پرانا ہوگیا۔"

(ب) نماز سے خروج کا مسئلہ: اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ کسی اور فعل سے نماز سے نکلتا ہے تو اس کی نماز یعنی فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، کیونکہ لفظ سلام کہنا فرائضِ صلوٰۃ سے نہیں بلکہ واجب ہے۔

(ج) لفظ سلام کہنے میں اختلاف آئمہ فقہ:

اس مسئلہ میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے کہ آیا "سلام" کہنا فرض ہے یا واجب؟

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے باہر نکلنے کے لیے سلام کہنا فرض ہے واجب نہیں۔

دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہی حدیث پاک ہے: "والتسليم تحليلها" یعنی نماز کی وجہ سے جو کام حرام ہوئے تھے سلام کہنے سے وہ حلال ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا جس طرح تکبیر تحریمہ کہنے سے وہ سارے کام حرام ہوجاتے ہیں جو نماز سے پہلے حلال تھے تو تکبیر تحریمہ فرض ٹھہری۔ اسی طرح سلام کی وجہ سے وہ امور حلال ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا سلام کہنا بھی تکبیر تحریمہ کی طرح فرض ٹھہرا۔

احناف کا مؤقف: عندالاحناف سلام کہنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا قلت هذا او قضيت هذا فقد قضت صلاتك"

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا ہے اور اختیار فرض کے

منافی ہے، لہٰذا اسلام فرض نہیں ہے۔ البتہ واجب ضرور ہے۔

سوال نمبر 3: عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ تَقُوْلُ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْعِيْدَيْنِ حَتّٰى لَقَدْ كَانَتِ الْبِكْرَانِ تَخْرُجَانِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ حَتّٰى لَقَدْ كَانَتِ الْحَائِضُ تَخْرُجُ فَتَجْلِسُ فِي عَرْضِ النَّاسِ يَدْعُوْنَ وَلَا يُصَلِّيْنَ.

(الف) ترجمہ لکھیں اور اعراب سے مزین کریں؟

(ب) بكر و بصلاة العصر: نماز عصر کا وقت مستحب کیا ہے؟ حدیث کا ظاہر آپ کے موقف کی تائید نہیں کرتا تو اس کی توجیہ کیا ہے؟

(ج) احناف کے نزدیک نماز میں تسمیہ سراً پڑھی جاتی ہے اس پر کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں کو عیدین کی طرف نکلنے کی اجازت دی گئی یہاں تک کہ دو کنواری لڑکیاں ایک ہی کپڑے میں نکلتی تھیں حتیٰ کہ حیض والی بھی نکلتیں تو وہ لوگوں کے ایک طرف میں بیٹھ جاتیں وہ صرف دعا کرتیں نماز نہ پڑھتیں۔"

(ب) نماز عصر کا مستحب وقت:

نماز عصر کو سورج کے متغیر ہونے تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور بادلوں کے دنوں میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مذکورہ حدیث کی توجیہہ:

یہ حدیث بادلوں کے دنوں پر محمول ہے یعنی بادلوں کے دنوں میں جلدی کرو ورنہ تغیر شمس تک تاخیر مستحب ہے۔

(ج) سراً تسمیہ کہنے پر دلیل:

بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا چاہیے، اس پر دلیل یہ روایت ہے: "ابو حنيفة عن حماد

عن انس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم و ابوبكر و عمر لا يجهرون ببسم الله الرحمن الرحيم ۔" یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بسم اللہ بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

سوال نمبر 4: عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فُتِحَ مَكَّةَ وَضَعَ لَامَتَهُ وَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِثَوْبٍ وَاحِدٍ فَصَلَّى فِيهِ زَادَ فِي رِوَايَةٍ مُتَوَحِّشًا ۔

(الف) ترجمہ کریں؟ اور اعراب لگائیں؟

(ب) ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن يوم الوصال وصوم الصمت: صوم وصال اور صوم صمت کی تشریح کریں نیز ان کا حکم مع وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی زرہ رکھی اور پانی منگوایا پس اس کو اپنے اوپر ڈالا پھر ایک کپڑا منگوایا اور اس میں نماز پڑھی۔ ایک دوسری روایت میں اس کو لپیٹنے کا ذکر بھی ہے"۔

(ب) صوم وصال اور اس کا حکم:

صوم وصال کا مطلب ہے کہ مسلسل روزے رکھنا اور سحری و افطاری کے وقت کھانا نہ کھایا جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ منع ہے۔ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر وصال کے روزے رکھنا شروع کر دیے۔ چند دنوں میں ان کی حالت بہت کمزور ہو گئی۔ آپ نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم آپ کی پیروی میں وصال کے روزے رکھتے

ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے میری مثل کوئی نہیں ہے مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ لہٰذا آپ نے منع فرما دیا۔

صوم صمت اور اس کا حکم: صوم صمت یعنی چپ کا روزہ یہ ہے کہ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ یہ بھی منع ہے۔ اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عیسائیوں سے مشابہت لازم آتی ہے۔

القسم الثاني..... الادب العربي

سوال نمبر 5: کوئی سے پانچ اشعار کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں؟

وقوفا بها صحبي علي مطيهم	يقولون لا تهلك أسى وتجمل
وان تك قد ساءتك مني خليقة	فسلي ثيابي من ثيابك تنسل
وكشح لطيف كالجديل مخصر	وساق كانبوب السقي المذلل
ضليع اذا استدبرته سد فرجه	بضاف فويق الارض ليس باعزل
لها مرفقان افتلان كانها	تمر بسلمي دالج متشدد
وان تلتق الحي الجميع تلاقني	الى ذروة البيت الكريم المصمد
تبصر خليلي هل ترى من ظعائن	يتحملن بالعلياء من فوق جرثم
فاصبح يهدي فيهم من تلاذكم	مغانم شتى من افال مزنم
ومن يجعل المعروف من دون عرضه	يفره ومن لا يتق الشتم يشتم
ومن يغترب يحسب عدوا صديقه	ومن لا يكرم نفسه لا يكرم

جواب: ترجمة الأشعار و تشريحها

۱- میں رو رہا تھا درانحالیکہ کھڑی تھیں میرے پاس میرے دوستوں کی سواریاں، وہ کہتے تھے کہ تو غم کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جانا اور تحمل مزاجی کا مظاہرہ کر۔

یعنی میں پریشان تھا اور بہت غمگین تھا، حتیٰ کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور

میرے ساتھی بھی میرے پاس تھے اور وہ مجھے صبر کی نصیحت کر رہے تھے۔

۲- (اے محبوبہ!) اگر تجھے بری لگی ہے میری طرف سے کوئی عادت تو علیحدہ کر لے تو میرے کپڑوں کو اپنے کپڑوں سے اور پریشانی سے آزاد ہو جا۔
یعنی اگر تجھے میرے ساتھ رہنا اچھا نہیں لگتا تو اپنا راستہ الگ کر لے مجھے میری حالت پر چھوڑ دے۔

۳- اور ظاہر کی اس (محبوبہ) نے اپنی نازک اور پتلی کمر جو اونٹ کی نکیل کی مثل باریک ہے۔ اور پنڈلی کو جو پانی میں اگنے والے پودے کی طرح نرم و نازک ہے۔ (اس شعر میں شاعر اپنی محبوبہ کی تعریف کر رہا ہے)

۴- چوڑے سینے، چوڑی پسلیوں والا جب تو اس کو پیچھے سے دیکھے اور اس کی دم گھنے بالوں والی ہے۔ زمین سے تھوڑی اوپر اور ٹیڑھی نہیں ہے۔
شاعر اس میں اپنے گھوڑے کی تعریف کر رہا ہے کہ خوب موٹا تازہ ہے اور عمدہ گھوڑے کی تمام خصوصیات اس میں موجود ہیں۔

۵- اس کے دو بازو ہیں۔ اس کی پہلوؤں کی ہڈیاں اس قدر دور ہیں کہ چلتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے: کوئی ڈول سے پانی نکالنے والا قوی آدمی دو ڈول ہاتھوں میں تھامے چل رہا ہے۔
اس شعر میں شاعر اپنی اونٹنی کی تعریف کر رہا ہے کہ بہت طاقت والی ہے۔

۶- اور اگر تمام قبیلے ملاقات کریں تو تیری ملاقات مجھ سے اس حال میں ہوگی کہ میرا تعلق اس اعلیٰ خاندان سے ہوگا جو شریف اور اخلاق سے مزین ہے۔ لوگ بھلائی لینے ان کی طرف آتے ہیں۔
شاعر اس شعر میں اپنی تعریف و مدح کر رہا ہے۔

۷- تو دیکھ میرے دوست کیا دیکھی تو نے کوئی ہودج نشین عورتوں سے کہ اٹھایا انہوں نے قبیلہ جرہم کے بلند مقام سے اپنا سامان سفر۔

۸- اور جو شخص اپنی عزت بچانے کے لیے نیکی کرتا ہے تو وہ اس کو بچا لیتا ہے۔

اور جو گالی سے نہیں بچتا اس کو گالی دی جاتی ہے۔
(گویا جیسا کرو گے ویسا بھرو گے)

۹- اور جو مسافر ہو وطن سے دور ہو وہ دشمن کو اپنا دوست گمان کرتا ہے اور جو اپنے آپ کی عزت نہیں کرواتا اس کی عزت نہیں کی جاتی۔ یعنی اگر انسان کسی دوسرے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو لوگ بھی اس کی قدر کرتے ہیں۔

سوال نمبر 6: درج ذیل الفاظ میں سے کسی 5 کی صرفی تحلیل و تحقیق کریں؟

أَرْمِيْ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ناقص یائی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ

مُخَلْخَلٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعللة

تَمَطّى: صیغہ واحد غائب فعل ماضی معروف ناقص یائی از باب تفعّل

أَمُوْنُ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ

اِسْتَكَنَّا: صیغہ تثنیہ مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب استفعال

يَمْتَلِلْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل مضارع معروف از باب افتعال

لَا تَجْعَلْنِيْ: صیغہ واحد مذکر فعل نہی حاضر معروف از باب فَتَحَ يَفْتَحُ

اِسْتَطَعْتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف از باب استفعال

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس أھل السنة باکستان

الثانویة الخاصة (السنة الثانیه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (الیف اے) تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے، باقی چار میں سے کوئی دو حل کریں۔

سوال نمبر 1: وسنن الطھارة غسل الیدین قبل ادخالھما الاناء اذا استیقظ المتوضی من نومه لقوله عیه السلام اذا استیقظ أحدکم من منام فلا یغمسن یده فی الاناء حتی یغسلھا ثلثافانه لایدری أین باتت یده ولأن الیدألة التطھیر فتسن البدایة بتنظیفھا ۔

(i) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟ 10

(ii) مذکورہ عبارت میں، اذا استیقظ المتوضی من نومه کی قید کا فائدہ بتائیں اور واضح کریں کہ ہاتھ دھونے کی مقدار کیا ہے؟ نیز "مضمضه اور استنشاق" کی تشریح سپرد قلم کریں؟ 5

(iii) صاحب ہدایہ نے وضو کی سنتیں بیان کی ہیں وہ تحریر کریں؟ 5

سوال نمبر 2: تطھیر النجاسة واجب من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلی علیه لقوله تعالیٰ (وثیابك فطھر) وقال علیه السلام حتیه ثم اقرصیه ثم اغسلیه ولا تضرك أثره واذا وجب التطھیر فی الثوب وجب فی البدن والمکان لأن الاستعمال فی حالة الصلوة یشمل الکل ۔

(i) اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟ 5

(ii) وہ کون سی اشیاء ہیں جن سے نجاست زائل کرنا جائز ہے؟ اس بارے میں

اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ 10

(iii) نجاست غلیظہ وخفیفہ کی وضاحت کریں نیز ہر ایک کی وہ مقدار بیان کریں جس کی موجودگی میں نماز جائز ہے اور کیوں؟ 15

سوال نمبر 3: الجماعة سنة مؤکدة لقوله علیه السلام الجماعة من سنن الھدی لایتخلف عنھا الا منافق و أولی الناس بالامامة أعلمھم بالسنة ۔

(i) عبارت کا اردو ترجمہ کریں؟ 5

(ii) امامت نماز کے لیے حقداران کی ترتیب مع الدلائل بیان کریں نیز جن کی امامت مکروہ ہے ان کو بیان کریں؟ 15

(iii) اگر مقتدی ایک ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو؟ شیخین اور امام محمد رحمہم اللہ کا موقف اور شیخین کی دلیل بیان کریں؟ 10

سوال نمبر 4: اذا أکل الصائم أو شرب أو جامع ناسیاً لم یفطر ۔

(i) مذکورہ بالا صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے؟ تفصیلاً وضاحت مع الدلائل ذکر کریں۔ نیز بتائیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف کیا ہے؟ 10

(ii) روزہ توڑنے والی تمام صورتیں سپرد قلم کریں؟ 10

(iii) روزہ کی اقسام بیان کرتے ہوئے ہر ایک کی نیت کا صحیح وقت بیان کریں؟ 10

سوال نمبر 5: (i) نماز جمعہ کی شرائط بیان کریں؟ 15

(ii) نماز خوف کا طریقہ مفصل بیان کریں؟ 15

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے دس سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟ 20

۱- ہدایہ کے مصنف کا نام تحریر کریں؟ ۲- ہدایہ کی دو شرحوں کے نام تحریر کریں۔

۳- تیمم کا لغوی معنی کیا ہے؟ ۴- فقہ حنفی میں طرفین سے مراد کون ہیں؟

۵- المسح علی الخفین کا معنی لکھیں؟ ۶- حیض اور استحاضہ میں کیا فرق ہے؟

۷-صلوات خمسہ کے لیے اذان فرض ہے، واجب ہے، سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟

۸-شہید کی تعریف لکھیں؟ ۹-جس کے پاس ستر عورت کے لیے کپڑا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟

۱۰-زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ ۱۱-صاحب ہدایہ نے فرائض نماز کی تعداد بیان کی ہے، 8،7،6؟

۱۲-بھول کر کلام کرنے سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز باطل ہوگی یا نہیں؟

۱۳-مرد کے لیے سنت کفن کتنے اور کون کون سے کپڑے ہیں؟

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وَسُنَنُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ اِدْخَالِهِمَا فِي الْاَنَاءِ اِذَا اسْتَيْقَظَ الْمُتَوَضِّئُ مِنْ نَوْمِهَا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِ فَلَا يَغْمِسَنَّ يَدَهُ فِي الْاَنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ وَلِاَنَّ الْيَدَ آلَةُ التَّطْهِيْرِ فَتُسَنُّ الْبِدَايَةُ بِتَنْظِيْفِهَا .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت میں، اذا استیقظ المتوضی من نومہ کی قید کا فائدہ بتائیں اور واضح کریں کہ ہاتھ دھونے کی مقدار کیا ہے؟ نیز "مضمضہ اور استنشاق" کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(ج) صاحب ہدایہ نے وضو کی سنتیں بیان کی ہیں وہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"اور طہارت یعنی وضو کی سنتیں: دونوں ہاتھوں کو ان کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھونا جب وضو کرنے والا اپنی نیند سے بیدار ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم سے کوئی اپنی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اس کو تین مرتبہ دھولے" کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے اور اس لیے کہ ہاتھ پاکی حاصل کرنے کا آلہ ہے۔ سنت قرار دیا گیا ہے کہ اس کو صاف کر کے ابتداء کی جائے۔"

(ب) اذا استیقظ المتوضی من نومہ کی قید کا فائدہ:

اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب متوضی جاگتا ہوتو اسے پتہ ہوتا ہے کہ میرا ہاتھ پاک و صاف ہے یا نہیں۔ نیند کی حالت میں اسے معلوم نہیں ہوتا اس لیے دھونے کا حکم دیا۔ حدیث پر عمل کرنے کے لیے بھی اس قید کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ہاتھ دھونے کی مقدار: وضو کرنے کے لیے ابتدائے وضو میں کلائیوں تک اور جب وضو کا فرض ادا کرنا ہوتو کہنیوں سمیت دھونا چاہئے۔

مضمضة اور استنشاق: کلی کرنے کو مضمضہ کہتے ہیں جبکہ ناک میں پانی ڈالنے کو استنشاق کہتے ہیں۔ تین بار کلی کرنا سنت ہے اور تین ہی دفعہ ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔ دونوں کام کرتے وقت مبالغہ کرنا یعنی کلی اس طرح کرنا کہ حلق تک پانی پہنچ جائے اور ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہنچانا بھی سنت ہے۔

وضو کی سنتیں: صاحب ہدایہ نے وضو کی آٹھ سنتیں بیان کی ہیں:

۱-دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا ۲-ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا
۳-مسواک کرنا ۴-کلی کرنا ۵-ناک میں پانی ڈالنا
۶-دونوں کانوں کا مسح کرنا ۷-داڑھی کا خلال کرنا ۸-انگلیوں کا خلال کرنا

سوال نمبر2: تطهير النجاسة واجب من بدن المصلى وثوبه والمكان الذى يصلى عليه لقوله تعالىٰ (وثيابك فطهر) وقال عليه السلام حتيه ثم اقرصيه ثم اغسليه ولا تضرك أثره واذا وجب التطهير فى الثوب وجب فى البدن والمكان لأن الاستعمال فى حالة الصلوة يشمل الكل۔

(الف) اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) وہ کون سی اشیاء ہیں، جن سے نجاست زائل کرنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

(ج) نجاست غلیظہ وخفیفہ کی وضاحت کریں نیز ہر ایک کی وہ مقدار بیان کریں جس کی موجودگی میں نماز جائز ہے اور کیوں؟

جواب: (الف) ترجمة العبارت: ''نجاست کو زائل کرنا واجب ہے نمازی کے بدن سے، اس کے کپڑے سے اور اس جگہ سے جس پر اس نے نماز پڑھنی ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے کپڑوں کو پاک کریں''۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''اسے رگڑ پھر اسے کھرچ پھر اسے دھو ڈال اور نشان کا باقی رہنا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا۔'' کپڑے میں پاکی ضروری ہے تو پھر بدن اور اس جگہ میں بھی پاکی ضروری ہے' کیونکہ نماز کی حالت میں استعمال سب کو شامل ہے۔

(ب) نجاست زائل کرنیوالی اشیاء:

پانی اور ہر بہنے والی پاک چیز جس سے نجاست زائل ہو جائے۔ جیسے: سرکہ، گلاب کا عرق وغیرہ سے نجاست کو دور کرنا جائز ہے۔ امام محمد، امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: پانی کے علاوہ کوئی مطہر نہیں ہے' جبکہ شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں: ہر مائع اور طاہر چیز سے نجاست کو زائل کرنا جائز ہے، کیونکہ ان سے نجاست اپنی جگہ سے اکھڑ جاتی ہے۔

(ج) نجاست غلیظہ کی تعریف:

ہر وہ چیز کہ جس کے نجس ہونے کے بارے میں نص وارد ہو اور اس کے معارض کوئی نص وارد نہ ہو تو وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے: شراب' خون کا قطرہ اور پاخانہ وغیرہ۔

نجاست خفیفہ: ہر وہ چیز کہ جس کے نجس ہونے کے بارے میں کوئی نص وارد ہو اور اس کے معارض بھی نص وارد ہو' نجاست خفیفہ کہلائے گی جیسے: مایو کل لحمہ، کا پیشاب۔

مقدار کا بیان: نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن کے کسی عضو کو لگ جائے اور اس حصہ کے چوتھائی یا اس سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے' کیونکہ قلیل بالا جماع جائز

ہے اور قلیل کا اندازہ درہم کی مقدار ہے۔ نجاست جب تک کپڑے کے چوتھائی حصہ کو نہ پہنچ جائے تو اس وقت تک جائز ہے اور اگر چوتھائی کو پہنچ جائے تو جائز نہیں ہے۔ چوتھائی حصہ کثیر کے حکم میں ہے اور چوتھائی سے کم قلیل کے حکم میں ہے اور قلیل معاف ہے بالاجماع۔

سوال نمبر3: الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدى لايتخلف عنها الا منافق و أولى الناس بالامامة أعلمهم بالسنة .

(الف) عبارت کا اردو ترجمہ کریں؟

(ب) امامت نماز کے لیے حقداران کی ترتیب مع الدلائل بیان کریں نیز جن کی امامت مکروہ ہے ان کو بیان کریں؟

(ج) اگر مقتدی ایک ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو؟ شیخین اور امام محمد رحمہم اللہ کا مؤقف اور شیخین کی دلیل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: جماعت سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت سنن ہدیٰ میں سے ہے، نہیں پیچھے رہتا اس سے مگر منافق اور لوگوں میں سے امامت کا زیادہ حقدار ان میں سے وہ ہے' جو سنت کا زیادہ عالم ہے۔

(ب) حقدارانِ امامت:

لوگوں میں سے سب سے پہلے امامت کا حقدار وہ شخص ہے' جو سنت کو زیادہ جانتا ہو یعنی علم فقہ وعلم شرائع کو' کیونکہ فقہ اور علم شرائع کو جاننے والا دوسروں سے بہتر ہے۔

اگر تمام مساوی ہوں یعنی عالم بالسنۃ ہوں تو پھر دوسرے نمبر پر وہ ہے' جو ان میں سے زیادہ قاری ہو' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چاہیے کہ قوم کی امامت وہ شخص کروائے جو ان سے زیادہ کتاب اللہ کا قاری ہو۔ اگر تمام قاری ہونے میں مساوی ہوں تو پھر تیسرے نمبر پر تقدیم کے لائق وہ ہے' جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے عالم متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اگر تقویٰ میں سب برابر ہوں تو پھر چوتھے نمبر پر تقدیم کا حقدار وہ شخص ہے' جو ان میں سے زیادہ عمر والا ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی ملیکہ کو فرمایا: تم میں سے جو بڑا ہے وہ امامت کروائے۔ زیادہ عمر والے کے پیچھے لوگ بھی زیادہ ہوں گے۔"

جن کی امامت مکروہ ہے:

غلام، دیہاتی، فاسق، اندھے اور جو زنا سے پیدا ہوا ہو۔ ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے۔

(ج) مسئلہ: اگر مقتدی ایک ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ یہی مؤقف شیخین کا ہے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی تو ان کو دائیں جانب کھڑا کیا۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اپنے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑھی کے مساوی رکھے۔

سوال نمبر4: اذا أكل الصائم أو شرب أو جامع ناسياً لم يفطر .

(الف) مذکورہ بالا صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے؟ تفصیلاً وضاحت مع الدلائل ذکر کریں۔ نیز بتائیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف کیا ہے؟

(ب) روزہ توڑنے والی تمام صورتیں سپرد قلم کریں؟

(ج) روزہ کی اقسام بیان کرتے ہوئے ہر ایک کی نیت کا صحیح وقت بیان کریں؟

جواب: (الف) روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ:

مذکورہ صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھول کر کچھ کھا لیا یا پی لیا تو وہ اپنا روزہ مکمل کرے' کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور

پلایا ہے۔ اگرچہ قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ ٹوٹ جائے مگر نص کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذکورہ صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ب) روزہ توڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا:

☆ جان بوجھ کر قئی کرنا جو منہ بھر ہو۔ ☆ سبیلین سے کسی چیز کا برآمد ہونا۔

(ج) روزے کی اقسام:

روزہ کی دو اقسام ہیں: ۱-واجب ۲-نفل۔

واجب کی پھر دو اقسام ہیں: ایک وہ جو معین زمانہ کے ساتھ متعلق ہے جیسے: رمضان اور نذر معین کا روزہ۔ یہ روزے رات کی نیت سے بھی جائز ہیں۔ رات کے وقت نیت نہ کی حتیٰ کہ صبح ہوگئی اگر زوال سے پہلے پہلے نیت کرے گا تو بھی جائز ہیں۔ واجب کی دوسری قسم یہ ہے کہ جو ذمہ میں ثابت ہو جائے اور لازم ہو جائے جیسے: رمضان کی قضاء، نذر مطلق کے روزے اور کفارات کے روزے۔ یہ روزے رات کو نیت کرنے سے ہی جائز ہوں گے۔ کفارۂ ظہار کے روزے بھی رات کی نیت کرنے سے ہی جائز ہوں گے۔ نفلی روزے تمام کے تمام زوال سے پہلے نیت کرنے سے جائز ہیں۔

سوال نمبر5: (الف) نماز جمعہ کی شرائط بیان کریں؟

(ب) نماز خوف کا طریقہ مفصل بیان کریں؟

جواب: (الف) **شرائط نماز جمعہ:** ☆ مذکر ہونا۔ عورت پر فرض نہیں۔ ☆ آزاد ہونا۔ غلام نکل گیا۔ ☆ مصر یا فنائے مصر ہونا، بستی میں جائز نہیں۔ ☆ اس کو بادشاہ یا اس کا نائب قائم کرے۔ ☆ وقت کا ہونا۔ اس کا وقت ظہر کا وقت ہے۔ ☆ خطبہ کا ہونا، جو نماز سے پہلے ہو۔ ☆ جماعت کا ہونا، اکیلے جائز نہیں ہے۔ ☆ مقیم ہونا۔ لہٰذا مسافر، عورت، مریض،

بچے، غلام، اندھے پر جمعہ واجب نہیں۔

نماز خوف کا طریقہ:

جب دشمن کا خوف زیادہ ہو جائے تو امام لوگوں کے دو گروہ بنائے، ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرے گروہ کو نماز پڑھائے ایک رکعت اور دو سجدے۔ جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے اب یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ امام کے پیچھے آجائے۔ امام ان کو ایک رکعت اور دو سجدے پڑھائے گا اور تشہد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔ یہ گروہ دوبارہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے گا اور پہلا گروہ آکر اپنی بقیہ رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے۔ دوسرا گروہ آجائے وہ بھی اپنی باقی رکعت پوری کرے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرا گروہ امام کے ساتھ پڑھی جانے والی رکعت کے ساتھ دوسری رکعت پوری کرلے پھر دوسرا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرلے۔ اگر مغرب کی نماز ہو تو پہلے گروہ کو امام دو رکعتیں اور دوسرے کو ایک رکعت پڑھائے گا۔

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے دس سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

جواب:

سوالات	جوابات
۱-ہدایہ کے مصنف کا نام تحریر کریں؟	برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی المرغینانی
۲-ہدایہ کی دو شرحوں کے نام تحریر کریں؟	۱-بنایہ شرح ہدایہ ۲-غایۃ البیان شرح ہدایہ
۳-تیمم کا لغوی معنیٰ کیا ہے؟	ارادہ کرنا
۴-فقہ حنفی میں طرفین سے مراد کون ہیں؟	امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ
۵-المسح علی الخفین کا معنیٰ لکھیں؟	دونوں موزوں پر مسح کرنا
۶-حیض اور استحاضہ میں کیا فرق ہے؟	حیض وہ خون ہے جو ہر ماہ بالغہ عورت کا رحم پھینکے اس کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے استحاضہ

	وہ خون ہے کسی بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔
۷۔صلوات خمسہ کیلئے اذان فرض ہے، واجب ہے، سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟	صلوات خمسہ کے لیے اذان سنت مؤکدہ ہے۔
۸۔شہید کی تعریف لکھیں؟	شہید وہ شخص ہے، جو کفار کے خلاف لڑتا ہوا قتل ہوجائے یا جس کو باغیوں یا چوروں نے قتل کر دیا ہو یا میدان جنگ میں اس طرح پایا گیا کہ اس پر زخم کے نشان ہوں۔
۹۔جس کے پاس ستر عورت کے لیے کپڑا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟	وہ بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز پڑھے۔
۱۰۔زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟	عاقل، بالغ، مسلمان اور صاحب نصاب آدمی پر۔
۱۱۔صاحب ہدایہ نے فرائض نماز کی تعداد بیان کی ہے، 8،7،6؟	چھ
۱۲۔بھول کر کلام کرنے سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز باطل ہوگی یا نہیں؟	نہیں۔
۱۳۔مرد کے لیے سنت کفن کتنے اور کون کون سے کپڑے ہیں؟	مرد کے لیے تین کپڑے سنت ہیں (ازار، قمیص، لفافہ)

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانیه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے سال دوم) چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے پانچ سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: اعلم ان أصول الشرع ثلاثة والأصل الرابع القياس.

(۱) اصول اور شرع کا اصطلاحی معنی لکھیں؟ (۵)

(۲) اصل رابع کو علیحدہ کیوں ذکر کیا؟ (۳)

(۳) کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے مستنبط قیاس کی نظیریں پیش کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 2: ''انما تعرف أحكام الشرع بمعرفة أقسامها فالأقسام بمعنى التقسيمات لأن ههنا تقسيمات متعددة وتحت كل تقسيم أقسام لا أن الكل أقسام متباينة بنفسها۔''

(۱) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۴)

(۲) کل کتنی تقسیمیں ہیں؟ وجہ حصر لکھیں۔ (۶)

(۳) ہر تقسیم کے تحت آنے والی اقسام علیحدہ علیحدہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: ''ومنه الأمر ولا يقتضي التكرار ولا يحتمله۔''

(۱) ''منہ'' میں جز کا مرجع متعین کریں۔ امر کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۶)

(۲) امر کا موجب کیا ہے؟ دلائل سے ثابت کریں۔ (۷)

(۳) اقتضاء تکرار اور احتمال تکرار کا مطلب واضح کریں اور بتائیں کہ عبارات میں کیوں تکرار ہے؟ (۷)

سوال نمبر 4: (۱) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی اور حکم بیان کریں؟ (۷)

(۲) کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ مدلل لکھیں۔ (۷)

(۳) مراتب اجماع لکھیں؟ (۶)

سوال نمبر 5: (۱) تقلید الصحابی واجب۔ مذکورہ مسئلہ کی مدلل وضاحت لکھیں؟ (۱۰)

(۲) تقلید کا لغوی واصطلاحی معنی اور تقلید ائمہ پر مدلل نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: "أفعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سوی الزلۃ أربعۃ أقسام."

(۱) زلۃ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اس کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ لکھیں؟ (۸)

(۲) اقسام اربعہ لکھیں؟ (۴)

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کے حکم کے بارے میں اقوال مختلف مفصل لکھیں؟ (۸)

سوال نمبر 7: (۱) سنۃ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟ (۵)

(۲) باعتبار کیفیت اتصال سنت کی اقسام بمع تعریفات لکھیں؟ (۵)

(۳) اقسام راوی لکھیں؟ (۵)

(۴) حجیت خبر کے بارے میں شرائط راوی لکھیں؟ (۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

چار سوالات کا حل مطلوب ہے

سوال نمبر 1: اعلم أن أصول الشرع ثلاثۃ والأصل الرابع القیاس.

(الف) اصول اور شرع کا اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) اصل رابع کو علیحدہ کیوں ذکر کیا؟

(ج) کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے مستنبط قیاس کی نظیریں پیش کریں؟

جواب: (الف) اصول اور شرع کا معنیٰ: اصول اصل کی جمع ہے اور اصل وہ شیء ہے جس پر کسی شیء کی بنیاد رکھی جائے خواہ حسی طور پر جیسے: دیوار کی بنیاد، یا عقلی طور پر جیسے: حکم کی بنیادیں۔ شرع کا معنیٰ وہ راستہ ہے جس کو شارع علیہ السلام نے دلیل قرار دیا ہو یعنی شرع اگر بمعنی شارع ہو تو پھر اس سے مراد وہ امور ہیں جن کو شارع علیہ السلام نے دلیلیں قرار دیا ہے اور اگر شرع بمعنی مشروع ہو تو پھر اس سے مراد احکام مشروعہ ہیں۔

(ب) اصل رابع کو علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ:

قیاس کو الگ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تین اصول قطعی ہیں جبکہ قیاس ظنی دلیل ہے۔

(ج) نظیریں: کتاب اللہ سے مستنبط قیاس کی مثال:

جیسے لواطت کی حرمت کو حالت حیض میں وطی کی حرمت پر قیاس کرنا' کیونکہ علت اذی ہے۔ یہ علت جس طرح حالت حیض میں پائے جانے کی وجہ سے وطی حرام ہے اسی طرح یہ علت چونکہ فعل لواطت میں موجود ہے لہٰذا لواطت بھی حرام ہے۔

سنت سے مستنبط قیاس کی مثال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کی بیع میں

مساوات کا حکم دیا اور ان چھ چیزوں میں تفاضل یعنی زیادتی کو سود قرار دیا جس طرح فرمایا:

"فالفضل ربوٰا"

چھ چیزوں کی بیع انہیں چھ چیزوں کے بدلے نقد و نقد ہونی چاہیے اور دوسرا برابر برابر۔ اب ان کی بیع ادھار یا کمی زیادتی کے ساتھ حرام ہے۔ ان چھ میں علت ایک تو جنس ٹھہری اور دوسری قدر یعنی جنس کے بدلے جنس کی بیع ہو تو اس میں دو چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ایک برابر برابر ہو اور دوسرا نقد ہو۔ اب یہ علت جہاں بھی پائی جائے گی وہ بیع حرام ہوگی۔

اجماع سے مستنبط قیاس کی مثال: فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرد کا اپنی موطوہ باندی کی ماں سے وطی کرنا حرام ہے' اس حرمت کی علت باندی سے وطی کرنا ہے۔ اب اگر کوئی مرد کسی عورت سے وطی کرتا ہے تو اس کی ماں سے وطی کو حرام قرار دینا' یہ اجماع سے مستنبط قیاس کی مثال ہوگی۔

سوال نمبر 2: "اِنَّمَا تُعْرَفُ اَحْكَامُ الشَّرْعِ بِمَعْرِفَةِ أَقْسَامِهَا فَالْأَقْسَامُ بِمَعْنَى التَّقْسِيمَاتِ لِأَنَّ هٰهُنَا تَقْسِيمَاتٍ مُتَعَدِّدَةً وَتَحْتَ كُلِّ تَقْسِيمٍ أَقْسَامٌ لَا أَنَّ الْكُلَّ أَقْسَامٌ مُتَبَايِنَةٌ بِنَفْسِهَا ."

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) کل کتنی تقسیمیں ہیں؟ وجہ حصر لکھیں۔

(ج) ہر تقسیم کے تحت آنے والی اقسام علیحدہ علیحدہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور بے شک پہچانے جائیں گے شرع کے احکام اپنی تمام قسموں کی معرفت کے ساتھ۔ پس اقسام تقسیمات کے معنی میں ہے' کیونکہ اس جگہ متعدد تقسیمیں ہیں اور ہر تقسیم کے تحت کئی اقسام ہیں۔ نہ یہ کہ تمام اقسام بنفسہا ایک دوسرے کے متبائن ہیں۔ (بلکہ ایک تقسیم کی اقسام دوسری تقسیم کی اقسام کے ساتھ جمع ہو جاتی ہیں۔)

(ب) کل تقسیموں کے درمیان وجہ حصر:

کل چار تقسیمیں ہیں:

وجہ حصر اس لیے کہ اس کتاب میں بحث یا تو معنی سے ہوگی تو یہ چوتھی تقسیم ہے یا لفظ سے ہوگی اگر لفظ سے ہوگی تو پھر یا لفظ کے استعمال کے اعتبار سے بحث ہوگی یا دلالت کرنے کے اعتبار سے۔ بصورت اوّل تقسیم ثالث۔ بصورت ثانی پھر اس میں ظہور و خفاء کا اعتبار ہوگا یا نہیں۔ بصورت اوّل یعنی اگر ظہور اور خفاء کا اس میں اعتبار ہو تو تقسیم ثانی ورنہ تقسیم اول۔

(ج) ہر تقسیم کی اقسام:

تقسیم اوّل کی اقسام: خاص، عام، مشترک، مؤول

تقسیم ثانی کی اقسام: ظاہر، نص، مفسر، محکم

تقسیم ثالث کی اقسام: حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ

تقسیم رابع کی اقسام: عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص

سوال نمبر 3: "ومنه الأمر ولا يقتضي التكرار ولا يحتمله ."

(الف) "منہ" میں ضمیر کا مرجع متعین کریں۔ امر کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: منہ کی ضمیر کا مرجع: منہ کی ضمیر خاص کی طرف لوٹ رہی ہے۔

امر کا لغوی معنی: حکم دینا

اصطلاحی معنی: قائل کا اپنے غیر کو استعلاء کے طریقے پر افعل کہنا۔

(ب) امر کا موجب کیا ہے؟ دلائل سے ثابت کریں۔

جواب: امر کا موجب: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ امر کا موجب کیا ہے؟

بعض کہتے ہیں کہ امر کا موجب ندب ہے۔ وجوب، اباحت اور توقف نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ امر طلب کے لیے ہوتا ہے پھر اس میں جانب فعل کا راجح ہونا ضروری ہے' تاکہ اس کی طلب تو کی جا سکے اور اس کا کم از کم مرتبہ ندب ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امر کا موجب اباحت ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ امر طلب کے لیے ہوتا ہے اور طلب کا معنی ہے وہ ماذون فیہ ہو یعنی اس میں اذن و اجازت دی گئی ہو۔ ماذون فیہ کا کم از کم مرتبہ اباحت ہی ہے۔ لہٰذا امر کا موجب بھی اباحت ہے۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں: امر کا موجب توقف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ امر سولہ

معنوں کے لیے آتا ہے۔ اب سولہ معنوں میں سے کسی ایک پر بھی قرینہ نہیں ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا مراد متعین ہونے تک توقف کرنا ضروری ہے۔

عندالاحناف امر کا موجب وجوب ہے۔ صرف ندب، اباحت اور توقف نہیں ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ امر کی حقیقت ہی وجوب ہے۔ جب تک اس کے خلاف قرینہ قائم نہ ہو امر کو وجوب پر ہی محمول کیا جائے گا۔

(ج) اقتضاء تکرار اور احتمال تکرار کا مطلب واضح کریں اور بتائیں کہ عبارات میں کیوں تکرار ہے؟

جواب: امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ ہی تکرار کا احتمال رکھتا ہے۔ اقتضاء تکرار کا مطلب یہ ہے کہ امر وجوب کے اعتبار سے تکرار کو نہیں چاہتا جس طرح ایک قوم اس بات کی طرف گئی ہے۔ احتمال تکرار کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا احتمال نہیں رکھتا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے مثلاً جب کہا جائے کہ "صَلُّوْا" تو اس کا معنی یہ ہے کہ صرف ایک ہی بار فعل صلوٰۃ کرو تکرار پر دلالت نہیں کرتا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ تکرار پر دلالت کرتا ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی اور حکم بیان کریں؟

(ب) کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ مدلل لکھیں۔

(ج) مراتب اجماع لکھیں؟

جواب: (الف) اجماع کا لغوی معنی: جمع ہونا، اتفاق کرنا۔

اصطلاحی معنی: امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالح مجتہدین کا کسی زمانے میں کسی ایک قول یا فعل پر متفق ہو جانا۔

حکم: اجماع کا حکم یہ ہے کہ اس کی مراد شرعی طور پر یقیناً ثابت ہو جاتی ہے یعنی اجماع حکم کی قطعیت اور یقینیت کا فائدہ دیتا ہے۔

(ب) جن لوگوں کا اجماع معتبر ہے:

اجماع ان لوگوں کا معتبر ہوگا جو متقی، پرہیزگار، صالح اور مجتہد ہوں جبکہ فاسق فاجر نہ ہوں اور نہ ہی ان میں خواہش نفس کی پیروی ہو۔ علاوہ ازیں مجتہدین کا صحابہ کرام یا اہل

بیت میں ہونا شرط نہیں ہے۔ اسی طرح اہل مدینہ ہونا شرط نہیں اور ان کے زمانے کا گزر جانا بھی ضروری نہیں ہے۔

(ج) مراتب اجماع:

۱- سب سے اقوی اجماع صحابہ کا اجماع ہے باعتبار نص کے یعنی وہ کہتے ہم تمام کے تمام کہ اس مسئلہ پر جمع ہوئے۔ یہ اجماع قرآنی آیت اور نقل متواتر کے قائم مقام ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

۲- صحابہ کا وہ اجماع ہے جس میں بعض نے اس پر نص کی ہو اور کچھ نے سکوت اختیار کیا ہو۔ اس کا منکر کافر نہیں۔

۳- ایسا مسئلہ کہ جس میں صحابہ کا اختلاف ظاہر نہ ہوا ہو اور بعد والے لوگوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہو جائے۔

۴- صحابہ کے بعد والے لوگوں کا ایسے حکم پر اجماع کرنا جس میں صحابہ کا اختلاف موجود ہو۔

۵- آخری مرتبہ اجماع کا یہ ہے کہ امت کا کسی بھی زمانے میں ایک مسئلہ پر دو چند اقوال پر اختلاف ہو۔ یہ ان کا اجماع ہوگا۔ بعد والوں کے لیے اس مسئلہ میں کوئی نیا قول پیش کرنا جائز نہ ہوگا۔

الغرض اس طرح اجماع کے پانچ مراتب ہو گئے۔

سوال نمبر 5: (الف) تقلید الصحابی واجب۔ مذکورہ مسئلہ کی مدلل وضاحت لکھیں۔

(ب) تقلید کا لغوی واصطلاحی معنی اور تقلید ائمہ پر مدلل نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ صحابی کی تقلید واجب ہے یا نہیں؟

ہمارے نزدیک صحابی کی تقلید واجب ہے، اس کے مقابلہ میں تابعین اور بعد والوں کے قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا، تاہم صحابی کا قیاس دوسرے صحابی کے قول کے ساتھ نہیں چھوڑا جائے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور اگر نہ بھی سنا ہو

تو پھر بھی صحابی کی رائے غیر کی رائے سے بہتر ہے۔اس لیے کہ صحابہ نے احوال تنزیل اور اسرار شریعت کا مشاہدہ کیا ہے۔علاوہ ازیں صحابہ کو غیر پر فضیلت بھی حاصل ہے۔

امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابی کی تقلید واجب نہیں ہے۔البتہ جن مسائل میں قیاس معلوم نہ ہو ان میں صحابی کی تقلید واجب ہے۔

دلیل: لانه حينئذ يتعين جهة اسماع منه

یعنی جب مدرک بالقیاس نہ ہو تو پھر تقلید واجب ہے کیونکہ اس وقت جہتِ سماع متعین ہے۔اگر وہ مدرک بالقیاس ہو تو پھر تقلید واجب نہیں' کیونکہ احتمال ہے کہ اس کی رائے ہی خطا پر ہو۔لہٰذا غیر پر یہ حجت نہیں ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ مطلقاً انکار کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ کسی کی بھی تقلید واجب نہیں ہے خواہ وہ مدرک بالقیاس ہو یا نہ ہو' کیونکہ صحابہ میں سے بعض بعض سے اختلاف کرتے تھے۔ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے اولیٰ نہیں بلکہ سب کا رتبہ و مقام برابر ہے۔لہٰذا بطلان متعین ہے۔

(ب) تقلید کا لغوی معنیٰ: گلے میں ہار ڈالنا، پٹہ ڈالنا

اصطلاحی معنیٰ: کسی آدمی کا اپنے غیر کی اتباع کرنا اس کے قول یا اس کے فعل یہ یقین کرتے ہوئے کہ وہ اس میں سچا ہے دلیل میں غور و فکر کیے بغیر۔

تقلید آئمہ: چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے۔اگر کوئی تقلید نہیں کرتا تو وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

سوال نمبر6: "أفعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سوی الزلة أربعة أقسام."

(الف) زلة کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اس کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ لکھیں؟

(ب) اقسام اربعہ لکھیں؟

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کے حکم کے بارے میں اقوال مختلفہ مفصل لکھیں؟

جواب: جوابات

(الف) زلة کا معنیٰ: وهی اسم لفعل حرام وقع فيه بسبب القصد لفعل مباح فلم يكن قصده للحرام ابتداءً۔یعنی فعل مباح کا ارادہ کرتے ہوئے کسی حرام فعل کا ارتکاب کرنا اور ابتداء میں اس کا قصد فعل حرام کرنے کا نہ ہو، زلت کہلاتا ہے۔

مستثنیٰ کرنے کی وجہ: زلت کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ باب امت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے کے بارے میں ہے اور زلت ان امور میں سے نہیں کہ جس کی اقتداء کی جائے۔

(ب) اقسام اربعۃ:

۱-مباح ۲-مستحب ۳-واجب ۴-فرض

(ج) اقتداء کا بیان: وہ افعال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سہواً نہ طبعاً صادر ہوں ان میں اقتداء کرنے میں اختلاف ہے۔بعض کہتے ہیں کہ توقف کرنا واجب ہے حتیٰ کہ ظاہر ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کس طریقے پر کیا ہے۔

بعض نے کہا: جب تک منع کی دلیل قائم نہ ہو تب اتباع واجب ہے۔

امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس میں اباحت کا اعتقاد کیا جائے گا جب تک وجوب اور ندب پر دلیل قائم نہ ہو جائے۔

سوال نمبر7: (الف) سنة کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) باعتبار کیفیت اتصال سنت کی اقسام بمع تعریفات لکھیں؟

(ج) اقسام راوی لکھیں؟

(د) حجیت خبر کے بارے میں شرائط راوی لکھیں۔

جواب: (الف) سنت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: سنت کا لغوی معنیٰ ہے "راستہ"، "عادت" جبکہ اصطلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور سکوت اور صحابہ کے اقوال اور افعال کو سنت کہتے ہیں۔

(ب) سنت کی اقسام:

کیفیت اتصال کے اعتبار سے سنت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) خبر متواتر: جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا شک وشبہ ثابت ہو اور اتصال کامل ہو۔ یعنی وہ خبر جسے ایک کثیر جماعت روایت کرے، جس کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

(۲) خبر مشہور: اتصال اور ثبوت میں کسی قسم کا شبہ ہو یعنی وہ خبر جو عصر صحابہ میں خبر واحد کی طرح ہو بعد میں وہ شہرت پذیر ہو کہ اسے ایسی جماعت نقل کرے جن کا جھوٹ پر متفق ہونے کا وہم نہ ہو۔

(۳) خبر واحد: وہ خبر ہے، جس کو ایک راوی یا دو یا اس سے زائد راوی روایت کریں۔ اس میں عدد کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس کے راوی مشہور اور متواتر کے راویوں سے کم ہوں۔

(ج) راوی کی اقسام:

☆ راوی اگر فقہ اور تقدم بالاجتہاد یعنی علم واجتہاد سے مشہور ومعروف ہو جیسے: خلفاء راشدین اور عبادلہ ثلاثہ۔

☆ وہ راوی جو عدالت اور ضبط میں مشہور ومعروف ہو فقہ وعلم میں نہیں جیسے: حضرت انس، حضرت ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دو قسمیں اس وقت ہیں جب راوی معروف ہو۔ اگر راوی مجہول ہو یعنی روایت حدیث اور عدالت میں کمال نہیں بایں طور کہ اس سے صرف ایک حدیث یا دو حدیثیں مروی ہوں جیسے: وابصہ بن معبد تو اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

وہ یہ ہیں: اس میں سلف روایت کرتے ہیں۔ تو پہلی قسم اس میں اختلاف کرتے ہیں تو یہ دوسری قسم یا طعن کرنے سے سکوت اختیار کرتے ہیں تو یہ تیسری قسم۔ سلف اس کو رد کرتے ہیں تو یہ چوتھی قسم۔ سلف میں اس کی حدیث ظاہر نہیں ہے تو یہ پانچویں قسم۔

(د) حجیت خبر کی شرائط:

اس کی چار شرائط ہیں، جو درج ذیل ہیں:

عاقل ہونا، ضبط، عدالت اور مسلمان ہونا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے) پانچواں پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے، باقی سوالات میں سے کوئی دو حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(i) الکلم (بتسکین اللام) الکلم (بکسر اللام) میں سے ہر ایک کی لغوی و صرفی تحقیق سپرد قلم کریں نیز بتائیں الکلمۃ ان میں سے کس سے مشتق ہے اور کیوں؟ ۱۰

(ii) لفظ حقیقی، حکمی، موضوع، مهمل، مفرد اور مرکب میں سے ہر ایک کی مثال تحریر کریں نیز لفظ منوی اور لفظ محذوف میں کیا فرق ہے؟ ۱۰

(iii) معنی کی لغوی و صرفی تحقیق لکھیں نیز "وضع لمعنى" کی قید سے کون کون سے الفاظ خارج ہو گئے؟ (۱۰)

(iv) لفظ کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں؛ جن میں سے ایک (وضع لمعنى) جملہ فعلیہ اور دوسری (مفرد) مفرد ہے اس کی وجہ اور اس میں پنہاں نکتہ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: ولا يتأتى أى لا يحصل ذلك أى الكلام الا فى ضمن اسمين أحدهما مسند والأخر مسند اليه وفعل مسند

(i) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی اغراض قلمبند کریں؟ (۱۰)

(iii) کلام میں کل احتمالات عقلیہ کتنے اور کون سے ہیں؟ باقی احتمالات سے کلام حاصل نہ ہونے کی وجہ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر3: وهو اى الفاعل ما اى اسم حقيقة أو حكما أسند اليه الفعل بالأصالة لابالتبعية أو شبهه اى ما يشبهه فى العمل وقدم عليه على جهة قيامه...... به...... مثل زيد فى قام زيد ...... ومثل أبوه فى زيد قائم أبوه

(i) عبارت مذکورہ بالا کا اردو ترجمہ تحریر کریں نیز اس کی روشنی میں فاعل کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(ii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات کی اغراض وفوائد قلمبند کریں؟ (۱۰)

(iii) علی جهة قيامه کی تشریح وتوضیح اور ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس قید کی ضرورت پیش آنے کی وجہ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

(i) کون سی صورتوں میں فاعل کی مفعول پر تقدیم واجب ہے اور کیوں؟ ہر ایک کی مثال ذکر کرنا نہ بھولیں؟ (۱۰)

(ii) اسم منصوب کی تعریف اور اسماء منصوبہ کی تعداد وسب کے نام مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(iii) تانیث معنوی کے وجوب منع صرف کا سبب بننے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

اتفاقی واحترازی مثالیں تحریر کریں؟ (۱۰)

(iv) الف، لام حرف تعریف ہے یا فقط لام اس بارے میں مختلف مذاہب تفصیلاً بیان کریں؟ (۱۰)

(v) حرکات اعرابیه مختصه اور حرکات بنائیه کون کون سی ہیں؟ نیز مشترکہ حرکات کون سی ہیں؟ جن کا دونوں پر اطلاق جائز ہے؟ (۱۰)

(vi) معرفہ کی اقسام بیان کریں اور بتائیں کہ کون سی قسم غیر منصرف کا سبب بنتی ہے اور کیوں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

پانچواں پرچہ: نحو

سوال نمبر1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(۱) الکلم (بتسكين اللام) الکلم (بكسر اللام) میں سے ہر ایک کی لغوی و صرفی تحقیق سپرد قلم کریں نیز بتائیں الکلمۃ ان میں سے کس سے مشتق ہے اور کیوں؟

(۲) لفظ حقيقي، حكمي، موضوع، مهمل، مفرد اور مرکب میں سے ہر ایک کی مثال تحریر کریں نیز لفظ منوی اور لفظ محذوف میں کیا فرق ہے؟

(۳) معنی کی لغوی وصرفی تحقیق لکھیں نیز "وضع لمعنى" کی قید سے کون کون سے الفاظ خارج ہو گئے۔

(۴) لفظ کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں؛ جن میں سے ایک (وضع لمعنى) جملہ فعلیہ اور دوسری (مفرد) مفرد ہے اس کی وجہ اور اس میں پنہاں نکتہ بیان کریں؟

جواب: (۱) الکَلْم اور الکَلِم کی تحقیق:

الکلم کو اگر لام کے سکون کے ساتھ پڑھیں تو پھر اس کا معنی ہوگا "جرح" یعنی زخمی کرنا......تو چونکہ زخم کی طرح معانی بھی نفس میں اثر کرتے ہیں اس لیے اس کو کلمہ کہتے ہیں۔ اس وقت یہ مصدر کا صیغہ ہوگا۔ اگر الکلم یعنی لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو پھر اسم جنس کا صیغہ ہوگا جمع کا نہیں۔ اس کا معنی ہوگا قلیل یا کثیر کلمات۔ کلمة الکلْم سے مشتق ہے۔

(۲) مثالیں:

لفظ حقیقی کی مثال جیسے: زَيْدٌ، لفظ حکمی کی مثال جیسے اِضْرِبْ میں اَنْتَ، لفظ موضوع کی مثال جیسے: زَيْدٌ، لفظ مہمل کی مثال جیسے: دَيْزٌ، مفرد کی مثال جیسے: زَيْدٌ، مرکب کی

مثال جیسے: اَلرَّجُلُ، قَائِمَۃٌ، بَصَرِیٌّ۔

لفظ منوی اور محذوف میں فرق: لفظ منوی مقولہ حرف اور صورت سے بالکل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی لفظ وضع کیا جاتا ہے جبکہ لفظ محذوف کا بعض اوقات انسان تلفظ کرتا ہے۔

(ج) معنی کی صرفی ولغوی تحقیق:

معنی کا معنی ہے "مایقصد بشیء" یعنی شیء سے جو چیز مقصود ہو وہ معنی ہوتا ہے۔

صرفی لحاظ سے معنی یا تو اسم ظرف کا صیغہ ہے مقصد کے معنی میں یا پھر مصدر میمی ہے تب مصدر بمعنی مفعول ہوگا یا پھر یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے جیسے: مَرْمِیٌّ ہے۔ پھر تخفیف کی گئی اور مَعْنیٌ پڑھا گیا۔

وضع لمعنی قید کا فائدہ: وضع لمعنی کی قید سے الفاظ مہملہ نکل گئے یعنی جو کسی معنی کے لیے موضوع نہیں۔ اسی طرح وہ الفاظ جو بالطبع دلالت کرتے ہیں، کیونکہ ان میں وضع کو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح حروف ہجا جو ترکیب کی غرض کے لیے موضوع ہوتے ہیں وہ بھی نکل گئے، کیونکہ وہ ترکیب کے لیے موضوع ہوتے ہیں معنی کے لیے نہیں۔

(د) لفظ کی دو صفتیں لانے کا فائدہ:

لفظ کی دو صفتیں لائی گئی ہیں ایک جملہ فعلیہ اور دوسرا مفرد اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ لفظ کی وضع پہلے ہوتی ہے اور اس لفظ کا مفرد ہونا بعد میں ہوتا ہے، اسی لیے تو وضع والی صفت فعل ماضی کر کے لائی گئی ہے۔

سوال نمبر2: وَلَا یَتَاَتّٰی اَیْ لَایَحْصُلُ ذٰلِکَ اَیِ الْکَلَامُ اِلَّا فِیْ ضِمْنِ اِسْمَیْنِ اَحَدُھُمَا مُسْنَدٌ وَالْاٰخَرُ مُسْنَدٌ اِلَیْہِ وَفِعْلٍ مُسْنَدٍ

(الف) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی اغراض قلمبند کریں؟

(ج) کلام میں کل احتمالات عقلیہ کتنے اور کون سے ہیں؟ باقی احتمالات سے کلام

حاصل نہ ہونے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ذیل میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور نہیں حاصل ہوتا کلام مگر دو اسموں کے ضمن میں کہ ان میں سے ایک مسند ہوگا اور دوسرا مسند الیہ یا ایک اسم (یہ مسند الیہ ہوگا) اور ایک فعل سے جو مسند ہوگا۔"

(ب) اغراض شارح کا بیان:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے لایتاتی کے بعد لایحصل عبارت نکال کر ایک سوال مقدر کا جواب دیا ہے۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ اتیان (آنا جانا) یہ تو ذوی العقول کی صفت ہے جبکہ کلام تو ذوی العقول سے نہیں پھر لا یتاتی کہنا درست نہیں؟ تو اس کا جواب شارح نے دیا کہ یہ سوال اس وقت ہوگا جب لایتاتی اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ اس جگہ لایتاتی لایحصل کے معنی میں ہے، تو یہ اعتراض نہیں ہوسکتا، ذالک کے بعد لفظ الکلام نکال کر مشار الیہ کا تعین کر دیا۔ اس میں لفظ ضمن نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اسمین مضاف الیہ ہے تو اس کا مضاف محذوف ہے اور وہ ضمن ہے۔

اس کے بعد والی عبارت نکال کر یہ بتا دیا کہ جب کلام دو اسموں سے حاصل ہو تو پھر جس کو چاہو مسند بنا لو جس کو چاہو مسند الیہ بنا لو، کیونکہ اسم مسند بھی ہوسکتا ہے اور مسند الیہ بھی۔ اسی طرح اسم سے پہلے فی ضمن نکال کر یہ بتا دیا کہ اس جگہ حرف جار فی اور ضمن مضاف محذوف ہے۔ اگر کلام ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہو تو پھر اسم مسند الیہ ہوگا اور فعل مسند ہوگا۔

(ج) احتمالات عقلیہ:

کلام میں عقلی احتمالات کل چھ بنتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- دو اسموں سے ۔۲- دو فعلوں سے ۔۳- دو حرفوں سے

۴- اسم اور فعل سے ۔۵- اسم اور حرف سے ۔۶- فعل اور حرف سے۔

ان احتمالات میں سے صرف پہلے اور چوتھے احتمال سے کلام حاصل ہوگا باقی چار سے حاصل نہ ہوگا۔

باقی چار احتمالات سے کلام اس لیے حاصل نہ ہوگا کہ ان میں اسناد مفقود ہے جبکہ کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ فعلوں سے کلام ایک ہو تو صرف مسند ہوگا مسند الیہ نہیں۔ دو حرفوں سے ہو تو کچھ بھی نہ ہوگا، اسم و حرف سے کلام کا ایک رکن مسند یا مسند الیہ تو ہوگا دوسرا نہیں ہوگا' کیونکہ حرف کچھ بھی نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے اور اسناد کے لیے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ مسند اور مسند الیہ صرف دو ہی صورتوں میں پائے جاتے ہیں: ۱- دو اسموں میں۔ ۲- اسم و فعل میں۔ باقی کسی صورت میں بھی مسند اور مسند الیہ اکٹھے نہیں پائے جاتے۔

سوال نمبر3: وهو اى الفاعل ما اى اسم حقيقة او حكما أسند اليه الفعل بالاصالة لابالتبعية أو شبهه اى ما يشبهه فى العمل وقدم عليه على جهة قيامه ...... به...... مثل زيد فى قام زيد ...... ومثل ابوه فى زيد قائم ابوه

(الف) عبارت مذکورہ بالا کا اردو ترجمہ تحریر کریں نیز اس کی روشنی میں فاعل کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ب) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات کی اغراض و فوائد قلمبند کریں؟

(ج) علی جهة قيامه کی تشریح و توضیح اور ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس قید کی ضرورت پیش آنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اور وہ یعنی فاعل وہ اسم ہے (اسم خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً) جس کی طرف فعل (بالاصالت نہ کہ بالتبع) یا شبہ فعل (یعنی جو عمل میں فعل کے مشابہ ہو) مسند ہوں اور (وہ فعل یا شبہ فعل) اس اسم پر مقدم ہوں اس طرح کہ اس کا قیام ہو اس کے ساتھ (اس پر واقع نہ ہو) جیسے: قَامَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ اور زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ میں اَبُوْهُ۔''

فاعل کی تعریف: فاعل وہ اسم ہے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل مسند ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم پر مقدم ہو اس طرح کہ وہ اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو۔

شارح کی عبارت کے فوائد: شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے ھو کے بعد الفاعل نکال کر ضمیر کا مرجع بیان کر دیا۔ ما کے بعد والی عبارت نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ما سے مراد اسم ہے فعل یا حرف نہیں۔ پھر حقیقتاً اور حکماً کہہ کر اسم کی تقسیم کر دی تا کہ فاعل کی تعریف میں اَعْجَبَنِیْ اَنْ ضَرَبْتُ زَيْدًا کی مثل داخل ہو جائے، کیونکہ اَنْ ضَرَبْتُ زَيْدًا اگرچہ حقیقتاً اسم نہیں لیکن حکماً اسم ہی ہے۔

پھر الفعل کے بعد بالاصالة والی عبارت نکال کر فاعل کے توابع وغیرہ کو نکالنا مقصد تھا۔ شبهه کے بعد والی عبارت نکال کر بتا دیا کہ عمل کرنے میں فعل کے مشابہ ہو۔ یہ قید اس لیے لگائی تا کہ اسم فاعل، صفت مشبہ، مصدر وغیرہ کو یہ تعریف شامل ہو جائے۔ قدم کے بعد عبارت نکال کر قدم کے اندر پوشیدہ ضمیر کا مرجع بتا دیا۔

(ج) على جهة قيامه به کی وضاحت:

یہ عبارت مفعول مطلق واقع ہو رہی ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اسنادا واقعاً على جهة قيام الفعل بالفاعل۔ جهة کا معنی طریقہ ہے اور قيامه کی ضمیر فعل یا شبہ فعل کی طرف راجع ہے جبکہ به کی ضمیر فاعل کی طرف راجع ہے۔ فعل یا شبہ فعل کا اس فاعل کے ساتھ قیام کا مطلب یہ ہے کہ وہ فعل یا شبہ فعل کا صیغہ معروف کا ہو جیسے: ضرب یا معروف کے حکم میں ہو جیسے: اسم فاعل وغیرہ۔ اب اس قید سے فعل مجہول اور مفعول مالم يسم فاعله نکل جائیں گے۔ مصنف کو اس قید کی ضرورت اس لیے پیش آئی کیونکہ ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ مفعول مالم يسم فاعله کو فاعل میں داخل نہیں سمجھتے' لہٰذا اس کو نکالنے کے لیے ماتن کو اس قید کی ضرورت پڑی۔

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(i) کون سی صورتوں میں فاعل کی مفعول پر تقدیم واجب ہے اور کیوں؟ ہر ایک کی مثال ذکر کرنا نہ بھولیں۔

جواب: چار صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے، جو درج ذیل ہیں:

نمبر۱- جب فاعل اور مفعول دونوں میں لفظی اعراب منتفی ہو اور قرینہ بھی نہ ہو جو فاعل یا مفعول کا تعین کردے تو اس صورت میں فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی۔

نمبر۲- جب فاعل کی ضمیر فعل کے ساتھ متصل ہو جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا۔

نمبر۳- جب فاعل کا مفعول الا کے بعد واقع ہو جیسے: مَا ضَرَبَ زَیْدٌ اِلَّا عَمْرًوا۔

نمبر۴- جب فاعل کا مفعول معنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے: اِنَّمَا ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

ان چاروں صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے۔ پہلی صورت میں التباس سے بچنے کے لیے، دوسری صورت میں اس لیے کہ ضمیر متصل کا منفصل ہونا لازم نہ آئے۔ تیسری اور چوتھی صورت میں اس لیے کہ حصر فوت نہ ہو جائے۔

(ii) اسم منصوب کی تعریف اور اسماء منصوبہ کی تعداد سب کے نام مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: اسم منصوب: وہ اسم ہے، جو مفعولیت کی علامت پر مشتمل ہو۔

تعداد: اسمائے منصوبات کی تعداد بارہ ہے۔

۱-مفعول مطلق ۲-مفعول بہ ۳-مفعول فیہ ۴-مفعول معہ

۵-مفعول لہ ۶-حال ۷-تمیز ۸-ان اور اسکے بھائیوں کا اسم

۹-کان اور اس کے بھائیوں کی خبر ۱۰-لائے نفی جنس کا اسم

۱۱-ما و لا مشابہ بلیس کی خبر ۱۲-مستثنیٰ

(iii) تانیث معنوی کے وجوب منع صرف کا سبب بننے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ اتفاقی واحترازی مثالیں تحریر کریں؟

جواب: تانیث معنوی وجوبی طور پر منع صرف کا سبب بننے کی دو شرائط یہ ہیں:

نمبر۱-علم ہو۔ نمبر۲-تین باتوں میں سے ایک کا پایا جانا اور وہ تین باتیں یہ ہیں: (1) تین حروف سے زیادہ ہو جیسے: زَیْنَبُ۔ (2) اگر تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو جیسے: سقر،

(3) یا پھر عجمہ ہو جیسے: ماہ وجور۔ لہٰذا ہند کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، کیونکہ اس میں علمیت تو ہے مگر دوسری شرط یعنی تین امروں میں ایک کا ہونا نہیں ہے۔

(iv) الف، لام حرف تعریف ہے یا فقط لام اس بارے میں مختلف مذاہب تفصیلا بیان کریں؟

جواب: امام سیبویہ کے نزدیک اور مصنف کا بھی مختار یہی ہے کہ حرف تعریف صرف لام ہے۔ پھر اس پر ہمزہ وصلی زیادہ کیا گیا تا کہ ابتداء ہو سکے، کیونکہ ساکن سے ابتداء محال ہے۔ امام خلیل کے نزدیک الف اور لام دونوں کا مجموعہ حرف تعریف ہے جس طرح ھَلْ کا مجموعہ حرف استفہام ہے۔ امام مبرد کے نزدیک حرف تعریف صرف ہمزہ مفتوح ہے اور لام کو زیادہ کیا گیا تا کہ اس ہمزہ اور ہمزہ استفہام کے درمیان فرق ہو جائے۔

(v) حرکات اعرابیہ مختصہ اور حرکات بنائیہ کون کون سی ہیں؟ نیز مشترکہ حرکات کون سی ہیں؟ جن کا دونوں پر اطلاق جائز ہے۔

جواب: حرکات اعرابیہ مختصہ: رفع، نصب اور جر۔

حرکات بنائیہ مختصہ: ضم، فتح اور کسر۔

حرکات مشترکہ: ضمۃ، فتحۃ اور کسرۃ۔

(vi) معرفہ کی اقسام بیان کریں اور بتائیں کہ کون سی قسم غیر منصرف کا سبب بنتی ہے اور کیوں؟

جواب: معرفہ کی سات اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-مضمرات ۲-اعلام ۳-اسمائے موصولات ۴-اسمائے اشارات ۵-معرفہ بہ الف ولام ۶-معرفہ بندا ۷-ندا کے علاوہ کسی ایک طرف مضاف ہونا۔

ان میں صرف علم غیر منصرف کا سبب بنتا ہے باقی کوئی نہیں۔ وہ اس لیے کہ مضمرات، اسمائے اشارات اور اسمائے موصولات یہ تینوں مبنی ہیں۔ ان کو غیر مصرف ہونے میں کوئی دخل نہیں ہے کیونکہ غیر منصرف معرب ہے۔ معرفہ بہ الف لام اور معرفہ باضافۃ یہ غیر منصرف کو منصرف بنادیتے ہیں تو پھر یہ سبب کیسے بنیں گے۔ تو پھر علم ہی باقی رہ گیا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے سال دوم) چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول سے سوال نمبر 1 لازمی ہے مزید کوئی ایک سوال حل کریں جبکہ القسم الثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

القسم الاوّل: تلخيص المفتاح

سوال نمبر 1: "فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القياس ۔"

(۱) تنافر، غرابة، مخالفة قياس ۔ تینوں کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟ (۱۰)

(۲) علم معانی کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں أولئك ابائی فجئنی بمثلهم میں مسند کو معرفہ بصورت اسم اشارہ کس لیے لایا گیا؟ (۵)

(۳) جمهور، نظام، اورجاحظ کے نزدیک صدق خبر کی تعریف کریں، انبت الربيع البقل جمہور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: "الحصر حقيقی وغير حقيقی وكل منهما نوعان قصر الموصوف على الصفة وقصر الصفة على الموصوف"

(۱) ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۰)

(۲) قصر موصوف على الصفة کی مثالیں دیں۔ مازيد الا كاتب میں کون سا قصر ہے؟ (۱۰)

(۳) قال لی كيف انت قلت، میں مسند الیہ محذوف ہے اس کو متعین کریں اور

بتائیں اسے حذف کیوں کیا گیا؟ (۵)

سوال نمبر 3: "وقد يجعل غير المنكر كالمنكر إذا لاح عليه شئی من امارات الانكار نحو جاء شقيق عارضا رمحه: ان بنی عمك فيهم رماح"

(۱) ترجمہ وتشریح کریں اور مطلب واضح کریں؟ (۱۵)

(۲) تلخیص کا پورا نام کیا ہے۔ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا۔ تلخیص کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ اصل اور تلخیص دونوں کے مصنفین کے نام لکھیں؟ (۱۰)

القسم الثانی: شرح تہذیب

سوال نمبر 4: (۱) کلیات خمسہ کی تعریفیں کریں اور مثالیں دیں نیز بتائیں حیوان جنس قریب ہے یا بعید؟ (۱۵)

(۲) محصورات اربعہ کون سے ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثالیں دیں؟ نیز بتائیں زید عالم کون سا قضیہ ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: "قد يقال الجزئی للاخص من الشئی وهو اعم"

(۱) ترجمہ وتشریح اور بتائیں جزئی حقیقی واضافی میں کون سی نسبت ہے؟ زید جزئی حقیقی ہے یا اضافی یا دونوں؟ (۱۵)

(۲) تناقض کی تعریف کریں اور اس کی شرائط لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: "دلالة اللفظ على تمام ما وضع له مطابقة وعلى جزئه تضمن وعلى الخارج التزام ۔"

(۱) ترجمہ وتشریح کریں اور تینوں دلالتوں کی مثالیں دیں؟ (۱۰)

(۲) دلالت لفظی وغیر لفظی کی تعریف کریں، مثالیں دیں ہر ایک کی اقسام لکھ کر مثالیں دیں؟ (۱۰)

(۳) تہذیب وشرح تہذیب دونوں کا لکھنے والا ایک ہے یا دو، بصورت ثانی دونوں کے نام لکھیں؟ (۵)

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

القسم الاول: تلخیص المفتاح

سوال نمبر1: "فالفصاحة في المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القياس ."

(الف) تنافر، غرابة، مخالفة قياس۔ تینوں کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟

(ب) علم معانی کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں أولـئك آبائی فجئنی بمثلهم میں مسند کو معرفہ بصورت اسم اشارہ کس لیے لایا گیا؟

(ج) جمهور، نظام، اورجاحظ کے نزدیک صدق خبر کی تعریف کریں، انبت الربيع البقل جمہور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب؟

جواب: (الف) تنافر حروف: یہ ہے کہ کلمے میں ایسے وصف کا ہونا جو زبان پر ثقل کو واجب کرے جیسے: مستشزرات، الهعخع

غرابت: کلمہ کا اپنے مرادی معنی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا یعنی اس کا معنی جلدی سے سمجھ نہ آئے جیسے: تکأکأ، اِفْرَنْقَع

مخالف قیاس: کلمے کا صرفی قانون کے مخالف ہونا جیسے: اَجْلَلُ، مُوْدَدْ کہ قیاس کا تقاضا ہے اَجَلّ وَ مَوَدّ پڑھا جائے۔

(ب) علم معانی کی تعریف:

وہ علم ہے جس کے باعث لفظ عربی کے وہ احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضی الحال کے مطابق کردیں۔

مذکورہ مثال کا محل: مذکورہ مثال میں مسند الیہ کو معرفہ بصورت اسم اشارہ سامع کی کند ذہنی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لایا گیا ہے یعنی سامع اتنا غبی اور کند ذہن ہے کہ محسوس چیزوں کو بھی بغیر اشارہ کے نہیں سمجھ سکتا۔

(ج) صدق خبر میں اختلاف:

جمہور کا مؤقف: جمہور کے نزدیک صدق خبر یہ ہے کہ خبر واقع کے مطابق ہو۔

نظام کا مؤقف: خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا صدق خبر ہے۔ اگرچہ وہ اعتقاد غلط ہی ہو۔

جاحظ کا مؤقف: خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہونا صدق خبر ہے۔

انبت الربيع البقل: جمہور کے نزدیک یہ خبر صادق ہے کیونکہ حقیقت میں اگانے والا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جبکہ موسم بہار سبب بنتا ہے۔ اس میں اسناد فعل فاعل کی بجائے سبب کی طرف کردیا تو یہ اسناد مجاز عقلی کے قبیلہ سے ہوا۔

سوال نمبر2: "الحصر حقيقي وغير حقيقي وكل منهما نوعان قصر الموصوف على الصفة وقصر الصفة على الموصوف"

(الف) ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) قصر موصوف علی الصفة کی مثالیں دیں۔ مَا زَيْدٌ اِلَّا كَاتِبٌ میں کون سا قصر ہے؟

(ج) قَالَ لِيْ كَيْفَ اَنْتَ قُلْتُ، میں مسند الیہ محذوف ہے اس کو متعین کریں اور بتائیں اسے حذف کیوں کیا گیا؟

جواب: (الف) ترجمہ و تشریح: حصر حقیقی اور غیر حقیقی ہے اور ان میں سے ہر ایک کی قسمیں ہیں موصوف کو صفت میں بند کرنا اور صفت کو موصوف میں بند کرنا۔

یہاں ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ قصر کی اقسام بیان فرمار ہے ہیں کہ قصر کی اولاً دو قسمیں ہیں: قصر حقیقی یعنی وہ قصر ہے جس میں واقع اور حقیقت کے اعتبار سے ایک شیء دوسری میں بند کسی کی

طرف اضافت کرنے کے اعتبار سے نہیں اور غیر حقیقی وہ قصر ہے جس میں کسی دوسرے کی طرف اضافت کرنے کے اعتبار سے ایک شیء کو دوسری میں بند کیا جائے۔

قصر موصوف علی الصفت یعنی موصوف کو صفت میں بند کرنا۔ یاد رہے کہ اس کی صفت سے مراد تابع کی قسم نہیں بلکہ خبر ہے۔ دوسری قسم قصر صفت علی الموصوف یعنی صفت کو موصوف میں بند کرنا۔

(ب) قصر موصوف علی الصفت کی مثال:

جیسے: مَا زَيْدٌ اِلَّا كَاتِبٌ . مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ .

اور مَا زَيْدَ اِلَّا كَاتِبٌ میں قصر موصوف علی الصفت حقیقی ہے۔ زَيْدٌ كَاتِبٌ ہے۔ صفت کتابت کے علاوہ کسی دوسری صفت سے متصف نہیں ہے۔

(ج) محذوف مسند الیہ کی تعیین:

مذکورہ مثال "قَالَ لِیْ كَيْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِيْلٌ" میں انا مسند الیہ محذوف ہے۔

اصل عبارت یوں تھی: اَنَا عَلِيْلٌ مسند الیہ کو حذف کر دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہر پر اعتماد کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے یا پھر دو دلیلوں میں اقویٰ کی طرف عدول کا وہم ڈالنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3: "وقد يجعل غير المنكر كالمنكر اذالاح عليه شئى من امارات الانكار نحوجاء شقيق عارضا رمحه: ان بنى عمك فيهم رماح"

(الف) ترجمہ وتشریح کریں اور مطلب واضح کریں؟

(ب) تلخیص کا پورا نام کیا ہے؟ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا؟ تلخیص کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ اصل اور تلخیص دونوں کے مصنفین کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور کبھی غیر منکر کو منکر کی طرح بنایا جاتا ہے جب اس غیر منکر کے پاس ایسی چیز ظاہر ہووے جو انکار کی علامات سے ہو، جیسے: آیا شقیق اس حال میں کہ وہ اپنے نیزے کو عرضاً رکھے ہوئے تھا۔ بے شک

تیرے چچا کے بیٹوں میں بھی نیزے ہیں۔

تشریح: یہاں سے ماتن کلام کو مقتضی الظاہر کے خلاف لانے کی ایک صورت بیان کر رہے کہ کبھی کبھی غیر منکر منکر کے قائم مقام کر کے اس غیر منکر سے ایسا کلام کیا جاتا ہے جو منکر کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ قائم مقام کرنا اس وقت ہوگا جب غیر منکر کے پاس ایسی چیز ظاہر ہو جو انکار پر دلالت کرے۔ جس طرح کہ مذکورہ مثال میں شقیق کے آنے کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ منکر ہے اس بات کا کہ اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزے ہیں۔ یعنی شقیق کو بھی پتہ ہے کہ اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزے ہیں مگر اس کے آنے کی حالت کہ نیزے کو عرضاً رکھ کے آنا انکار پر دلالت کر رہی ہے۔ پھر اس شقیق جو کہ غیر منکر ہے، سے منکر جیسا کلام کیا گیا یعنی تاکید والا اور کہا گیا: "ان بنى عمك فيهم رماح ."

(ب) تلخیص کا پورا نام: تلخیص المفتاح۔

نام رکھنے کی وجہ: اس کا نام تلخیص المفتاح اس لیے رکھا تا کہ اس کا نام اپنے معنی کے مطابق ہو جائے، کیونکہ یہ مفتاح کا خلاصہ ہی تو ہے۔

تلخیص کا ماخوذ عنہ: تلخیص مفتاح العلوم کی قسم ثالث سے ماخوذ ہے۔

تلخیص کے مصنف کا نام: علامہ عبدالرحمٰن القزوینی۔

مفتاح العلوم کے مصنف کا نام: علامہ ابو یعقوب سکاکی۔

القسم الثانی: شرح تهذیب

سوال نمبر 4: (الف) کلیات خمسہ کی تعریفیں کریں اور مثالیں دیں نیز بتائیں حیوان جنس قریب ہے یا بعید؟

(ب) محصورات اربعہ کون سے ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثالیں دیں نیز بتائیں زَيْدٌ عَالِمٌ کون سا قضیہ ہے؟

جواب: (الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے، جو مختلفة الحقائق کثیرین پر ماهو کے جواب میں بولی جائے جیسے: حیوان۔

نوع کی تعریف: نوع وہ کلی ہے جو متفقة الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے: اِنْسَانٌ۔

فصل کی تعریف: فصل وہ کلی ہے جو ای شیء ھو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے جیسے: نَاطِقٌ انسان کے لیے۔

خاصہ کی تعریف: خاصہ وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایک حقیقت کے افراد پر بولی جائے جیسے: کَاتِبٌ انسان کے لیے۔

عرض عام کی تعریف: عرض عام وہ کلی ہے جو افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایک حقیقت کے افراد پر نہ بولی جائے جیسے: مَاشِیْءٌ انسان کے لیے۔

لفظ "حیوان": حیوان جنس قریب ہے، انسان کے لیے۔

(ب) محصورات اربعہ کا بیان: محصورات اربعہ درج ذیل ہیں:

۱-موجبہ کلیہ۔ ۲-موجبہ جزئیہ

۳-سالبہ کلیہ۔ ۴-سالبہ جزئیہ

نمبر ۱-موجبہ کلیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم ایجابی موضوع کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ۔

نمبر ۲-موجبہ جزئیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم ایجابی موضوع کے بعض افراد پر ہو جیسے: بَعْضُ الْحَیَوَانُ اِنْسَانٌ۔

نمبر ۳-سالبہ کلیہ کی تعریف: سالبہ کلیہ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم سلبی موضوع کے تمام افراد پر ہو جیسے: لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِحَیَوَانٍ۔

نمبر ۴-سالبہ جزئیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم سلبی موضوع کے بعض افراد پر ہو جیسے: بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِحِمَارٍ۔

"زَیْدٌ عَالِمٌ" قضیہ شخصیہ ہے، کیونکہ اس کا موضوع شخص معین ہے، جو کہ زید ہے۔

سوال نمبر 5: "قد یقال الجزئی للاخص من الشئی وھو اعم"

(الف) ترجمہ وتشریح اور بتائیں جزئی حقیقی و اضافی میں کون سی نسبت ہے۔ زید

جزئی حقیقی ہے یا اضافی یا دونوں؟

(ب) تناقض کی تعریف کریں اور اس کی شرائط لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: کبھی کبھی شئی سے اخص کو بھی جزئی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ عام ہوتی ہے۔ یعنی یہاں سے ماتن جزئی اضافی کی تعریف بیان کر رہے ہیں کہ ہر وہ مفہوم اخص جو کسی اعم کے تحت داخل ہو جزئی اضافی کہلاتا ہے۔ جزئی کی یہ تعریف عام ہے اس جزئی سے جس کے صدق علی کثیرین کو عقل جائز نہ سمجھے۔ تو معلوم ہوا جزئی حقیقی خاص ہے اور جزئی اضافی عام۔

جزئی حقیقی و اضافی میں نسبت:

جزئی حقیقی اور اضافی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ جزئی حقیقی اخص مطلق ہے اور جزئی اضافی اعم مطلق ہے۔ جہاں جزئی حقیقی پائی جائے گی وہاں اضافی تو ضرور ہوگی لیکن عکس ضروری نہیں۔ جیسے: زید جزئی حقیقی بھی ہے کیونکہ اس کا صدق کثیرین پر منع ہے اور جزئی اضافی بھی ہے کہ انسان کے تحت داخل ہے۔ انسان جزئی اضافی تو ہے کیونکہ حیوان کے تحت داخل ہے لیکن جزئی حقیقی نہیں، اس لئے اس کا صدق کثیرین پر منع نہیں۔

لفظ زید: زید جزئی حقیقی بھی اور جزئی اضافی بھی۔

(ب) تناقض کی تعریف: دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں اس طرح مختلف ہونا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا صدق باعتبار ذات کے دوسرے کے کذب کا تقاضا کرے یعنی ان میں ایک سچا ہو اور دوسرا جھوٹا، نہ دونوں سچے ہوں نہ دونوں جھوٹے جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ، زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ کے درمیان تناقض ہے۔

تناقض کی شرائط: قضایا شخصیہ میں "تناقض متحقق ہونے کے لیے آٹھ امور میں اتحاد کا پایا جانا شرط ہے۔ وہ آٹھ چیزیں اس شعر میں مذکور ہیں:

در تناقض ہشت وحدت شرط دان   وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت وجزو کل   قوت و فعل است در آخر زمان

ان آٹھ وحدتوں میں اگر ایک بھی نہ پائی گئی تو تناقض متحقق نہ ہوگا۔

سوال نمبر 6: "دلالة اللفظ على تمام ما وضع له مطابقته وعلى جزئه تضمن وعلى الخارج التزام۔"

(الف) ترجمہ وتشریح کریں اور تینوں دلالتوں کی مثالیں دیں؟

(ب) دلالت لفظی وغیر لفظی کی تعریف کریں، مثالیں دیں ہر ایک کی اقسام لکھ کر مثالیں دیں؟

(ج) تہذیب وشرح تہذیب دونوں کا لکھنے والا ایک ہے یا دو، بصورت ثانی دونوں کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: لفظ کی دلالت اس کے تمام معنیٰ پر جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے مطابقی ہے، اس کی جزء پر تضمنی ہے اور اس کے خارج پر التزامی ہے۔

تشریح: یہاں سے ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم بیان کررہے ہیں کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: ۱- غیر مطابقی۔ ۲- تضمنی اور ۳- التزامی۔ جس میں لفظ اپنے پورے معنیٰ موضوع لہ پر دلالت کرے اس کو مطابقی کہتے ہیں جیسے: انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔ جس میں لفظ کی دلالت معنیٰ موضوع لہ کی جزء پر ہو اس کو تضمنی کہتے ہیں جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا فقط ناطق پر جس میں لفظ کی دلالت معنیٰ موضوع لہ کے لازم خارج پر ہو اس کو التزامی کہتے ہیں جیسے: انسان کی دلالت قابلِ علم ہونے پر۔

(ب) دلالت لفظی: وہ دلالت ہے جس میں دلالت کرنے والا لفظ ہو جیسے: زید کی دلالت ذات زید۔

دلالت غیر لفظی: وہ دلالت جس میں دلالت کرنے والا غیر لفظ ہو جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

ہر ایک کی اقسام: ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں تو کل چھ اقسام ہوگئیں:

نمبر۱- لفظیہ وضعیہ جیسے: زید کی دلالت ذاتِ زید پر

نمبر۲- لفظیہ طبعیہ جیسے: اُخ اُخ کی دلالت سینے کے درد پر

نمبر۳- لفظیہ عقلیہ جیسے: دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والے لفظ دیز کی دلالت لافظ کے وجود پر

نمبر۴- غیر لفظیہ وضعیہ جیسے: دوال اربعہ

نمبر۵- غیر لفظیہ طبعیہ جیسے: گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت پانی اور گھاس کی طلب پر

نمبر۶- غیر لفظیہ عقلیہ جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

(ج) تہذیب اور شرح تہذیب دونوں کا مصنف ایک نہیں ہے بلکہ دو ہیں۔

تہذیب کے مصنف کا نام: علامہ سعد الدین تفتازانی (حنفی)

شرح تہذیب کے مصنف کا نام: علامہ عبداللہ یزدی (شیعہ)

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ١٤٣٦ھ/2015ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن مجید﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے۔ باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (٢٦)

فلما جاء وقص عليه القصص مصدر بمعنى المقصوص من قتله القبطى وقصدهم قتله وخوفه من فرعون قال لا تخف نجوت من القوم الظالمين . اذلا سلطان لفرعون على مدين قالت احدهما وهى المرسلة الكبرىٰ او الصغرىٰ يابت استاجره اتخذه اجيرا يرعى غنما اى بدلنا ان خير من استاجرت القوى الامين اى استاجره لقوته وامانته فسألها عنهما فاخبرته بما تقدم من رفعه حجر البئر ومن قوله لها امشى خلفى و زيادة انها لما جاء ته وعلم بها صوب راسه فلم يرفعه فرغب فى انكاحه .

سوال نمبر 2: فانك لا تسمع الموتىٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا بتحقيق الهمزتين وتسهيل الثانية بينها وبين الياء ولوا مدبرين وما انت بهٰد العمى عن ضللتهم ان ماتسمع سماع افهام وقبول الا من يؤمن بأيٰتنا القرآن فهم مسلمون .

(الف) اردو میں ترجمہ کریں؟ (٥)

(ب) نشان زدہ صیغے مع تعلیل حل کریں؟ (١٠)

(ج) سماع موتی پر اہل سنت کا عقیدہ واضح کریں؟ (١٠)

سوال نمبر 3: (الف) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا بكسر النون وفتحها و قرى بضمها تياسوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ لمن تاب من الشرك اى اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(ب) وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبيناً .

دونوں آیات مبارکہ کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟ (٢٥)

سوال نمبر 4: (الف) سورۃ یٰسین کی فضیلت پر کوئی سی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ (١٠)

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی کوئی سی پانچ نصیحتیں سپرد قلم کریں؟ (١٥)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے 8 سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟ ٢٤

١- حضرت موسیٰ علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث ہوئے؟

٢- حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب علیہما السلام کا باہم رشتہ کیا تھا؟

٣- خندق کھودنے کی تجویز کس صحابی نے دی؟ ٤- انسان کی جمع کیا آتی ہے؟

٥- سورۃ یٰسین مکی ہے یا مدنی؟ ٦- ان نمن کون سا صیغہ ہے؟

٧- عنکبوت کا معنی تحریر کریں؟ ٨- ملکہ بلقیس کہاں کی بادشاہ تھی؟

٩- بلقیس کا تخت حاضر کرنے والے کون تھے اور تخت کی کیفیت کیا تھی؟

١٠- چیونٹی نے کتنے فاصلے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز سن لی تھی؟

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

فَلَمَّا جَاءَ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الْمَقْصُوْصِ وَمِنْ قَتْلِهِ الْقِبْطِيَّ وَقَصْدِهِمْ قَتْلَهُ وَخَوْفِهِ مِنْ فِرْعَوْنَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ . اِذْلَا سُلْطَانَ لِفِرْعَوْنَ عَلٰى مَدْيَنَ قَالَتْ اِحْدٰهُمَا وَهِيَ الْمُرْسَلَةُ الْكُبْرٰى اَوِ الصُّغْرٰى يٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِتَّخِذْهُ اَجِيْرًا يُرْعِيْ غَنَمًا اَيْ بَدَلَنَا اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ اي اسْتَاْجِرْهُ لِقُوَّتِهٖ وَاَمَانَتِهٖ فَسَاَلَهَا عَنْهُمَا فَاَخْبَرَتْهُ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ رَفْعِهٖ حَجَرَ الْبِئْرِ وَمِنْ قَوْلِهٖ لَهَا اِمْشِيْ خَلْفِيْ وَ زِيَادَةَ اَنَّهَا لَمَّا جَاءَتْهُ وَعَلِمَ بِهَا صَوَّبَ رَاْسَهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَرَغِبَ فِيْ اِنْكَاحِهٖ .

جواب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ عبارت سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ عبارت: پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو تمام قصہ سنایا۔ القصص مصدر ہے جو مقصوص کے معنی میں ہے۔ اس سے مراد ہے آپ کا قبطی کو قتل کرنا اور ان کا آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنانا۔ آپ کا فرعون سے ڈرنا) تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا: تو خوف نہ کر (اس لیے کہ فرعون کی حکمرانی مدین پر نہیں ہے) کہا ان دونوں (شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں) میں سے ایک نے (اور وہ بھیجی ہوئی تھی چھوٹی تھی یا بڑی) اے ابا جان! آپ اس کو اجرت پر طلب کریں (آپ بکریاں چرا لے کے لیے اسے ملازم رکھ لیں) بے شک یہ بہتر ہے ملازمت کے لیے کیونکہ یہ طاقتور بھی ہے اور امانت دار بھی۔ (یعنی آپ اس کو اجرت پر رکھ لیں اس کے قوی اور امین ہونے کی وجہ سے) تو شعیب علیہ السلام نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت دونوں کے بارے میں سوال کیا تو اس نے آپ کو خبر دی اس کی جو گزرا، موسیٰ علیہ السلام کے کنوئیں سے پتھر اٹھانے کے بارے میں اور آپ کے قول کی جو اس کے لیے تھا کہ تو میرے پیچھے چل اور اس پر زیادتی۔ جب آپ علیہ السلام کو اس کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور شعیب علیہ السلام میں اپنی بیٹی کا نکاح موسیٰ علیہ السلام سے کر دینے کی رغبت ہوئی۔

سوال نمبر 2: فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاء اذا بتحقيق الهمزتين وتسهيل الثانية بينها وبين الياء ولوا مدبرين وما انت بهٰد العمى عن ضللتهم ان ماتسمع سماع افهام وقبول الا من يؤمن باٰيتنا القرآن فهم مسلمون .

(الف) اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) نشان زدہ صیغے مع تعلیل حل کریں؟

(ج) سماع موتی پر اہل سنت کا عقیدہ واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اے محبوب! بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو پکار جب (ء اذا دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ ہے اور دوسری کی تسہیل کے ساتھ بھی ہے، اس ہمزہ اور "ی" کے درمیان) اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں اور نہیں آپ ہدایت دینے والے انہیں ان کی گمراہی سے (یہ کہ آپ سننے اور قبول کرنے والے کو نہیں سناتے ہو) مگر انہیں جو ایمان لائے ہماری آیات پر (قرآن پر) پس وہ مسلمان ہیں۔

(ب) نشان زدہ صیغوں کا حل:

(i) وَلَّوْ: یہ صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل غیر ملحق برباعی لفیف مقرون از باب تفعیل۔ اصل میں وَلَّيُوْ تھا یا متحرک ہے اور اس کا ماقبل مفتوح ہے قاعدہ ہے کہ جب واؤ اور "ی" متحرک ہوں اور ان کا ماقبل فتوح ہو تو ان کو الف سے بدل دیتے ہیں اسی مناسبت سے "ی" کو الف سے بدلا تو وَلَّاوْ ہو گیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا تو وَلَّوْ ہو گیا۔

(ii) هَادٍ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔ یہ اصل میں هَادِيٌ تھا "ی" پر ضمہ ثقیل تھا، اس کو حذف کر دیا اور هَادِيْنْ ہو گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے "یا" کو حذف کر دیا تو هَادٍ ہو گیا۔

(ج) سماع موتی پر عقیدہ اہلسنّت

سماعِ موتی کے بارے میں اہلسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اس بارے میں قرآن و حدیث میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ نبی علیہ السلام اکثر جنت البقیع میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر اہل قبور کو صیغہ خطاب کے ساتھ پکارا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے یہ بات لائق نہیں ہے کہ ایک شخص سنتا نہ ہو اور آپ اس کے ساتھ کلام کریں۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص قبر پر جائے اور قبر والے کو سلام کرے۔ اگر قبر والا دنیا میں اسے جانتا ہو تو اس کو پہچان بھی لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو صرف اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی کہ جب قبر والے کو قبر میں دفنا کر لوگ واپس لوٹتے ہیں تو وہ جانے والے کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ آیت کریمہ میں جو مذکور ہے کہ اے محبوب آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جن سے کلام کر رہے ہیں وہ ہیں بھی مردہ بلکہ اس جگہ ان کو مردہ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ حق کی باتوں کو

سنتے ہیں مگر قبول نہیں کرتے۔ جو شخص حق کو سنے لیکن وہ قبول نہ کرے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مردہ شخص ہے کہ وہ سنتا ضرور ہے لیکن سن کر اس کو قبول کر کے اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ لہٰذا اس آیت سے مردوں کا نہ سننا ثابت نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 3: (الف) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا بکسر النون وفتحها و قرى بضمها تياسوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ لمن تاب من الشرك اى اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(ب) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۔

دونوں آیات مبارکہ کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) پہلی آیت کے شان نزول کے بارے میں دو قول ہیں؛ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) بعض کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے دین کو برحق مانتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ایمان قبول کر لیں لیکن ہم نے گمراہی کے زمانہ میں گناہ کیے ہیں جس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ سکتے ہیں؛ لہٰذا ہمارے ایمان لانے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے میرے حبیب آپ میرے بندوں کے سوال پر یہ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت وحشی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں؛ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف چلے گئے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے ان کو ایمان کی تبلیغ فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا قرآن میں تو یہ فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ لہٰذا اگر میں ایمان لے آؤں تو

کیا فائدہ ہوگا؟ تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ میرے بندو! تم ناامید نہ ہو اللہ کریم تو تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

(ب) دوسری آیت کا شانِ نزول

یہ آیت سیدہ امیمہ رضی اللہ عنہا (جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں)، حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

واقعہ یوں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام جن کا نام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے بعض کے ساتھ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ (جو آپ کی پھوپھی زاد ہیں) کے نکاح کا فیصلہ فرمادیا اور یہ فیصلہ حضرات کے دل پر گراں گزرا کہ ایک غلام کے ساتھ ہماری بہن کا نکاح؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی مومن اور مومنہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس میں اپنے اختیار کو دخل دیں بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردیں۔ جو آدمی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) سورۂ یٰسین کی فضیلت پر کوئی سی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی کوئی سی پانچ نصیحتیں سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) سورۂ یٰسین کی فضیلت پر احادیث:

(۱) نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے، جو شخص سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دس قرآن کی تلاوت کا ثواب عطا کرے گا۔

(۲) سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم میں ایک ایسی سورت ہے، جو اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی ہے، اپنے سننے والے کے لیے بخشش کی دعا مانگتی ہے اور

وہ سورۂ یٰسین ہے۔ اسے تورات میں معمہ کہا گیا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! معمہ کیا ہے؟ فرمایا: اپنے صاحب کے لیے دنیا کی خیر مہیا کرنے والی اور اس سے آخرت کی ہولناکیاں دور کرنے والی۔ اسے دافعہ اور قافیہ بھی کہتے ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ اپنے پڑھنے والے سے ہر مصیبت اور دکھ کو دور کردیتی ہے اور اس کے پڑھنے والے کی ہر حاجت پوری ہوتی ہے۔

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی پانچ نصیحتیں:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں جن میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

(۴) جو بھی مصیبت اور تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا۔

(۵) زمین پر اکڑ اکڑ کر نہ چلنا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے 8 سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

۱-حضرت موسیٰ علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث ہوئے؟

۲-حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب علیہما السلام کا باہم رشتہ کیا تھا؟

۳-خندق کھودنے کی تجویز کس صحابی نے دی؟

۴-انسان کی جمع کیا آتی ہے؟

۵-سورۂ یٰسین مکی ہے یا مدنی؟

۶-اِنَّ تَمُنَّ کون سا صیغہ ہے؟

۷-عنکبوت کا معنی تحریر کریں؟

۸-ملکہ بلقیس کہاں کی بادشاہ تھی؟

۹-بلقیس کا تخت حاضر کرنے والے کون تھے اور تخت کی کیفیت کیا تھی؟

۱۰۔ چیونٹی نے کتنے فاصلے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز سن لی تھی؟

جواب: (سوالوں کے جوابات)

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل اور قبطی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔

(۲) حضرت شعیب علیہ السلام سسر ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے داماد ہیں۔

(۳) خندق کھودنے کی تجویز حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دی۔

(۴) انسان کی جمع انس اور ناس آتی ہے۔

(۵) سورۂ یٰسین مکی ہے۔

(۶) صیغہ جمع متکلم فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ ۔ یاد رہے کہ اَنْ نَّمُنَّ میں صیغہ نمن ہے اور اَنْ حروف نواصب میں سے ایک ہے جو فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں۔

(۷) عنکبوت کا معنی مکڑی ہے۔

(۸) ملکہ بلقیس وادی سبا کی بادشاہ تھیں۔

(۹) بلقیس کا تخت حاضر کرنے والے کا نام آصف بن برخیا تھا جو کہ کتاب کا علم رکھتے تھے۔ تخت کی کیفیت یہ تھی کہ وہ 80 گز لمبا، 40 گز چوڑا اور 30 گز اونچا تھا۔ ہیرے، جواہرات اور زمرد سے مزین تھا۔ اس کے ستون سرخ یاقوت کے تھے، سات کمروں میں بند تھا جن کو تالے لگے ہوئے تھے اور تخت پہرے میں تھا۔

(۱۰) چیونٹی نے چھ (6) میل کے فاصلے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز سن لی تھی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول میں سے کوئی سے تین سوال حل کریں اور القسم الثانی میں سے دونوں سوال حل کریں۔

القسم الاول: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یجیء قوم یقولون لا قدر ثم یخرجون منه الی الزندقة فاذا لقیتموهم فلا تسلموا علیهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوا جنائزهم فانهم شیعة الدجال ومجوس هذه الامة وحقا علی الله ان یلحقهم بهم فی النار ۔

۱۔ حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۲)

۲۔ حدیث شریف کی تشریح کریں؟ (۸)

سوال نمبر 2: عن ابی سعید رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الانسان یسجد علی سبعة اعظم جبهته ویدیه ورکبتیه ومقدم قدمیه واذا سجد احدکم فلیضع کل عضو موضعه واذا رکع فلا یدبح تدبیح الحمار ۔

۱۔ حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں نیز راوی کا مکمل نام تحریر کریں؟ (۸)

۲- اعضاء سبعہ سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی تشریح سپرد قرطاس کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 3: ۱- مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ کسوف کا طریقہ تحریر کریں؟ (۱۰)

۲- مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ استخارہ اور دعاء استخارہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: عن زید بن ثابت انه جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال له هل تزوجت قال لاقال تزوج تستعف مع عفتك ولا تزوجن خمسا قال ماهن قال لاتزوجن شهبرة ولا نهبرة ولا لهبرة ولا هبدرة ولا لفوتا .

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ نیز پانچ خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

القسم الثانی: ادب عربی

سوال نمبر 5: کوئی سے چھ اشعار کا ترجمہ اوران کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟ (۳۰)

۱- الا رب لك منهن صالح	ولا سيما يوم بدارة جلجل
۲- افاطم مهلا بعض هذا التدلل	وان كنت قد ازمعت صرمی فاجملی
۳- مهفهفة بیضاء غیر مفاضة	ترائبها مصقولة كالسجنجل
۴- فظل طهاة اللحم من بین منضج	صفيف شواء او قدير معجل
۵- كان ثبيرا فی عرانين وبله	كبير اناس فی بجاد مزمل
۶- واتلع نهاض اذا صعدت به	كسكان بوصی بدجلة مصعد
۷- وان شئت لم ترقل وان شئت ارقلت	مخافة ملوی من القد محصد
۸- ترا جثوتین من تراب علیهما	صفائح صم من صفیح مضند
۹- تعفی الكلوم بالمئین فاصبحت	ینجمها من لیس فیها بمجرم
۱۰- رأیت المنایا خبط عشواء من تصب	تمته ومن تخطی یعمر فیهرم

سوال نمبر 6: سبع معلقات کی وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز تین معلقات کے شعراء کے نام تحریر کریں؟ (۱۰)

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی

﴿القسم الاول: حدیث شریف﴾

سوال نمبر 1: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یجیء قوم یقولون لا قدر ثم یخرجون منه الی الزندقة فاذا لقیتموهم فلا تسلموا علیهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوا جنائزهم فانهم شیعة الدجال ومجوس هذه الامة وحقا علی الله ان یلحقهم بهم فی النار .

۱- حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

۲- حدیث شریف کی تشریح کریں؟

جواب: ۱- اعراب مع الترجمہ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ ثُمَّ يُخْرِجُوْنَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدِقَةِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَإِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْا جَنَائِزَهُمْ فَإِنَّهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَحَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ .

ترجمہ حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ایسی قوم آئے گی جو کہیں گے کہ تقدیر کوئی شئی نہیں ہے پھر وہ بے دینی کی طرف نکلیں گے۔ پس جب تم ان سے ملو تو انہیں سلام نہ کرو اگر وہ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو۔ بے شک وہ دجال کا گروہ ہے اس امت کے مجوس ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ بات حق ہے کہ ان کو آگ میں ڈال دے۔

۲-حدیث شریف کی تشریح: اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے تقدیر کے بارے میں فرمایا ہے کہ تقدیر حق ہے اور اس کا انکار بے دینی ہے۔ تقدیر کے ثبوت پر قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اہل قدریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے احوال اور حالات وواقعات جو رونما ہونے والے ہوتے ہیں، ان کو پہلے سے مقدر نہیں فرمایا بلکہ وہ دو خداؤں کے قائل ہیں۔ ایک خالق الخیر اور دوسرا خالق الشر۔ یہ عقیدہ احادیث مبارکہ اور نصوصِ قرآنیہ کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ حقوق جو ایک انسان کے دوسرے پر ہیں وہ بھی ان کے ساتھ نہیں کرنا ہیں۔ جن لوگوں کا ایسا باطل عقیدہ ہے ان سے میل جول یہاں تک کہ اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے۔ اگر وہ ملیں تو نہیں رکھنا چاہیے۔ انہیں سلام نہ کیا جائے اور اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کی جائے۔ علاوہ ازیں حدیث مبارکہ میں اس عقیدے کے ماننے والوں کو دجال کا گروہ قرار دیا گیا ہے اور اس امت کے مجوسی کہا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح دجال کا عقیدہ باطل ہے، ایسے ہی ان کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ انہیں قدریہ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

سوال نمبر2: عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانسان یسجد علی سبعة اعظم جبهته ویدیه ورکبتیه ومقدم قدمیه واذا سجد احدکم فلیضع کل عضو موضعه واذا رکع فلا یدبح تدبیح الحمار۔

۱-حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں نیز راوی کا مکمل نام تحریر کریں؟

۲-اعضاء سبعہ سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی تشریح سپرد قرطاس کریں؟

جواب:

۱-ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے: پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے اگلے حصوں پر۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو چاہیے کہ وہ

ہر عضو کو اس کی جگہ پر رکھے۔ جب رکوع کرے تو وہ گدھے کی طرح نہ جھکے۔

راوی کا مکمل نام: اس حدیث کے راوی کا مکمل نام ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

۲-اعضاء سبع سے مراد: اعضاء سبع سے مراد درج ذیل سات اعضاء ہیں:

(۱) پیشانی، (۲،۳) دونوں ہاتھ، (۴،۵) دونوں گھٹنے۔ (۶،۷) دونوں پاؤں۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

رکوع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان جب رکوع کرے تو اس کا سر اور پیٹھ برابر ہونا چاہیے، پیٹھ کو اونٹ کی کوہان کی طرح نہ کرے بلکہ اس انداز میں رکوع کرے کہ اگر پانی کا بھرا ہوا گلاس اس کے اوپر رکھ دیا جائے تو وہ ساکن ہو جائے اور نہ گرے۔ ایسا بھی نہ کرے کہ اس کا سر نیچے جھکا ہوا ہو جس طرح کہ گدھا اپنے سر کو جھکا لیتا ہے۔ حدیث شریف میں رکوع کی حالت میں سر نیچے جھکا دینے کو گدھے کے ساتھ تشبیہ اس کی کراہت کی وجہ سے دی گئی ہے۔

سوال نمبر3: ۱-مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ کسوف کا طریقہ تحریر کریں؟

۲-مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ استخارہ اور دعاءِ استخارہ لکھیں؟

جواب: ۱-نمازِ کسوف کا طریقہ: نماز کسوف وہ نماز ہے جو سورج گہن لگ جانے پر پڑھی جاتی ہے اور اس کا ادا کرنا سنت ہے فرض یا واجب نہیں ہے۔ خطبہ کے علاوہ اس نماز کو پڑھنے کی وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے لیے ہیں، جبکہ اس کو باجماعت ادا کیا جائے۔ اگر اکیلے پڑھی جائے تو بھی درست ہے۔ اس کو ادا کرنا دو دو رکعتوں کے ساتھ بھی صحیح ہے اور چار رکعتیں اکٹھی ادا کرنا بھی درست ہے۔ اگر نماز کے ممنوع وقت میں سورج کو گہن لگ جائے تو نماز نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا مانگی جائے۔ اس نماز کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کو طول دیا جائے کہ سورج کا گہن ختم ہو جائے اور اس میں لمبی لمبی سورتیں مثلاً سورۂ بقرہ، آل عمران اور مائدہ وغیرہ کی قرأت کی جائیں۔ اگر نماز مختصر پڑھی جائے اور دعا لمبی مانگی جائے بھی جائز وتب ہے۔

۲-نمازِ استخارہ اور دعائے استخارہ: اگر کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اسے یہ خوف لاحق ہو کہ یہ کام کرنا میرے لیے بہتر ہے یا نہیں تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے جس طرح کہ باقی نمازیں پڑھی جاتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی بہتر رہنمائی فرمائے گا اور نماز مکمل کرنے کے بعد دعائے استخارہ پڑھے۔

دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ خَيْرًا لِّیْ فِیْ مَعِیْشَتِیْ وَخَيْرًا لِّیْ فِیْ عَاقِبَةِ اٰخِرِیْ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْهِ ۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَاِنْ كَانَ غَيْرُهُ فَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ ۔

سوال نمبر4: عن زید بن ثابت انه جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال له هل تزوجت قال لا قال تزوج تستعف مع عفتك ولا تزوجن خمسا قال ماهن قال لا تزوجن شهبرة ولا نهبرة ولا لهبرة ولا هبدرة ولا لفوتا ۔

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں نیز پانچ خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تو نے شادی کی ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نکاح کر پاک دامنی اختیار کر اور تو ہرگز نکاح نہ کر پانچ عورتوں سے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون سی پانچ عورتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہ نکاح کر شہبرہ سے، نہ نہبرہ سے، نہ ہی لہبرہ سے، نہ ہبدرہ سے اور نہ لفوت سے۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح: شہبرہ: وہ عورت ہے، جو فربہ یعنی حد سے زیادہ موٹی ہو۔ نہبرہ وہ عورت ہے، جو لمبی ہو اور دبلی پتلی ہو۔ لہبرہ: وہ عورت ہے، جو بوڑھی ہو۔ ہبدرہ: وہ عورت ہے، جو چھوٹے قد والی ہو۔ لفوت وہ عورت ہے، جو پہلے خاوند سے بچے

لے کر آئے۔ ان عورتوں سے ممانعت نکاح کی وجہ انسان کی عدم رغبت ہے جس سے مقصد نکاح فوت ہو جاتا ہے۔

القسم الثانی: ادب عربی

سوال نمبر5: کوئی سے چھ اشعار کا ترجمہ اور ان کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

۱-الا رب لك منهن صالح — ولا سيما يوم بدارة جلجل
۲-افاطم مهلا بعض هذا التدلل — وان كنت قد ازمعت صرمي فاجملي
۳-مهفهفة بيضاء غير مفاضة — ترائبها مصقولة كالسجنجل
۴-فظل طهاة اللحم من بين منضج — صفيف شواء او قدير معجل
۵-كان ثبيرا في عرانين وبله — كبير اناس في بجاد مزمل
۶-واتلع نهاض اذا صعدت معه — كسكان بوصي بدجلة مصعد
۷-وان شئت لم ترقل وان شئت ارقلت — مخافة ملوي من القد محصد
۸-ترا جثوتين من تراب عليهما — صفائح صم من صفيح منضد
۹-تعفى الكلوم بالمئين فاصبحت — ينجمها من ليس فيها بمجرم
۱۰-رأيت المنايا خبط عشواء من تصب — تمته ومن تخطى يعمر فيهرم

ترجمہ اشعار:

۱-خبردار! بہت سارے دن ان میں سے تیرے لیے اچھے ہیں خاص کر وہ دن جو دار جلجل میں گزرا۔

۲-اے فاطمہ تو اپنے ناز نخرے سے باز آ اس تدلیل کے بعد اور اگر تو مجھے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر چکی ہے تو مجھے اچھے طریقے سے چھوڑ دے۔

۳-وہ پتلی کمر والی، صاف اور سفید رنگ والی، دبلے پتلے پیٹ والی اور اس کا سینہ شیشے کی طرح روشن ہے۔

۴-گوشت پکانے والے دو حصوں میں تقسیم ہو گئے کچھ وہ تھے جو کباب بھونتے تھے اور کچھ وہ تھے جو ہنڈیا میں جلدی پکاتے تھے۔

۵- گویا بارش کے ابتدائی بڑے بڑے قطرے پڑنے سے ثبیر پہاڑ یوں تھا جیسے: سردار لوگ دھاری دار چادر لپیٹ رہے تھے۔

۶- اور وہ اونٹنی لمبی گردن والی ہے، جب وہ اپنی گردن کو بلند کرتی ہے تو ایسے لگتی ہے جیسے: کشتی کی اوپر کو اٹھی ہوئی دم ہو جب وہ دجلہ میں چل رہی ہوتی ہے۔

۷- اور اگر تو چاہے کہ وہ تیز نہ چلے تو وہ تیز نہیں چلے گی اور اگر تو چاہے کہ تیز چلے تو دوڑتی ہے، کیونکہ اس سے اس کو بکری کے چمڑے سے بٹے ہوئے مضبوط کوڑے کا ڈر ہوتا ہے۔

۸- ان قبروں کو تو مٹی کے دو ٹیلے دیکھے گا جن کے اوپر چوڑے سخت پتھر ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔

۹- سیکڑوں اونٹ دیت میں دینے سے زخم تو مٹائے جاتے ہیں اور یہ دیت وہ لوگ دیتے ہیں جو اس دیت میں مجرم نہیں ہوتے اور دیت تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کی جاتی ہے۔

۱۰- میں نے موتوں کو اونٹنی کی طرح دیکھا ہے کہ جس کو آ جاتی ہیں اس کو مار دیتی ہیں اور جس سے خطا کرتی ہیں اس کو لمبی زندگی دے جاتی ہیں اور وہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔

خط کشیدہ صیغوں کا حل:

۱- یُعَمِّرُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعیل۔

۲- یُنَجِّمُهَا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعیل۔

۳- مَخَافَة: یہ مصدر میمی ہے ثلاثی مجرد اجوف واوی باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہے۔

۴- صَعَدَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

۵- مُزَمِّلٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی با ہمزہ وصل صحیح از باب اِفْتِعَال۔

۶- مُفَهْفَهَةٌ: صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول رباعی مجرد از باب فعللة۔ پتلی کمر والی۔

۷- قَدْ اِزْمَعَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی قریب ثلاثی مزید فیہ از باب اِفْعَالٌ۔

۸- صَالِحٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

سوال نمبر 6: سبع معلقات کی وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز تین معلقات کے شعراء کے نام تحریر کریں؟

سبع معلقات کی وجہ تسمیہ: زمانہ جاہلیت میں اہل عرب میلے سجاتے اور ان میں اس زمانے کے نامور شعراء کے درمیان شاعری میں مقابلہ ہوتا، جس شاعر کے اشعار کے اندر تشبیہات و کنایات اور مفہوم کے اعتبار سے عمدگی ہوتی تھی تو اس کے اشعار کو اعزاز بخشتے ہوئے لوگ ان کو بیت اللہ شریف کی دیواروں پر لٹکا دیتے تھے۔ جب اس کے بعد کوئی اور شاعر اس سے اچھے اشعار کہتا تو ان کو اتار کر اس کی جگہ اس کے اشعار لٹکا دیے جاتے تھے۔ کتاب سبع معلقات میں انہی اشعار میں سے چند ایک قصیدے ہیں، جن کو بیت اللہ کی دیواروں پر لٹکایا گیا تھا۔ چونکہ معلقہ کا معنی بھی لٹکایا ہوا ہے اسی مناسبت سے اس کتاب کا نام سبع معلقات رکھا گیا ہے۔

سبع معلقات کے تین شعراء کے نام:

۱- امراء القیس بن حجر بن عمرو الکندی۔

۲- لطرفۃ بن العبد البکری۔

۳- زہیر بن ابی سلمٰی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی چار سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) کنواں پاک کرنے کے لیے کن صورتوں میں کل پانی نکالنا ضروری ہے؟(۱۰)

(ب) اگر کنوئیں میں بکری کی مینگنی یا چڑیا کی بیٹ گر جائے تو کیا حکم ہے؟(۵)

(ج) وسؤر الحمار والبغل مشکوک کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟(۱۰)

سوال نمبر2: (الف) ومن شرع فی نافلة ثم افسدها قضاها،
عبارت میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کریں اور اس کے متعلق شوافع اور احناف کا مذہب تحریر کریں؟(۸)

(ب) واذا فاتته رکعتا الفجر لا یقضیهما قبل طلوع الشمس
فجر کی دوسنتوں اور باقی اوقات کی سنتوں کی قضا کے متعلق شیخین اور امام محمد کا اختلاف تحریر کریں؟(۸)

(ج) القراءة فی الفرائض واجبة فی الرکعتین وقال الشافعی الخ
احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک فرض کی کتنی رکعتوں میں قرأت واجب ہے؟(۹)

سوال نمبر3: (الف) سفر شرعی کی مقدار کیا ہے اس کی وجہ سے کون کون سے احکامات تبدیل ہو جاتے ہیں؟(۸)

(ب) جمعہ کے قیام کی شرائط بیان کریں؟(۹)

(ج) شہید شرعی کی تعریف اور اس کے احکامات بیان کریں؟(۸)

سوال نمبر 4: (الف) زکوٰۃ کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہوئے سونا، چاندی، اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ بیان کریں؟(۱۵)

(ب) لیس فی اقل من ثلثین من البقر صدقة فاذا کانت ثلثین سائمة وحال علیها الحول ففیها تبیع او تبیعة وفی اربعین مسن او مسنة ۔
عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور بتائیں تبیع، تبیعة، مسن، مسنة سے کیا مراد ہے؟(۱۰)

سوال نمبر 5: (الف) کون سی صورتوں میں روزے کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ نیز روزہ کا کفارہ کیا ہے؟(۱۰)

(ب) حج کے ارکان ذکر کرتے ہوئے حج قران، حج تمتع، حج افراد کی تعریفات قلمبند کریں؟ نیز بتائیں کہ میقات سے کیا مراد ہے اور برصغیر والوں کا میقات کیا ہے؟(۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) کنواں پاک کرنے کے لیے کن صورتوں میں کل پانی نکالنا ضروری ہے؟

(ب) اگر کنوئیں میں بکری کی مینگنی یا چڑیا کی بیٹ گر جائے تو کیا حکم ہے؟

(ج) وسؤر الحمار والبغل مشكوك کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) وہ صورتیں جن میں کنویں کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے، درج ذیل ہیں:

۱- چھوٹے کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

۲- اگر کنوئیں میں نجاست گر جائے مثلاً خون، پیپ یا پیشاب کا قطرہ وغیرہ اور کنواں بھی چھوٹا ہو تو خواہ نجاست تھوڑی ہو یا زیادہ اس کا کل پانی نکالا جائے گا۔

۳- اگر کنوئیں میں بکری یا انسان گر کر مر جائے تو کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

۴- اگر کنوئیں میں خنزیر گر جائے خواہ وہ زندہ نکالا گیا یا مردہ اس کا منہ پانی کو پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو ہر حال میں کنوئیں کا کل پانی نکالنا ضروری ہے' کیونکہ خنزیر نجس العین ہے۔ صرف اس کا گرنا بھی کنوئیں میں موجود پانی کو ناپاک کر دے گا۔

۵- کوئی جانور کنوئیں میں گر کر مرنے کے بعد پھول جائے یا پھٹ جائے اگرچہ جانور چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، کنوئیں کا کل پانی نکالا جائے گا۔

تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو:

اس بارے میں آئمہ فقہ نے دو طریقے بیان فرمائے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل

ہے:

۱- پہلا طریقہ: ایک طریقہ تو یہ ہے کہ وہ کنواں جس کا سارا پانی نکالنا ناممکن ہو تو اس سے دو سو ڈول پانی نکالے جائیں تو وہ کنواں پاک ہو جائے گا۔

۲- دوسرا طریقہ: ایسے کنوئیں کو پاک کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی چیز کے ساتھ کنوئیں میں موجود پانی کی گہرائی اور چوڑائی کی پیائش کر لی جائے پھر اسی پیائش کی مقدار کنوئیں کے پاس ایک گڑھا کھود لیا جائے اور کنوئیں کا پانی نکال کر اس گڑھے میں ڈالا جائے۔ جب وہ گڑھا بھر جائے تو کنوئیں کا پانی پاک ہو جائے گا۔

(نوٹ) کنوئیں کو پاک کرنے کے لیے نکالے گئے پانی کا اعتبار تب ہوگا جب نجاست کو کنوئیں سے نکالنے کے بعد وہ پانی نکالا ہو۔ اگر نجاست نکال لینے سے پہلے پانی نکالا خواہ دو سو ڈول ہی نکالا ہو، کنواں پاک نہ ہوگا۔

(ب) کنوئیں میں اگر بکری کی مینگنی یا چڑیا کی بیٹ گر جائے تو اس سے کنوئیں کا پانی نجس نہیں ہوگا جب تک کہ دیکھنے والا ان کو زیادہ شمار نہ کرے۔ جب کنوئیں کا پانی نکالا جائے تو ایک ڈول بھی اس سے خالی نہ ہو تو اس وقت یہ نجاست کثیر شمار ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ قلیل نجاست ہے اور اس قلیل نجاست سے بچنا چونکہ دشوار ہے اور اس میں حرج ہے، لہٰذا یہ معاف ہے۔

(ج) وسؤر الحمار والبغل مشكوك کی تشریح:

اس عبارت میں بتایا گیا ہے کہ گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ پاک ہونے میں مشکوک ہے اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ یہ پاک کرنے میں مشکوک ہے۔ گدھے کے حرام ہونے اور پلید ہونے کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترجیح حاصل ہے، چونکہ خچر بھی اسی کی مثل ہوتا ہے، لہٰذا وہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔ جب ان دونوں کا جھوٹا پانی موجود ہو اور اس کے علاوہ کوئی پانی نہ ہو تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ تیمم بھی کیا جائے اور ان کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کیا جائے۔

سوال نمبر 2: (الف) ومن شرع فی نافلۃ ثم افسدھا قضاھا،

عبارت میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کریں اور اس کے متعلق شوافع اور احناف کا مذہب تحریر کریں؟

(ب) واذا فاتتہ رکعتا الفجر لا یقضیھما قبل طلوع الشمس

فجر کی دو سنتوں اور باقی اوقات کی سنتوں کی قضاء کے متعلق شیخین اور امام محمد کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) القراءۃ فی الفرائض واجبۃ فی الرکعتین وقال الشافعی الخ

احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک فرض کی کتنی رکعتوں میں قرأت واجب ہے؟

جواب: (الف) مسئلہ کی وضاحت اور ائمہ فقہ کا اختلاف:

احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نوافل میں شروع ہوا اور اس نے ان کو مکمل کرنے کے بغیر ہی فاسد کر دیا تو اس صورت میں دوبارہ ان کی قضاء کرنا لازم ہے، کیونکہ نفلی نماز جب تک شروع نہ کی جائے وہ نفل ہے اور جب شروع کر لی جائے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص پر قضاء واجب نہیں ہے، کیونکہ نفل والا خوشی سے ایک کام کرنے والا ہے' جو اس پر لازم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما علی المحسنین من سبیل (کہ نیکی کرنے والوں کے خلاف کوئی راہ نہیں ہے) لہٰذا اس پر قضاء لازم نہیں ہے۔

(ب) فجر کی دو سنتوں اور باقی اوقات کی سنتوں کی قضاء کے بارے میں شیخین اور امام محمد کا اختلاف:

فجر کی دو سنتوں کو اگر فرائض سے پہلے ادا نہ کر سکے تو بعد میں ان کی قضاء کے متعلق ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ شیخین کے نزدیک ان کی قضاء لازم نہیں ہے جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اچھا اور حسین یہ ہے کہ فجر کی دو سنتوں کی قضاء زوال کے وقت سے پہلے تک کی جا سکتی ہے، کیونکہ نبی علیہ السلام نے لیلۃ التعریس میں سورج کے

بلند ہو جانے کے بعد ان کی قضاء فرمائی ہے۔ شیخین کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ سنتیں نفل کی طرح ہیں اور فجر کی نماز کے بعد نفل نہیں ہوتے اور سورج کے بلند ہونے کے بعد بھی سنتوں کی قضاء لازم نہیں۔ جو حدیث بطور دلیل امام محمد نے بیان فرمائی ہے وہ اس وقت ہے جب فرض کے ساتھ سنتیں بھی قضاء ہو گئی ہوں لیکن یہ بھی اس وقت ہے جب زوال سے پہلے پہلے اس کی قضاء کرے۔ اگر زوال کے وقت کے بعد قضاء کرے گا تو سنتوں کی قضاء لازم نہیں ہے۔

(ج) احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک فرض کی جتنی رکعتوں میں قرأت واجب ہے:

احناف کے نزدیک فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض کی تمام رکعتوں میں قرأت واجب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض کی تین رکعتوں میں قرأت فرض ہے، کیونکہ اکثر کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِقَرَاْۃٍ، کہ نماز قرأت کے بغیر نہیں ہے اور ہر رکعت نماز ہے، لہٰذا ہر رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔ احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فاقرء وا ما تیسر من القرآن، جو قرآن سے آسان لگے وہ پڑھو۔ یہ امر ہے اور امر تکرار کا مقتضی نہیں ہوتا۔ البتہ دوسری رکعت میں جو قرأت کو فرض قرار دیا گیا ہے وہ پہلی رکعت کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے، کیونکہ باقی احکام میں دوسری رکعت پہلی کے مشابہ ہے جبکہ آخری دو رکعتیں پہلی کی طرح نہیں ہیں بلکہ احکام میں مختلف ہیں۔

قرأت کے خفی ہونے کی وجہ سے اور سفر کی صورت میں ان کے ساقط ہو جانے کی وجہ سے۔ قرأت کی مقدار میں کمی کی وجہ سے کہ جتنی مقدار قرأت پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے آخری میں اتنی مقدار قرأت نہیں ہوتی۔

حدیث شریف جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بطور دلیل بیان کی ہے اس میں لفظ

صلوٰۃ کا ذکر صراحتاً مذکور ہے اور عرف میں صلوٰۃ دو رکعتوں کو ہی کہا جاتا ہے کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا پھر دو رکعتیں پڑھنے سے وہ حانث ہو جائے گا۔

سوال نمبر 3: (الف) سفر شرعی کی مقدار کیا ہے اس کی وجہ سے کون کون سے احکامات تبدیل ہو جاتے ہیں؟

(ب) جمعہ کے قیام کی شرائط بیان کریں؟

(ج) شہید شرعی کی تعریف اور اس کے احکامات بیان کریں؟

جواب: (الف) سفر کی مقدار:

سفر شرعی کی مقدار یہ ہے کہ اونٹ درمیانی چال چلتے ہوئے تین دنوں اور تین راتوں میں جتنی مسافت طے کرے۔ دورِ حاضر کے مطابق سفر شرعی تقریباً 92 کلومیٹر بنتا ہے۔

وہ احکام جو سفر شرعی سے تبدیل ہو جاتے ہیں:

وہ احکام جو سفر کی حالت میں تبدیل ہو جاتے ہیں، درج ذیل ہیں:

سفر میں نماز کے قصر کا حکم ہے۔ سفر کی حالت میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے میں اختیار ہے۔ تین دنوں اور تین راتوں کی مسافت کا سفر عورت بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔ جمعہ اور عیدین کی نماز حالت سفر میں ساقط ہو جاتی ہے۔ مسافر پر قربانی کرنا بھی واجب نہیں ہے۔

(ب) قیام جمعہ کی شرائط:

قیامِ جمعہ کی سات شرائط درج ذیل ہیں:

۱-شہر یا مضافاتِ شہر ہونا۔ ۲-بادشاہ یا اس کے نائب کا جمعہ قائم کرنا۔

۳-ظہر کا وقت ہونا۔ ۴-نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھنا اور ایسے لوگوں کا حاضر ہونا جن سے نماز منعقد ہو سکے۔

۵-اذنِ عام ہونا۔ ۶-جماعت۔ ۷-امام کے ساتھ کم از کم تین لوگوں کا ہونا۔

(ج) شہید شرعی کی تعریف اور اس کے احکام:

شہید شرعی وہ شخص ہے جس کو اہل حرب یا اہل بغی یا ڈاکو نے قتل کیا ہو یا وہ میدان

جنگ میں مردہ حالت میں پایا گیا ہو اور اس کے جسم پر زخم کے نشان ہوں یا میدان جنگ میں زخمی ہوا ہو اور اسی زخم سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔

شہید کے احکام: شہید کو اس کے خون اور انہیں کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کا خون نہیں دھویا جائے گا، نہ ہی اس کے کپڑے اتارے جائیں گے اور نہ اس کو غسل دیا جائے گا۔ البتہ زائد سامانِ جنگ اور موزے وغیرہ ہوں تو وہ اتار لیے جائیں گے۔ کفن کو پورا کرنے کے لیے کمی بیشی جائز ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) زکوٰۃ کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہوئے سونا، چاندی، اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ بیان کریں؟

(ب) لیس فی اقل من ثلثین من البقر صدقة فاذا كانت ثلثين سائمة وحال عليها الحول ففيها تبيع او تبيعة وفي اربعين مسن او مسنة ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور بتائیں تبیع، تبیعة، مسن، مسنة سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) زکوٰۃ کا لغوی معنی: زکوٰۃ کا لغوی معنی پاک کرنا اور صاف کرنا ہے۔

شرعی تعریف: مخصوص مال کا مخصوص شخص کو مالک بنانا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

سونا، چاندی، اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ:

☆ سونے کا نصاب زکوٰۃ ساڑھے سات تولے ہے۔

☆ چاندی کا نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون تولے ہے۔

☆ اونٹوں کا نصاب زکوٰۃ پانچ اونٹ ہیں۔

☆ بکریوں کا نصاب زکوٰۃ چالیس بکریاں ہیں۔ چالیس سے اگر کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(ب) اعراب و ترجمہ عبارت::

لَیْسَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِیْنَ مِنَ الْبَقَرِ صَدَقَةٌ فَاِذَا كَانَتْ ثَلٰثِیْنَ سَائِمَةً

وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ وَفِيْ اَرْبَعِيْنَ مُسِنٌّ اَوْ مُسِنَّةٌ ۔

جواب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ عبارت سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: گائیں تیس سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ پھر جب تیس چرنے والی ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں بطور زکوٰۃ ایک تبیع یا تبیعہ ہے۔ جب تعداد چالیس ہو جائے تو ایک مسن یا مسنہ ہے۔

تبیع اور تبیعہ سے مراد: تبیع اور تبیعۃ سے مراد گائے کا وہ بچہ ہے' جو اپنی عمر کا ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہو۔

مسن اور مسنہ سے مراد: مسن اور مسنہ سے مراد گائے کا وہ بچہ ہے' جو اپنی عمر کے دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو جائے۔

سوال نمبر 5: (الف) کون سی صورتوں میں روزے کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ نیز روزہ کا کفارہ کیا ہے؟

(ب) حج کے ارکان ذکر کرتے ہوئے حج قران، حج تمتع، حج افراد کی تعریفات قلمبند کریں؟ نیز بتائیں کہ میقات سے کیا مراد ہے اور برصغیر والوں کا میقات کیا ہے؟

جواب: (الف) وہ صورتیں جن میں روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں، درج ذیل ہیں:

حالت روزہ میں دو مقام میں سے کسی ایک میں وطی کرنے سے فاعل و مفعول دونوں پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ بارش کا پانی اگر خود بخود منہ میں گیا اور نگل لیا، کوئی ایسی چیز حلق سے نیچے اتار لی جو بطور خوراک یا بطور غذا استعمال کی جاتی ہو مثلاً کچا گوشت کھانا۔ خشک گوشت اور گندم کھانا۔ گندم کا دانا یا تل کا یا اس کی مثل کوئی چیز باہر سے منہ میں لے کر نگل جانا۔ تھوڑا نمک کھانا۔ اپنی بیوی یا دوست کا تھوک نگلنا۔ ارمنی مٹی کھانا مطلقاً اور غیر ارمنی مٹی کھانا اگر عادت ہو۔ وہ عورت جس سے کسی کو جماع پر مجبور کیا گیا اور اس عورت نے بخوشی قبول کر لیا تو اب عورت پر کفارہ ہے مرد پر نہیں ہے۔

عورت کو شہوت سے چھوا، بوسہ لیا، یا عورت سے جماع کر لیا تو بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضاء کفارہ دونوں لازم آئیں گے۔ اگر بھول کر کھایا پھر خیال کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اس کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

روزے کا کفارہ: روزے کا کفارہ گردن آزاد کرنا ہے یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا ہے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ وہ اعرابی جس نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی کفارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

(ب) حج کے ارکان

حج کے دو ارکان ہیں:

۱- ذوالحج کی 9 تاریخ کو زوال سے لے کر غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں ایک گھڑی کے لیے حالتِ احرام میں ٹھہرنا اس شرط کے ساتھ کہ اس احرام میں پہلے جماع نہ کیا ہو۔

۲- وقت پر طواف زیارۃ کرنا یا طواف زیارت کے اکثر چکر لگانا اور اس کا وقت قربانی کے دن فجر کے طلوع ہو جانے کے بعد ہے۔

حج قران کی تعریف: وہ حج ہے جس میں محرم حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے اکٹھا احرام باندھے اور اسی ایک احرام میں حج و عمرہ دونوں ادا کرے' حج قران کہلاتا ہے۔

حج تمتع کی تعریف: وہ حج ہے جس میں محرم عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ حج کے دنوں میں دوبارہ احرام باندھے اور حج کرے تو یہ حج تمتع ہے۔

حج افراد کی تعریف: وہ حج ہے جس میں صرف حج کے لیے ہی احرام باندھا جائے اور حج کر کے احرام کھول دیا جائے یہ حج افراد ہے۔

میقات سے مراد اور برصغیر والوں کا میقات:

میقات وہ جگہ ہے جہاں سے حاجیوں کو احرام باندھے بغیر آگے گزرنا منع ہے۔ برصغیر والوں کا میقات یلملم ہے۔

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے کوئی سے دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) نورالانوار کے مصنف کے جامع اور مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟12

(ب) کتاب اللہ یعنی قرآن کی تعریف تحریر کریں اور اس تعریف میں مذکور قیودات کے فوائد تحریر کریں؟10

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت قلمبند کریں؟12

سوال نمبر2: وحکمہ ان یتناول المخصوص قطعاً ولا یحتمل البیان لکونہ بیناً۔

(الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت نورالانوار کی روشنی میں کریں؟12

(ب) مذکورہ بالا حکم پر ایک مثال ذکر کریں جس میں امام اعظم اور امام شافعی کے مذہب کی وضاحت ہو؟10

(ج) عام کی تعریف، اس کا حکم اور ایک مثال ذکر کریں؟11

سوال نمبر3: (الف) ظاہر، نص، مفسر، محکم اور ان کے مقابل جو چار قسمیں ہیں ان کی وجہ حصر ذکر کریں؟11

(ب) سنت کی تعریف لکھیں، خبر متواتر، خبر مشہور اور خبر واحد میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور ایک ایک مثال تحریر کریں؟11

(ج) والراوی ان عرف بالفقه والتقدم بالاجتهاد کالخلفاء الراشدین والعبادلة کان حدیثه حجة یترك به القیاس خلافا لمالك.

مذکورہ عبارت کی وضاحت نورالانوار کی روشنی میں کریں؟11

سوال نمبر4: درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) اجماع کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف مع حکم تحریر کریں؟9

(ب) اجماع کے رکن کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ وضاحت کریں؟8

(ج) اجماع کے اہل کون لوگ ہیں؟8

(د) اجماع کے مراتب تحریر کریں؟8

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) نورالانوار کے مصنف کے جامع اور مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ یعنی قرآن کی تعریف تحریر کریں اور اس تعریف میں مذکور قیودات کے فوائد تحریر کریں؟

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) نورالانوار کے مصنف کے حالات زندگی:

نورالانوار کے مصنف کا نام احمد المعروف ملا جیون ہے اور والد کا نام ابوسعید تھا۔ شجرہ نسب یوں ہے: شیخ احمد بن ابوسعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق۔ مؤلف تذکرۂ ہند کے مطابق آپ خاندانِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ تھے؟ (۲۵) شعبان ۱۰۲۷ ہجری ۱۶ اگست ۱۶۱۸ عیسوی کو لکھنؤ کے قصبہ امیٹھی میں پیدا ہوئے۔ ان کے جد امجد مخدوم خاص امیٹھی کے معروف اہل اللہ میں سے تھے۔ ان کی والدہ اورنگ زیب عالمگیر کے داروغہ مطبخ (میر آتش) عبداللہ عرف عزت خان امیٹھوی کی بہن تھیں۔

تعلیم وتربیت: ملا جیون کی ابتدائی زندگی امیٹھی میں گزری۔ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور بقول خود اگرچہ قواعد تہجی اور اعراب سے واقف نہ ہوئے تھے تاہم الفاظ، جملے اور عبارت صحت سے پڑھ لیتے تھے۔ علوم متداولہ کی تحصیل اپنے دور کے معروف علماء سے حاصل کی اور ملا لطف اللہ کوڑہ جہاں آبادی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ بائیس ۲۲ سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوئے اور طلباء کو درس دینے لگے۔

حافظہ: ملا موصوف کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ ایک بار کوئی قصیدہ سن لیتے تو پورا یاد ہو جاتا۔ درسی کتابوں پر اس قدر عبور تھا کہ بغیر دیکھے عبارت پڑھ لیتے تھے۔

سفر حج: چالیس سال کی عمر میں اجمیر اور دہلی میں قیام پذیر رہے۔ یہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا اور طلبہ پروانہ وار ان کی مجلسِ درس وتدریس میں شریک ہوتے تھے۔ ۵۵ سال کی عمر میں پہلی بار فریضہ حج ادا کرنے کے لیے سفر کیا۔ قدرے دکن میں ٹھہرے۔ پانچ سال حرمین میں قیام کر کے واپس دکن آئے۔ اس کے بعد ایک سے زائد بار حج کی سعادت حاصل کی۔

دربارِ عالمگیری سے تعلق: اورنگ زیب عالمگیر دکن کے سنگستانوں میں رہائش پذیر تھا۔ اسی دور میں ان کا شاہی فوج سے تعلق قائم ہوا، یہیں اورنگ زیب عالمگیر نے شاگردی اختیار کی اور آپ سے کئی کتابیں پڑھیں۔ عمر بھر ان کا احترام کرتا رہا۔ ان سے فرزندوں کی طرح پیش آتا تھا۔ ملا موصوف کی سادہ لوحی اور عالمگیر کی سعادت مندانہ اطاعت کے قصے اور لطیفے عام ہیں۔

تصانیف: ملا جیون کی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف وتالیف میں گزری۔ سلسلہ قادریہ میں مرید تھے اور مجازِ بیعت بھی۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہے:

(۱) آداب احمدی (تصوف) (۲) خطبات جمعہ وعیدین۔

(۳) رسالہ در علم تجوید (۴) مناقب الاولیاء (فارسی)

(۵) نورالانوار (اصول فقہ) ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی کی تالیف "منار الانوار" کی شرح ہے۔ یوں تو منار الانوار کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں لیکن جو مقبولیت علامہ موصوف کی شرح نورالانوار کو حاصل ہوئی شاید ہی کسی دوسری شرح کو حاصل ہوئی ہو۔ مدینہ منورہ میں ربیع الاول ۱۱۰۵ ہجری میں اس کو لکھنا شروع کیا اور سات جمادی الاول ۱۱۰۵ کو تکمیل فرمائی۔ اس شرح کی تالیف میں کسی امدادی کتاب سے استفادہ نہیں کیا گیا۔

(۶) تفسیر احمدی: یہ تفسیر ۱۰۶۴ میں شروع کی اور ۱۰۶۹ میں ختم کی۔

(۷) سوانح بر مجازاتِ لوائح جامی۔

سانحہ ارتحال: شروع ماہِ ذیقعد ۱۱۳۰ھ سے ہی اپنے سانحۂ ارتحال کی اطلاع دینا شروع کر دی تھی اور چاہتے تھے کہ اپنے وطنِ مولود میں ہی دفن ہوں لیکن قضاء اور قدر کی مصلحت اس کے خلاف تھی۔ ۸ ذیقعد کو حسب معمول طلبہ کو درس دیا اور دیگر معمولات بخیر و خوبی انجام دیے نصف شب گزرنے پر سینے میں کچھ سوزش محسوس کی جو بڑھتے بڑھتے پہلو میں بھی ہونے لگی۔ فرزند عبدالقادر قریب ہی تھے، انہیں بلا کر بتایا کہ وقت آخر قریب ہے اور کہہ کر جامع مسجد کے جنوبی دالان میں جا کر لیٹ گئے۔ کلمہ طیبہ وردِ زبان تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ملا عبدالقادر کا بیان ہے کہ وصال کی شب ایک ستارے کو آسمان سے ٹوٹتے دیکھا تو کہنے لگے کہ آج کوئی بہت بڑا عالم فاضل اس جہان سے رخصت ہونے والا ہے اور یہ سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین!

(ب) کتاب اللہ یعنی قرآن کی تعریف:

الکتاب القرآن المنزل علی الرسول علیه الصلوٰة والسلام المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبهة ۔

مذکورہ کتاب قرآن ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، صحیفوں میں لکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ہماری طرف بغیر کسی شبہ کے نقل کیا گیا۔

قیودات کے فوائد: مصنف نے تعریف میں المنزل کہہ کر ہر اس کتاب کو مراد لینے سے اعراض کیا ہے، جو غیر آسمانی اور منزل من اللہ نہیں ہے۔ علی الرسول کہہ کر قرآن کے علاوہ آسمانی کتابوں یعنی تورات، انجیل اور زبور کو مراد لینے سے اعراض کیا ہے۔ المکتوب کہہ کر ان آیات کو مراد لینے سے اعراض کیا ہے، جن کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم منسوخ نہیں

ہے۔ نقلاً متواتراً کہہ کر خبر واحد اور خبر مشہور کے طور پر منقول قرأت مراد لینے سے احتراز کیا ہے۔ بلا شبهة کہہ کر جمہور کے مذہب کی تاکید کر دی ہے، کیونکہ نقلاً متواتراً کہہ کر قرآن کا خبر متواتر ہونا بتا دیا گیا ہے۔ خبر متواتر بغیر شبہ کے ہی ہوتی ہے۔

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف:

وہ علم جس میں احکام کے لیے ثبوتِ دلائل سے بحث کی جائے، علم اصول فقہ کہلاتا ہے۔

اصول فقہ کا موضوع: اس علم کا موضوع ادلہ اور احکام ہیں۔

غرض و غایت: اس علم کو حاصل کرنے کی غرض یہ ہے کہ احکام فرعیہ کو ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ معلوم کرنا اور ان پر عمل کرنا۔

سوال نمبر 2: **وحكمه ان يتناول المخصوص قطعاً ولا يحتمل البيان لكونه بيناً ۔**

(الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت نور الانوار کی روشنی میں کریں؟

(ب) مذکورہ بالا حکم پر ایک مثال ذکر کریں جس میں امام اعظم اور امام شافعی کے مذہب کی وضاحت ہو؟

(ج) عام کی تعریف، اس کا حکم اور ایک مثال ذکر کریں۔

جواب: (الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت

مذکورہ بالا عبارت میں خاص کے حکم کو بیان کیا گیا ہے۔ خاص کا حکم یہ ہے کہ وہ مخصوص کو قطعی طور پر شامل ہوتا ہے اور بیان کا احتمال نہیں رکھتا، کیونکہ خاص بذات خود ظاہر ہوتا ہے۔

گویا خاص کے حکم میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اوّل یہ کہ خاص جس معنی معلوم کے لیے وضع کیا گیا ہو اس کو یقینی طور پر شامل ہوتا ہے۔ جس طرح ہم کہیں: زید راکب یعنی زید راکب ہے۔ اب زید بھی خاص ہے اور راکب بھی خاص ہے۔ دونوں میں نہ بیان کا احتمال

ہے اور نہ ہی زید بول کر یارا کب بول کر ان کا غیر مراد ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خاص چونکہ ظاہر ہوتا ہے اور اس کی مراد پوشیدہ و مخفی نہیں ہوتی۔ لہٰذا خاص مزید بیان کا احتمال نہیں رکھتا۔ البتہ خاص بیان تقریر اور بیان تفسیر کا احتمال رکھتا ہے، کیونکہ یہ دونوں ہی خاص کے قطعی و یقینی ہونے کے منافی نہیں ہیں۔ بیان تقریر بلا دلیل پیدا ہونے والے امکان کو دور کرتا ہے۔ لہٰذا بیانِ تقریر سے خاص محکم ہو جائے گا۔

بیان تخییر تو ہر قطعی و ظنی کلام میں جاری ہو سکتا ہے جیسے: کہا جائے اَنْتَ طَالِقٌ (تو طلاق والی ہے) اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ (اگر تو گھر میں داخل ہوئی)

(ب) مذکورہ بالا حکم پر ایک مثال اور امام اعظم و امام شافعی رحمہما اللہ کے مذہب کی وضاحت:

ہم یہ بیان کر چکے خاص بذات خود واضح ہونے کی وجہ سے مزید بیان کا احتمال نہیں رکھتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا، میں سجدہ اور رکوع کے ساتھ تعدیل ارکان کو بطورِ فرض نہیں ملایا جا سکتا یعنی رکوع کے بعد قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کو فرض نہیں قرار دیا جا سکتا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔

ان کی دلیل نبی علیہ السلام کا ایک دیہاتی کے لیے فرمان ہے: قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ۔ اس وقت کہ جب اس نے بغیر تعدیل ارکان کے نماز کو ادا کیا۔ اس نے تین مرتبہ نماز کو بغیر تعدیل ارکان کے جلدی جلدی پڑھا اور آپ علیہ السلام نے تینوں مرتبہ یہی فرمایا۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا خاص ہے اور یہ دونوں الفاظ معنیٰ معلوم کے لیے وضع ہوئے ہیں کہ رکوع جھکنے کا نام ہے اور سجدہ سات ہڈیوں کو زمین پر رکھنے کا نام ہے۔ اب حدیث ہے، جو کہ خبر واحد ہے اور اس کے ساتھ زیادتی کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا ایسی راہ اختیار کی جائے گی کہ کتاب اللہ پر بھی عمل ہو جائے اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عمل ہو جائے۔ وہ اس طرح کہ رکوع اور سجدہ دونوں فرض ہوں گے، کیونکہ یہ کتاب اللہ سے ثابت ہیں اور یہ قطعی ہیں جبکہ

تعدیل ارکان واجب ہے، کیونکہ وہ سنت سے ثابت ہے اور سنت کتاب اللہ کے مقابلے میں ظنی ہے۔

(ج) عام کی تعریف، حکم اور مثال:

تعریف: عام وہ لفظ ہے، جو افراد کی ایک جماعت کو لفظاً یا معناً شامل ہو۔ عام کی مثال جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور مُشْرِكُوْنَ اور معنوی عام کی مثال جیسے: من اور ما۔

حکم: عام کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کا حکم الگ ہے:

(۱) عام غیر مخصوص البعض۔ (۲) عام مخصوص البعض۔

عام غیر مخصوص البعض عمل کے اعتبار سے کتاب اللہ کے خاص کی طرح ہوتا ہے۔ عام مخصوص البعض کا حکم یہ ہے کہ جب ایک بار اس کے بعض افراد کو خاص کر لیا جائے تو باقی افراد میں بھی تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مثال: جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے جہاں سے بھی آسان معلوم ہو وہ تم نماز میں پڑھا کرو"۔ اس جگہ کلمہ "ما" عموم کا تقاضا کرتا ہے، جو کہ صرف فاتحہ کی قرأت کے جواز پر بھی موقوف نہیں ہے جبکہ ادھر حدیث شریف میں آتا ہے: فاتحۃ الکتاب کی قرأت کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ ہم اس طرح عمل کریں گے کہ قرآن پاک کے عام پر بھی عمل ہو جائے اور حدیث شریف پر بھی۔ لہٰذا مطلق قرأت کا حکم کتاب اللہ سے فرض قرار پائے گا اور فاتحہ کا پڑھنا حدیث کے مطابق واجب قرار پائے گا۔

سوال نمبر 3: (الف) ظاہر، نص، مفسر، محکم اور ان کے مقابل جو چار قسمیں ہیں ان کی وجہ حصر ذکر کریں؟

(ب) سنت کی تعریف لکھیں، خبر متواتر، خبر مشہور اور خبر واحد میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور ایک ایک مثال تحریر کریں؟

(ج) والراوی ان عرف بالفقه والتقدم بالاجتهاد كالخلفاء الراشدين

والعبادلة كان حديثه حجة يترك به القياس خلافا لمالك ۔

مذکورہ عبارت کی وضاحت نورالانوار کی روشنی میں کریں؟

جواب: (الف) ظاہر، نص، مفسر، محکم اور ان کے مقابل کی وجہ حصر:

معنی ظاہر ہونے یا پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے لفظ کی آٹھ قسمیں ہیں: چار معنی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہیں اور چار معنی کے پوشیدہ ہونے کے متعلق ہیں۔

اگر لفظ کا معنی ظاہر ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ اس میں تاویل ممکن ہوگی یا نہیں۔

اگر صیغہ کی مراد ظاہر ہو اور اس میں تاویل ممکن ہو تو اس کو ظاہر کہتے ہیں خواہ وہ لفظ اس معنی کے لیے لایا گیا ہو یا نہ لایا گیا ہو۔ اگر صیغہ کی مراد ظاہر ہو اور تاویل بھی ممکن ہو اور لفظ کو اس معنی کے لیے لایا بھی گیا ہو تو اس کو نص کہتے ہیں۔ اگر تاویل ممکن نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ اس کا نسخ ممکن ہوگا یا نہیں۔ بصورت اوّل مفسر اور بصورت ثانی محکم۔

اگر لفظ کا معنی پوشیدہ ہو تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ خفا صیغہ کے اندر ہوگا یا کسی عارض کی وجہ سے ہوگا، ایسا لفظ جس میں خفا صیغہ کے اندر نہ ہو بلکہ کسی عارض کی وجہ سے ہو اس کو خفی کہتے ہیں۔ اگر خفا صیغہ کے اندر ہو تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔ اس کے اندر غور و فکر کرنے سے معنی کا ادراک ممکن ہوگا یا نہیں، اگر غور و فکر کرنے سے معنی کا ادراک ممکن ہو تو اس کو مشکل کہتے ہیں۔ اگر غور و فکر سے بھی معنی کا ادراک ممکن نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

متکلم کی طرف سے اس لفظ کے بیان کی امید ہوگی یا نہیں اگر متکلم کی طرف سے بیان کی امید ہو تو اس کو مجمل کہتے ہیں، اور متکلم کی طرف سے بیان کی امید نہ ہو تو اس کو متشابہ کہتے ہیں۔

(ب) سنت کی تعریف

سنت کا لغوی معنی طریقہ اور عادت ہے اور اصطلاح شرع میں نبی علیہ السلام کے قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو اور آپ نے اسے دیکھ کر منع نہ فرمایا ہو بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہو۔

خبر متواتر کی تعریف، حکم اور مثال: خبر متواتر وہ حدیث ہے، جس کو ایک جماعت نے دوسری جماعت سے روایت کیا ہو اور وہ جماعت اتنی کثیر ہو کہ اس کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو اور یہ سلسلہ ہم تک اسی طرح چلا آیا ہو۔ اس کی مثال ہے قرآن پاک کا منقول ہونا، رکعات کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار ہے۔

حکم: خبر متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے جیسے: انسان نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔

خبر مشہور کی تعریف، حکم اور مثال: خبر مشہور وہ حدیث ہے، جو پہلے زمانے یعنی قرنِ صحابہ میں خبر واحد کی طرح ہو لیکن دوسرے اور تیسرے زمانے میں وہ مشہور ہو جائے اور امت اسے قبول کرلے حتیٰ کہ متواتر کی طرح ہو کر ہم تک پہنچے۔ اس مثال موزوں پر مسح کرنے اور زنا کی صورت میں سنگسار کرنے والی احادیث مبارکہ ہیں۔

حکم: خبر مشہور اطمینان بخش علم دیتی ہے اور اس کے منکر کو کافر کی بجائے گمراہ قرار دیا جائے گا۔

خبر واحد کی تعریف، حکم اور مثال: خبر واحد وہ ہے جسے ایک راوی سے ایک یا جماعت سے ایک یا ایک سے جماعت نقل کرے اس میں تعداد کا کوئی اعتبار نہیں، جب تک مشہور کی حد کو نہ پہنچے۔ اس کی مثال ہے کہ نبی علیہ السلام نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بات ان کے لائے ہوئے ہدیے کے بارے میں قبول فرمائی اور اس کو کھالیا۔

حکم: خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے اور علم یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔

(ج) عبارت کی وضاحت:

راوی فقہ میں تقدم اور اجتہاد کے اندر اپنی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔ جب راوی اجتہاد و فقہ میں مشہور ہو تو اس راوی کی حدیث شریعت میں حجت ہوگی اور اگر ایسے راوی کی حدیث قیاس کے مخالف ہو تو قیاس کو ان کی حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دیا جائے گا جس طرح کہ خلفاء راشدین کی حدیث ہے اور عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ

ابن عمر یعنی عبادلہ ثلاثہ کی حدیث ہے۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ خواہ راوی فقیہہ و مجتہد ہو یا نہ ہو بہر حال اگر اس کی خبر واحد قیاس کے خلاف ہو تو قیاس پر عمل ہوگا اس کی خبر کو چھوڑ دیا جائے گا' کیونکہ جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کی کہ مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ جو جنازے کو اٹھائے وہ وضو کرے۔تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: کیا خشک لکڑی اٹھانے سے ہم پر وضوء واجب ہو جائے گا۔ گویا آپ نے قیاس کے مقابل خبر واحد کو چھوڑا اور قیاس کو مقدم رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا۔امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ خبر اپنے اصل میں یقینی ہے شبہ صرف اس کے ہم تک پہنچنے کے طریقہ میں ہے جبکہ قیاس ہر طرح سے مشکوک ہے۔لہٰذا خبر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر 4: درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) اجماع کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف مع حکم تحریر کریں؟

(ب) اجماع کے رکن کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

(ج) اجماع کے اہل کون لوگ ہیں؟

(د) اجماع کے مراتب تحریر کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) اجماع کے ارکان: اجماع کے دو رکن ہیں: رخصت اور عزیمت۔عزیمت یہ ہے کہ جس مسئلے میں مجتہدین کا اتفاق ہو رہا ہو اگر وہ قولی مسئلہ ہے تو اس کے بارے میں کلام اور اگر فعلی مسئلہ ہے تو اس پر سب عمل کر کے اپنا اتفاق رائے ظاہر کر دیں۔

رخصت یہ ہے کہ بعض مجتہدین کلام یا عمل کریں اور بعض سکوت اختیار کریں اور اتفاقِ رائے کا اظہار نہ کریں اور نہ ہی غور و فکر کے بعد اختلافِ رائے کا اظہار کریں۔

(ج) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (الف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی دو حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) الاعراب ما اي حركة او حرف اختلف آخره اي آخر المعرب من حيث هو معرب ذاتا او صفة به اي بتلك الحركة او الحرف ليدل على المعاني المعتورة عليه

(۱) عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(۲) عبارت میں اغراضِ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ قلمبند کریں؟ (۱۵)

(ب) ليدل على المعاني المعتورة عليه اعراب کی تعریف میں داخل ہے یا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اعراب کی تعریف میں کیوں ذکر کیا ہے؟ شرح جامی کی روشنی میں تفصیلاً وضاحت کریں؟ (۱۰)

(ج) اعراب کی وجہ تسمیہ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: الكلام ما تضمن كلمتين بالاسناد .

(الف) شرح ملا جامی کی روشنی میں کلام کی تشریح و توضیح اس انداز سے قلمبند کریں کہ کلام کی تعریف جامع و مانع ہو جائے؟ (۲۰)

(ب) کیا کلام اور جملہ مترادف ہیں یا ان میں کوئی اور نسبت پائی جاتی ہے؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (الف) "الكلمة" میں تین چیزیں ہیں "ال، كلم، ة" آپ ان میں سے ہر ایک کی تحقیق و تشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(ب) وقد يتقدم المفعول به على الفعل العامل فيه .

مفعول بہ اپنے فعل عامل سے کیوں مقدم ہوسکتا ہے؟ نیز تقدیم جوازی اور وجوبی کی صورتیں مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: وانما عدل المصنف عما هو المشهور من ان المعرب ما اختلف آخره باختلاف العوامل .

(الف) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے معرب کی کیا تعریف کی ہے؟ نیز بتائیں کہ انہوں نے مشہور تعریف سے کیوں عدول کیا ہے؟ ۱۵

(ب) وقد يحذف الفعل الناصب للمفعول المطلق وجوباً سماعا نحو سقياً و رعياً و خيبةً و جدعاً .

عبارت مذکورہ بالا میں مذکورہ مفاعیل مطلقہ کے بارے میں بتائیں کہ ان کا کون کون سا فعل ناصب محذوف ہے؟

فعل ناصب ذکر کرنے کے بعد اصل عبارت مع ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ سوالات کے جوابات تحریر کریں؟ ۳۰

۱- اخر، جمع میں عدل کی کون سی قسم پائی جاتی ہے؟ آپ اپنا موقف مدلل انداز میں تحریر کریں۔

۲- عجمہ کے غیر منصرف ہونے کا سبب بننے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

۳- فاعل کے فعل کو کس صورت میں وجوباً حذف کیا جاتا ہے اور کیوں؟

۴- تنازع فعلان کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

۵- ترخیم المنادیٰ کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں؟

۶- ما احد خير منك، شر اهر ذاناب میں نکرہ کے مبتداء بننے کی کون سی وجوہ تخصیص پائی جاتی ہیں؟ نیز دونوں جملوں کی ترکیب نحوی قلمبند کریں۔

۷- علیت کون سے اسماء غیر منصرف میں سبب محض کے طور پر اور کون سے اسماء غیر منصرفہ میں بطور شرط مؤثر ہے؟

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: (الف) الاعراب ما اى حركة او حرف اختلف آخره اى آخر المعرب من حيث هو معرب ذاتا او صفة به اى بتلك الحركة او الحرف ليدل على المعانى المعتورة عليه

(۱) عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) عبارت میں اغراض شارح رحمہ اللہ تعالیٰ قلمبند کریں؟

(ب) ليدل على المعانى المعتورة عليه اعراب کی تعریف میں داخل ہے یا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اعراب کی تعریف میں کیوں ذکر کیا ہے؟ شرح جامی کی روشنی میں تفصیلاً وضاحت کریں۔

(ج) اعراب کی وجہ تسمیہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمۃ العبارت: اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے باعث معرب کا آخر مختلف ہو اس حیثیت سے کہ وہ ذات یا صفت کے اعتبار سے معرب ہوتا کہ ان معانی پر دلالت کرے جو معرب پر مسلسل آتے ہیں۔

(۲) اغراض شارح رحمہ اللہ تعالیٰ

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے ما کے بعد حرکت اور حرف نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ما سے عام مراد ہے خواہ وہ حرف ہو یا حرکت۔ گویا شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعراب کی دو قسموں کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ آخرہ کے بعد عبارت نکال کر ہ ضمیر کا مرجع بتادیا کہ وہ معرب کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسی طرح بہ کے بعد عبارت نکال کر بہ کی ضمیر کے مرجع کا تعین کر دیا۔

(۳) معرب کی تعریف میں لیدل علی المعانی المعتورۃ علیہ والی عبارت شامل نہیں ہے لیکن مصنف نے اس کو اعراب کی تعریف میں اس لیے شامل کیا تا کہ وضع اعراب کے فائدے پر تنبیہ ہو جائے۔

(۴) اعراب کی وجہ تسمیہ:

اعراب کا معنی ہے "اظہار" تو چونکہ یہ معرب کے آخر میں ظاہر ہوتا ہے، اس لیے اس کو اعراب کہتے ہیں۔

سوال نمبر2: **الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد ۔**

(الف) شرح ملا جامی کی روشنی میں کلام کی تشریح وتوضیح اس انداز سے قلمبند کریں کہ کلام کی تعریف جامع ومانع ہو جائے؟

(ب) کیا کلام اور جملہ مترادف ہیں یا ان میں کوئی اور نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: (الف) کلام کی وضاحت:

کلام کا لغوی معنی ہے "**ما یتکلم بہ قلیلا کان او کثیرا**" جبکہ نحویوں کی اصطلاح میں کلام وہ لفظ ہے، جو دو کلموں کو متضمن ہو خواہ حقیقتاً یا حکماً اسناد کے ساتھ تا کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو۔ کلام کی تعریف میں لفظ۔ مہملات، مفردات، مرکبات کلامیہ اور غیر کلامیہ سب کو شامل ہے۔ تضمن کلمتین کی قید سے مہملات اور مفردات خارج ہو گئے۔ اسناد کی قید سے مرکبات غیر کلامیہ نکل گئے۔ اب صرف مرکبات کلامیہ رہ گئے خواہ وہ خبریہ ہوں یا انشائیہ۔ چونکہ کلام کے لیے اسناد کا ہونا یعنی مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا جس ترکیب میں مسند اور مسند الیہ پائے جائیں گے، اسی ترکیب سے کلام حاصل ہوگا۔ پھر اس قاعدہ کی رو سے کلام صرف دو ہی صورتوں سے حاصل ہوگا دو اسموں سے یا ایک اسم اور ایک فعل سے۔ باقی کسی صورت میں کلام حاصل نہ ہوگا۔

(ب) کلام اور جملہ میں رشتہ:

صاحب مفصل اور صاحب لباب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کلام اور جملہ مترادف

ہیں اور مصنف کا کلام بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ انہوں نے کلام کی تعریف میں مطلقاً اسناد کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے خواہ وہ مقصود لذاتہ ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے اسناد کو مقصود لذاتہ ہونے کے ساتھ مقید نہیں کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کلام جملے سے خاص ہے اور جملہ عام ہے۔ اگر اسناد سے مراد مقصود لذاتہ ہو تو پھر مصنف کے نزدیک بھی کلام جملے سے خاص ہوگا۔

سوال نمبر3: (الف) "الکلمۃ" میں تین چیزیں ہیں "ال، کلم، ۃ"۔ آپ ان میں سے ہر ایک کی تحقیق وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) **وقد یتقدم المفعول بہ علی الفعل العامل فیہ ۔**

مفعول بہ اپنے فعل عامل سے کیوں مقدم ہو سکتا ہے؟ نیز تقدیم جوازی اور وجوبی کی صورتیں مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) الکلمۃ میں تین چیزوں کی وضاحت:

"ال": الکلمۃ کے الف لام میں دو احتمال ہیں۔ اس کو جنس کا بھی بنا سکتے ہیں اس وقت تاء وحدت کے لیے ہوگی اور ان میں کوئی منافات نہیں ہے کہ اعتراض ہو، کیونکہ جنس وحدت کے ساتھ اور وحدت جنس کے ساتھ جمع ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: **ھذا الجنس واحد، ذالک الواحد جنس** ۔ اس الف لام کو عہد پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔ تب کلمہ سے مراد مخصوص کلمہ ہوگا جو نحویوں کی زبان پر جاری ہے۔

کلم: کلم اگر لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو پھر اس میں اختلاف ہے کہ کون سا صیغہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جنس کا صیغہ ہے جمع کا نہیں۔ ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ" اس میں الطیب، الکلم کی صفت ہے۔ اگر الکلم جمع ہوتا تو صفت مفرد نہ آتی بلکہ جمع آتی۔ بعض کہتے ہیں کہ جنس نہیں بلکہ جمع کا صیغہ ہے، کیونکہ اس کا اطلاق تین یا تین سے زیادہ چیزوں پر ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا مثال مؤول ہے۔ لہٰذا اس سے دلیل نہیں بنائی جاسکتی۔

ۃ: الکلمۃ میں ۃ وحدت کے لیے ہے۔

(ب) مفعول بہ کی تقدیم کی وجہ: مفعول بہ اپنے عامل فعل سے مقدم اس لیے ہوسکتا ہے، فعل قوی عامل ہے تو مفعول مقدم ہو یا مؤخر بہر صورت عمل کرے گا۔

تقدیم جوازی کی صورت: جیسے: زَیْدًا اس شخص کے جواب میں جس نے کہا: مَنْ اَضْرِبُ؟ اس میں فعل کو حذف کیا گیا ہے قرینہ حالیہ کی وجہ سے۔

تقدیم وجوبی کی صورتیں: مفعول بہ کے عامل کو چار جگہوں میں حذف کرنا واجب ہے۔ پہلی صورت سماعی ہے جیسے: اِمْرَأً وَّ نَفْسَهٗ، وَانْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اور اَھْلًا وَّ سَھْلًا اور باقی تین قیاسی ہیں ان میں سے پہلی منادی ہے۔ جیسے: یَا زَیْدُ دوسری صورت "ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر" ہے جیسے: زید ضربته تیسری قیاسی صورت تحذیر ہے جیسے: اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ، اَلطَّرِیْقَ الطَّرِیْقَ۔

سوال نمبر4: وانما عدل المصنف عما هو المشهور من ان المعرب ما اختلف آخره باختلاف العوامل۔

(الف) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے معرب کی کیا تعریف کی ہے؟ نیز بتائیں کہ انہوں نے مشہور تعریف سے کیوں عدول کیا ہے؟

(ب) وقد یحذف الفعل الناصب للمفعول المطلق وجوباً سماعا نحو سقیاً و رعیاً و خیبةً و جدعاً۔

عبارت مذکورہ بالا میں مذکورہ مفاعیل مطلقہ کے بارے میں بتائیں کہ ان کا کون کون سا فعل ناصب محذوف ہے؟ فعل ناصب ذکر کرنے کے بعد اصل عبارت مع ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ماتن کی معرب کی بیان کردہ تعریف:

معرب وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔

مشہور تعریف سے عدول کی وجہ: اس لیے مشہور تعریف سے عدول کیا، کیونکہ علم نحو کو

مرتب کی غرض یہ ہے کہ جو شخص لغت عرب کو نہیں جانتا وہ کلمہ کے آخری احوال جان لے اور جو شخص جانتا ہے اس کو تو علم نحو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب پوری نحو کی یہی غرض ہے کہ لغت عربیہ کی پہچان تو معرب کی غرض بھی یہی ہوئی کہ وہ شخص پہچان لے کہ معرب بھی انہیں امور سے ہے جس کا آخر مختلف ہوتا ہے۔ جب: ما اختلف آخرہ باختلاف الحوال معرب کی غرض ٹھہرا تو پھر ضروری ہے کہ معرب کی تعریف ایسی شئی سے کریں جو اس کی غرض نہ ہو، کیونکہ شئی کی معرفت پہلے ہوتی ہے اور اس سے جو غرض ہوتی ہے بعد میں ہوتی ہے۔ لہٰذا ماتن نے جمہور کی بیان کردہ تعریف کو غرض بنالیا اور معرب کی تعریف ایک نئی کر ڈالی۔

(ب) مذکورہ مفاعیل مطلقہ کے فعل ناصب

مفاعیل	اصل عبارت	ترجمہ
سَقْیًا	سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْیًا	سیراب کرے تجھے اللہ سیراب کرنا
رَعْیًا	رَعَاكَ اللّٰهُ رَعْیًا	حفاظت کرے تیری اللہ حفاظت کرنا
خَیْبَةً	خَابَ اللّٰهُ خَیْبَةً	ذلیل کرے اللہ ذلیل کرنا
جَدْعًا	جَدَعَ اللّٰهُ جَدْعًا	مثلہ کرے اللہ مثلہ کرنا

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے پانچ سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

۱- اُخَرُ، جمع میں عدل کی کون سی قسم پائی جاتی ہے۔ آپ اپنا موقف مدلل انداز میں تحریر کریں؟

جواب: اُخَرُ اور جمع میں عدل تحقیقی ہے۔ اس لیے کہ اُخَرُ، اُخریٰ کی جمع ہے اور اُخْریٰ اُخَرُ اسم تفضیل کی مؤنث ہے۔ قاعدہ ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے: الف لام کے ساتھ، مِنْ کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ۔ اُخَرُ ان میں سے کسی کے ساتھ استعمال نہیں ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ان میں سے کسی سے نکلا ہوا ہے۔

جُمَعُ جُمْعَاءُ کی جمع ہے اور جُمْعَاءُ اَجْمَعُ کی مؤنث ہے۔اب اگر فعلاء صفتی ہو تو قیاساً اس کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے اور اگر اسمی ہو تو قیاساً اس کی جمع فعالی یا فعلاوات آتی ہے۔جُمَعُ ان میں سے کسی وزن پر نہیں ہے۔لہٰذا پتہ چلا کہ ان میں سے کسی سے نکلا ہوا ہے۔

۲-عجمہ کے غیر منصرف ہونے کا سبب بننے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

جواب: عُجْمَۃٌ کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں:۱-علم ہو عجمی زبان میں جیسے: ابراہیم؟ ۲-دوسری شرط دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے: متحرک الاوسط ہو یا تین حروف سے زیادہ ہو جیسے: شَتَرٌ وَاِبْرَاهِيْمُ۔

۳-فاعل کے فعل کو کس صورت میں وجوباً حذف کیا جاتا ہے اور کیوں؟

جواب: جب حذف پر قرینہ موجود ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔وجوبی طور پر حذف اس جگہ کیا جائے گا کہ جہاں فعل کو حذف کر کے آگے اس کی تفسیر کر دی جائے تاکہ حذف سے پیدا ہونے والا ابہام دور ہو جائے۔

۴-تنازع فعلان کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

جواب: تنازع فعلان کی چار صورتیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-دونوں فعل فاعلیت میں جھگڑا کریں جیسے: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

۲-دونوں مفعولیت میں جھگڑا کریں جیسے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا

۳-پہلا فاعلیت کا جبکہ دوسرا مفعولیت کا تقاضا کرے جیسے: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا

۴-پہلا فعل مفعولیت کا اور دوسرا فاعلیت کا تقاضا کرے جیسے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

۵-ترخیم المنادیٰ کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں۔

جواب: منادیٰ کے آخر سے کسی حرف کو تخفیف کے لیے حذف کرنا، ترخیم کہلاتا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ منادیٰ میں ترخیم بغیر ضرورت کے بھی جائز ہے جبکہ غیر منادیٰ میں صرف ضرورت کے وقت جائز ہے جیسے: یَا حَارُ ۔ یَا مَنْصُ۔ حواصل میں یَا حَارِثُ یَا مَنْصُوْرُ تھے۔

۶-مَا اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنْكَ، شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ میں نکرہ کے مبتداء بننے کی کون سی وجوہ تخصیص پائی جاتی ہیں؟ نیز دونوں جملوں کی ترکیب نحوی قلمبند کریں۔

جواب: مَا اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنْكَ: میں نکرے کا تحت النفی واقع ہونا تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔جبکہ شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ میں صفت مقدار کی وجہ سے تخصیص آ رہی ہے۔

ترکیب: مَا نافیہ اَحَدٌ مبتدا خَیْرٌ مِّنْكَ خبر۔مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔شَرٌّ مبتدا۔اَهَرَّ فعل و فاعل ذَانَابٍ مفعول۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر خبر۔مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۷-علمیت کون سے اسماء غیر منصرف میں سبب محض کے طور پر اور کون سے اسماء غیر منصرف میں بطور شرط مؤثر ہے؟

جواب: عدل اور وزن فعل میں بطور سبب کے جبکہ تانیث بالتا خواہ لفظی ہو یا معنوی عجمہ، ترکیب اور الف نون زائدتان ان چاروں میں بطور شرط کے پائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادة الثانویة الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: شرح تہذیب

سوال نمبر 1: (الف) کلیاتِ خمسہ کی تعریفات تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) کاتب، فرس، شجر، حیوان اور ناطق کون سی کلیاں ہیں؟ ۵

(ج) نوع حقیقی و اضافی کی تعریف کریں، مثالیں دیں اور ان میں نسبت واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: الکلیان ان تفاوتا کلیا فمتباینان والا فان تصادقا کلیا من الجانبین فمتساویان

(الف) ترجمہ و تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ب) درج ذیل کلیات میں نسبتیں واضح کریں؟ (۱۵)

۱- انسان، حیوان ۔۲- حیوان ۔ ابیض ۔۳- انسان، فرس ۔۴- لافرس، لاحیوان ۔ ۵- لاحیوان، انسان

سوال نمبر 3: (الف) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟ (۱۵)

قضیہ شخصیہ، دائمہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، قضیہ معدولہ، قیاس۔

(ب) درج ذیل قضایا کون سے ہیں؟ ۱۰

۱- کل انسان حیوان ۔ ۲- هذا العدد اما زوج او فرد ۔ ۳- لا شیء من الانسان بمتنفس بالفعل لا دائما ۔

القسم الثانی: تلخیص المفتاح

سوال نمبر 4: (الف) تلخیص المفتاح کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ۵

(ب) کیا یہ کتاب مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز تلخیص اور مفتاح کے مصنفین کے نام لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 5: قیل ومن کثرة التکرار وتتابع الاضافات کقوله سبوح لها منها علیها شواهد . وقوله حمامة جرعی حومة الجندل اسجعی . وفیه نظر .

(الف) عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں؟ ۵

(ب) اس طرح تشریح کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ج) دونوں مصرعوں میں محل استشہاد واضح کریں؟ خط کشیدہ لفظ پر کیا اعراب ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟ وفیہ نظر کو خوب واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (الف) مسند الیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے اور معرفہ باسم الاشارة لانے کے تین تین فائدے تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) ترک مسند اور تعریف مسند کے تین تین فائدے ذکر کریں؟

نیز لہ همم لا منتهی لکبارها میں تقدیم مسند کا فائدہ لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

القسم الاوّل: شرح تہذیب

سوال نمبر 1: (الف) کلیاتِ خمسہ کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب) کاتب، فرس، شجر، حیوان اور ناطق کون سی کلیاں ہیں؟

(ج) نوع حقیقی و اضافی کی تعریف کریں، مثالیں دیں اور ان میں نسبت واضح کریں؟

جواب: (الف) کلیاتِ خمسہ: کلیات خمسہ درج ذیل ہیں:

۱-جنس ۔۲-نوع ۔۳-فصل

۴-خاصہ ۔۵-عرضِ عام۔

۱-جنس کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ، یعنی جنس وہ کلی ہے، جو مختلف الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں بولی جائے۔

۲-نوع کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُتَّفِقِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ، یعنی نوع وہ کلی ہے، جو متفقۃ الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں بولی جائے۔

۳-فصل کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلَى الشَّيْءِ فِيْ جَوَابِ اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ، یعنی فصل وہ کلی ہے، جو کُلُّ شَيْءٍ پر اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ کے جواب میں بولی جائے۔

۴-خاصہ کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ صَادِقَةٌ عَلٰى اَفْرَادِ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ صِدْقًا عَرْضِيًّا، یعنی خاصہ وہ کلی ہے، جو ایک حقیقت کے افراد پر صدقِ عرضی کے ساتھ صادق آتی ہے۔

۵-عرضِ عام کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ صَادِقَةٌ عَلٰى اَفْرَادِ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ وَغَيْرِهَا صِدْقًا عَرْضِيًّا یعنی عرضِ عام وہ کلی ہے، جو ایک حقیقت کے افراد اور ان کے غیر پر صدقِ عرضی کے ساتھ صادق آئے۔

(ب) کاتب خاصہ ہے۔

فرس نوع ہے۔

شجر نوع بھی ہے جنس بھی ہے۔

حیوان جنس ہے اور ناطق فصل ہے۔

(ج) نوعِ حقیقی کی تعریف: کلی کی نسبت جب ان افراد کی طرف کریں جو نفس الامر میں اس کلی کے افراد ہیں تو وہ کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہو، اس کو نوعِ حقیقی کہتے ہیں جیسے: انسان کہ اس کی نسبت جب زید، عمرو، بکر، خالد کی طرف کریں تو اس کے افراد کی حقیقت حیوان ناطق ہے جس کا انسان عین ہے۔ لہٰذا نوع حقیقی کی مثال ہے۔

نوعِ اضافی کی تعریف: کبھی اس ماہیت کو بھی نوع کہا جاتا ہے، جو اس پر اور اس ماہیت کے غیر پر ماھو کے جواب میں بولی جائے۔ اس اعتبار سے نوع کو نوعِ اضافی کہتے ہیں۔

نوعِ حقیقی و نوعِ اضافی کے درمیان نسبت: ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اور جہاں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے وہاں تین مادے ہوتے ہیں۔ ایک مادہ اجتماعی اور دو مادے افتراقی۔ انسان پر نوعِ حقیقی واضافی دونوں صادق آتی ہیں۔ یہ مادہ اجتماعی کی مثال ہے جبکہ حیوان پر صرف نوعِ اضافی صادق آتی ہے نوعِ حقیقی صادق نہیں آتی۔ لہٰذا یہ مادہ افتراقی کی مثال ہوئی۔ نقطہ پر صرف نوعِ حقیقی صادق آتی ہے نوعِ اضافی صادق نہیں آتی۔ لہٰذا یہ مادہ افتراقی کی مثال ہوئی۔

سوال نمبر2: الکلیان ان تفاوتا کلیا فمتباثنان والافان تصادقا کلیا من الجانبین فمتساویان

(الف) ترجمہ وتشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہوجائے؟

(ب) درج ذیل کلیات میں نسبتیں واضح کریں؟

۱- انسان، حیوان۔ ۲- حیوان، ابیض۔ ۳- انسان، فرس۔ ۴- لافرس، لاحیوان۔ ۵- لاحیوان، انسان

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: دوکلیاں کہ ان میں تفاوت ہوتو وہ تبائن ہیں اوراگر جانبین میں سے ہرایک دوسری پرصادق آئے تو تساوی ہیں۔

تشریح عبارت: صاحبِ کتاب اس عبارت میں دوکلیوں کے درمیان نسبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دوآپس میں اگر متفاوت ہوں یعنی ان میں سے کوئی ایک کلی بھی دوسری پرصادق نہ آتی ہوتو ان دونوں کے درمیان تبائن کی نسبت ہوگی۔ اگر دوکلیاں ایسی ہوں کہ ان میں سے پہلی کلی دوسری کے تمام افراد پرصادق آئے اور دوسری کلی بھی پہلی کلی کے تمام افراد پرصادق آئے توان دونوں کے درمیان تساوی کی نسبت ہوگی۔

(ب) کلیوں کے درمیان نسبتیں

۱- انسان وحیوان: انسان وحیوان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ من وجہ کی نسبت یہ ہے کہ ایک کلی دوسری کے تمام افراد پرصادق آئے لیکن دوسری پہلی کلی کے تمام افراد پرصادق نہ آئے بلکہ بعض افراد پرصادق آئے مثلاً تمام انسان حیوان ہیں لیکن ہرحیوان انسان نہیں۔ لہٰذا ان کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔

۲- حیوان وابیض: حیوان وابیض کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، کیونکہ عموم خصوص مطلق یہ ہے دوکلیوں میں سے ہرایک دوسری کے بعض افراد پرصادق آئے چونکہ بعض ابیض حیوان ہیں اور بعض حیوان ابیض ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کے درمیان

عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔

۳- انسان وفرس: انسان وفرس کے درمیان تبائن کلی ہے، کیونکہ تبائن کلی یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے کوئی ایک بھی دوسری کے کسی فرد پرصادق نہ آئے۔ چونکہ کوئی انسان فرس نہیں ہے اورکوئی فرس انسان نہیں ہے، لہٰذا ان دونوں کے درمیان تبائن کلی ہے۔

۴- لافرس ولاحیوان: ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ من وجہ یہ ہے کہ ایک کلی دوسری کے تمام افراد پرصادق آئے لیکن دوسری پہلی کے تمام افراد پرصادق نہ آئے بلکہ بعض افراد پرصادق آئے تو چونکہ ہرلاحیوان لافرس تو ہے لیکن ہرلافرس لاحیوان نہیں ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔

۵- لاحیوان وانسان: ان دونوں کے درمیان تبائن کلی کی نسبت ہے، کیونکہ تبائن کلی یہ ہے کہ دوکلیوں میں سے کوئی ایک بھی دوسری کلی کے کسی فردپرصادق نہ آئے تو چونکہ کوئی انسان لاحیوان نہیں ہے اورکوئی لاحیوان انسان نہیں ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے درمیان تبائن کلی کی نسبت ہوگی۔

سوال نمبر3: (الف) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں۔

قضیہ شخصیہ، دائمہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، قضیہ معدولہ، قیاس۔

(ب) درج ذیل قضایا کون سے ہیں؟

۱- کل انسان حیوان ۔ ۲- ھذا العدد اما زوج او فرد ۔ ۳- لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا ۔

جواب: (الف) قضیہ شخصیہ کی تعریف: قضیہ شخصیہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہو جیسے: زید کاتب۔

دائمہ مطلقہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم کیا گیا ہو کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کی سلب موضوع سے دائمی ہے جیسے: کُلُّ فَلَکٍ مُتَحَرِّکٌ بِالدَّوَامِ وَلَا شَیْءَ مِنَ الْفَلَکِ سَاکِنٌ بِالدَّوَامِ۔

ممکنہ خاصہ کی تعریف: ممکنہ خاصہ یہ قضیہ ممکنہ عامہ ہی ہے جانب موافق سے لاضرورت کی قید کے ساتھ جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْخَاصِ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ لِكَاتِبٍ بِالْاَمْكَانِ الْخَاصِ۔

قضیہ معدولہ: وہ قضیہ جس میں حروف نفی موضوع یا محمول میں سے کسی ایک کی جز بنے قضیہ معدولہ کہلاتا ہے۔ جیسے: لَا حَيٌّ جَمَادٌ۔

قیاس کی تعریف: قیاس ایسا قول ہے جو ایسے قضایا سے مرکب ہو جن کو تسلیم کرنے کے بعد ایک دوسرا قول لازم آتا ہو جیسے: اِنْ كَانَ زَيْدٌ اِنْسَانًا كَانَ حَيَوَانًا لٰكِنَّهٗ اِنْسَانٌ تو نتیجہ آئے گا فَهُوَ حَيَوَانٌ۔

(ب): ۱- كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ یہ قضیہ حملیہ موجبہ کلیہ ہے۔

۲- هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ یہ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے۔

۳- لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا یہ قضیہ موجہ مرکبہ وجودیہ لا دائمہ ہے۔

القسم الثانی: تلخیص المفتاح

سوال نمبر 4: (الف) تلخیص المفتاح کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ کتاب مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز تلخیص اور مفتاح کے مصنفین کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) یہ کتاب مکمل مفتاح کا خلاصہ نہیں بلکہ صرف مفتاح کی قسم ثالث جو کہ بلاغت کے بیان میں ہے' کا خلاصہ ہے۔

پوری مفتاح کی طرف نسبت کرنے کی وجہ: اس کے دو جواب ہیں:

پہلا جواب: یہ مختصر اگرچہ پوری مفتاح نہیں بلکہ بعض مفتاح کی تلخیص ہے لیکن اس کا نام تلخیص المفتاح اس لیے رکھا تا کہ اس کا نام اصل کتاب کے نام کے مطابق ہو جائے۔

دوسرا جواب: اگرچہ یہ کتاب پوری مفتاح کی تلخیص نہیں ہے بلکہ صرف قسم ثالث کی تلخیص ہے مگر چونکہ اس کی قسم ثالث باقی تمام اقسام سے بڑی اور اعظم ہے اور بہت ہی عمدہ واعلیٰ ہے' کیونکہ اسی سے قرآن کا معجز ہونا ثابت ہوتا ہے گویا یہی مستقل کتاب کا نام ہے۔ لہٰذا اس مختصر کا نام بھی اسی مناسبت سے تلخیص المفتاح رکھا گیا ہے۔ الغرض! ان وجوہات کی بناء پر اس کی نسبت پوری مفتاح کی طرف کی گئی ہے۔

مصنّفین کے نام

تلخیص المفتاح کے مصنف کا نام علامہ عبدالرحمٰن ہے اور مفتاح کے مصنف کا نام علامہ ابو یوسف بن ابوبکر سکا کی ہے۔

دونوں کے مصنف کے نام: عبدالرحمٰن تلخیص کا مصنف ہے۔ ابو یوسف بن ابوبکر سکا کی مفتاح کے مصنف کا نام ہے۔

سوال نمبر 5: قيل ومن كثرة التكرار وتتابع الاضافات كقوله سبوح لها منها عليها شواهد . وقوله حمامة جرعى حومة الجندل اسجعى . وفيه نظر.

(الف) عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں؟

(ب) اس طرح تشریح کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟

(ج) دونوں مصرعوں میں محل استشہاد واضح کریں؟ خط کشیدہ لفظ پر کیا اعراب ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟ وفیہ نظر کو خوب واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور کہا گیا ہے کہ کثرتِ تکرار اور مسلسل اضافات سے بھی خالی ہو جیسے: شاعر کا قول ہے کہ وہ گھوڑے ایسے عمدہ ہیں کہ ان پر انہیں میں سے گواہ ہیں اور شاعر کا قول یہ بھی ہے کہ اے بلند اور پتھریلی ریتلی زمین کی کبوتری تو لب کشائی کر۔ اور اس میں نظر ہے۔

(ب) تشریح عبارت: فصاحۃ الکلام کی تعریف کرتے ہوئے صاحب کتاب نے

ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کلام تب فصیح ہوگی جب وہ زیادہ اضافتوں اور تکرار سے خالی ہو کہ یہ بھی مخل فی الفصاحۃ ہیں۔قائین کی طرف سے اس کی دو مثالیں بھی بیان کر دیں۔ پہلے جملہ میں ضمیریں ہیں جو ایک ہی چیز کی طرف راجع ہیں گویا اس میں تکرار ہوا اور تکرار ہونے کی وجہ سے یہ شعر فصاحت سے نکل گیا۔دوسرے مصرعے میں مسلسل اضافات ہیں، جن کی وجہ سے یہ شعر بھی فصاحت سے نکل گیا۔

(ج) دونوں مصرعوں میں محل استشہاد: پہلے مصرعہ میں محل استشہاد لھا اور منھا کی ضمیریں ہیں، کیونکہ ان کا مرجع ایک ہی ہے، جس وجہ سے تکرار ہے۔دوسرے مصرعہ میں محل استشہاد اجمعی کے علاوہ باقی تمام الفاظ ہیں، کیونکہ ان میں استشہاد اضافات ہیں۔

خط کشیدہ لفظ کا اعراب اور اس کی وجہ: خط کشیدہ لفظ حَمَامَةَ ہے اور یہ منصوب ہے اس کے نصب کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے، لہٰذا یہ منادیٰ ہوا اور پھر اس کی آگے اضافت بھی ہے اور یہ ہم جانتے ہیں کہ منادیٰ جب مضاف ہو تو منصوب ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حمامۃ منصوب ہے۔

وفیہ نظر کی وضاحت: مصنف نے اس قول کو فصیح کلام کے فصیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کثرتِ اضافات اور کثرتِ تکرار سے خالی ہو، ذکر کرنے کے بعد وفیہ نظر سے اس قول کا رد کر دیا کہ ایسا نہیں ہے۔کلام تب فصیح ہوگی جب وہ کثرت تکرار اور کثرتِ اضافات سے خالی ہوگی، کیونکہ اگر یہ ضروری ہو تو پھر اس میں خرابی لازم آتی ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰاهَا اور ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا کا غیر فصیح ہونا لازم آتا ہے۔اس لئے ان میں کثرتِ تکرار اور کثرتِ اضافات موجود ہیں، حالانکہ قرآن کریم فصاحت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فصیح کلام کے لیے کثرتِ تکرار اور کثرتِ اضافات سے خالی ہونا ضروری نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) مسند الیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے اور معرفہ باسم الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے تحریر کریں؟

(ب) ترک مسند اور تعریف مسند کے تین تین فائدے ذکر کریں؟

نیز لہ ھمم لا منتھی لکبارھا میں تقدیم مسند کا فائدہ لکھیں؟

جواب: (الف) مسند الیہ کے حذف کی اغراض:

مسند الیہ کو حذف کرنے کی متعدد اغراض ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

نمبر 1: ظاہری کلام پر بناء کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے، کیونکہ جب قرینہ پائے جانے کے وقت یہ متعین ہو کہ مسند الیہ کون ہے تو اس صورت میں مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔اس لیے کہ اس وقت مسند الیہ کو ذکر کرنا عبث و بے فائدہ ہے۔

نمبر 2: کبھی سامع کی عقل اور فہم وفراست کو آزمانے کے لیے بھی مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ حذف مسند الیہ پر دال ہو۔

نمبر 3: جب مسند الیہ متعین ہو تب بھی مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: خالق کل شیءٍ اس کی اصل عبارت یوں تھی: اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ۔لیکن چونکہ ہر شئی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ متعین ہے، لہٰذا اسمِ جلالت "اَللّٰہُ" جو کہ مسند الیہ ہے اس کو حذف کر دیا گیا۔

مسند الیہ کو معرفہ بطور علم لانے کی تین اغراض: مسند الیہ کو معرفہ بطور علم لانے کی متعدد اغراض ہیں، جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر 1: کبھی مسند الیہ کو معرفہ بطورِ علم بیان کرنے کی غرض مسند الیہ کی تعظیم ہوتی ہے جیسے: رَكِبَ عَلِیٌّ اس مثال میں عَلِیٌّ "علو" سے ہے جس کا معنی بلندی ہے، لہٰذا تعظیم کے پیش نظر مسند الیہ کو معرفہ بطورِ علم ذکر کیا گیا ہے۔

نمبر 2: کبھی مسند الیہ کو معرفہ بطورِ علم لانے کی غرض مسند الیہ کی اہانت بیان کرنا ہوتی ہے جیسے: رُجِمَ اِبْلِيْسُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ یعنی ابلیس کو اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا۔اس مثال میں مسند الیہ ابلیس کو معرفہ بطور علم بیان کرنے کی غرض اس کی اہانت کرنا ہے۔

نمبر3: کبھی مسند الیہ کو معرفہ بطورِ علم لانے کی غرض محبت کے پیشِ نظر مسند الیہ کے نام سے لذت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ یعنی متکلم کو مسند الیہ سے اور اس کے نام سے اتنی محبت ہے کہ وہ جتنی بار بھی اس کا نام بیان کرتا ہے اسے اس کے نام سے لذت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے۔ اس وجہ سے مسند الیہ کو معرفہ بطورِ علم بیان کر دیا جاتا ہے جیسے: مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا۔

مسند الیہ کو معرفہ بطور اسم اشارہ لانے کی اغراض: مسند الیہ کو اسم اشارہ کے ساتھ معرفہ کرنے کی متعدد اغراض ہیں، جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر1: کبھی مرتبہ کے اعتبار سے مسند الیہ کے قرب و بعد اور توسط کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مسند الیہ کو اسم اشارہ کے ساتھ معرفہ کیا جاتا ہے۔ اگر بعد کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اسمِ اشارہ بعید، قرب کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اسمِ اشارہ قریب اور توسط کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اسمِ اشارہ متوسطہ کا ذکر کیا جاتا ہے جیسے: ذٰلِكَ اَوْ ذَاكَ اَوْ هٰذَا زَيْدٌ۔

نمبر2: کبھی اسم اشارہ قریب کے ساتھ مسند الیہ کو معرفہ لانے کی غرض مسند الیہ کی حقارت کی طرف اشارہ کرنا ہوتی ہے جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ۔ اس جگہ اسم اشارہ قریب استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ جو چیز قریب ہو اور اس تک رسائی آسانی سے ہو انسان کے نزدیک اس کی قدر و قیمت اتنی نہیں ہوتی بنسبت اس چیز کے جو انسان کی پہنچ سے دور ہو اور اس تک آسانی سے رسائی ممکن نہ ہو۔ یہ ابو جہل کا مقولہ ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا تھا: ''یہ وہ ہے، جو تمہارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔'' اس میں اس نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقارت کو بیان کرنے کے لیے اسم اشارہ قریب استعمال کیا ہے۔

نمبر3: کبھی اسم اشارہ بعید کے ساتھ مسند الیہ کو معرفہ کرنے کی غرض اس کی قدر و منزلت اور تعظیم پر دلالت کروانا مقصود ہوتا ہے، کیونکہ جو چیز انسان سے دور ہو اور اس تک رسائی آسانی سے ممکن نہ ہو تو انسان کے نزدیک اس چیز کی قدر و منزلت اس چیز کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، جو انسان کے قریب ہو اور اس تک آسانی سے رسائی بھی ممکن ہو۔ جیسے: اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے: الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ اب کتاب تو قاری کے سامنے اور اس کے ہاتھ میں ہے دور نہیں ہے لیکن اس کتاب کی شان و عظمت کو بیان کرنے کی غرض سے مسند الیہ کو اسم اشارہ بعید کے ساتھ معرفہ لایا گیا ہے کہ یہ کتاب فصاحت و بلاغت کے عظیم مراتب پر فائز ہونے اور اس ذات کا کلام ہونے کی وجہ سے کہ جو تمام جہانوں کی خالق و مالک ہے، بلند مرتبہ و عظمت و شان کی حامل ہے۔

(ب) ترکِ مسند اور تعریفِ مسند کے تین تین فائدے:

ترکِ مسند کے فوائد: مسند کو ترک کرنے کے متعدد فوائد ہیں، جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر1: مسند کو ترک کرنے کی ایک مثال شاعر کا یہ شعر ہے:

وَمَنْ یَّكُ اَمٰی بِالْمَدِیْنَةِ رِحْلُهٗ   وَاِنِّیْ وَقَبَّارٌ بِهَا لَغَرِیْبٌ

جس کا مکان شہر میں ہو اور وہ عیش میں ہو لیکن میں اور میرا قبار دونوں اس شہر میں مسافر ہیں۔ اس جگہ: لَغَرِیْبٌ اِنَّ کی خبر ہے جبکہ قبار مسند الیہ کی خبر یعنی مسند کو حذف کیا گیا ہے اور اس کو حذف کرنے کی غرض ایک تو مقام تنگ ہوتا ہے اور دوسرا وزنِ شعر کو باقی رکھنا بھی حذف مسند کی غرض ہے۔ اگر اس جگہ مسند کو ذکر کیا جاتا تو اس کو ذکر کرنا عبث بھی ہوتا، کیونکہ مؤول مسند الیہ کا مسند ایک ہی ہے، جو لَغَرِیْبٌ ہے۔ لہٰذا یہ قبار کے مسند پر بھی دلالت کر رہا ہے۔

نمبر2: مسند کو حذف کرنے کی ایک مثال شاعر کا یہ شعر بھی ہے:

نحن بما عندنا وانت بما عندك راض و مختلف الرأی

جو ہم پاس رکھتے ہیں ہم اس سے خوش ہیں اور جو تمہارے پاس ہے تم اس سے راضی ہو لیکن رائے مختلف ہے۔

اس جگہ نَحْنُ مسند الیہ ہے اور اس کے مسند یعنی رضوان کو حذف کیا گیا ہے۔ یہ مثال احتراز عن العبث کی ہے لیکن اس مثال اور مثال اوّل میں فرق یہ ہے کہ وہاں مسند الیہ ثانی

کے مسند کو حذف کیا گیا ہے جبکہ اس مثال میں مسند الیہ اوّل کے مسند کو حذف کیا گیا ہے۔

نمبر3: تیسری مثال اور غرض مسند کو حذف کرنے کی ہمارا قول: زَیْدٌ مُنْطَلِقٌ وَعَمْرٌو ہے۔ اس جگہ بھی مسند کو حذف کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ زید مسند الیہ ہے اور منطلق اس کا مسند ہے جبکہ عمرو بھی مسند الیہ ہے اس کے مسند یعنی منطلق کو حذف کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے منطلق کی دلالت بذریعہ عطف عمرو کے مسند پر بھی ہے۔ یہ مثال بھی احتراز عن العبث کی ہے لیکن پہلی دو مثالوں اور اس مثال میں فرق یہ ہے کہ اس جگہ ضیق المقام کی وجہ سے مسند کو حذف نہیں کیا گیا۔

تعریف مسند کے فوائد: مسند کو معرفہ لانے کے متعدد فوائد ہیں؛ جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر1: مسند کو معرفہ ذکر کرنا کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ اپنے حکم کا فائدہ دے جس کا امر سامع کو معلوم ہو اور فائدہ کسی دوسرے امر کے حکم کا ہوگا جو اس پہلے حکم کی طرح ہی ہو۔

نمبر2: مسند کو معرفہ لانے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ سامع کو حکم یا لازم حکم کا فائدہ اس طریقے پر دیا جائے جس طریقے پر مسند الیہ کا حکم آیا ہے۔ مسند الیہ کا علم چونکہ تعریف کے طریقے پر آیا ہے، لہٰذا مسند کو بھی معرفہ لایا جاتا ہے۔ آگے عام ہے کہ مسند و مسند الیہ دونوں میں تعریف ایک ہی طریقے پر ہو یا الگ الگ جیسے: زَیْدٌ اَخُوْکَ اور عَمْرٌو نِ الْمُنْطَلِقُ ان دونوں مثالوں میں اَخُوْکَ اور اَلْمُنْطَلِقُ دونوں مسند ہیں اور ان دونوں کو مذکورہ غرض کے تحت معرفہ کر کے ذکر کیا گیا ہے۔

له همم لا منتهى لكبارها میں تقدیم مسند کا فائدہ:

اس جگہ تقدیم مسند کا فائدہ اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ مسند خبر ہے نعت و وصف نہیں ہے۔ اگر مسند کو مقدم نہ کیا جاتا تو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ وصف ہے مسند نہیں لیکن جب مسند کو مقدم کر لیا گیا ہے تو یہ احتمال ختم ہو گیا، کیونکہ نعت و وصف کی اپنے موصوف و منعوت پر تقدیم جائز نہیں ہے جبکہ مسند کو مسند الیہ پر مقدم کر لیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس جگہ مسند کو مقدم کرنے سے غیر کا احتمال ختم ہو گیا اور اس کا مسند ہونا متعین ہو گیا۔

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: ترجمہ وتفسیر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: واوحينا وحی الهام او منام الى ام موسٰى وهو المولود المذكور ولم يشعر بولادته غير اخته ان ارضعيه فاذا خفت عليه فالقيه في اليم البحر اى النيل ولا تخافي غرقه ولا تحزني لفراقه

(۱) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کے بارے میں مذکور کم از کم دو قول نقل کریں؟ (۱۰)

(۴) غم اور حزن میں اگر کوئی فرق ہو تو سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر2: لقد كان لكم في رسول الله اسوة بكسر الهمزة وضمها حسنة اقتداء به في القتال والثبات في مواطنه لمن بدل من لكم كان يرجوا الله يخافه واليوم الأخر وذكر الله كثيرا

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟ ۵

(۳) آیت مبارکہ میں مخاطب کون ہیں؟ اختلاف تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا مستحب ہے یا واجب؟ اگر اختلاف ہو تو ضرور قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: یٰس اللہ أعلم بمراده والقرآن الحکیم المحکم بعجیب النظم وبدیع المعانی انك یا محمد لمن المرسلین

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵

(۲) اغراض مفسر بیان کریں؟ ۵

(۳) لفظ "یٰــــس" کے معانی لکھنے کے بعد اس سورت کے کوئی تین نام تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) سورۂ یٰس کی فضیلت کے بارے میں کم از کم دو احادیث مبارکہ قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: ولقد فتنا سلیمان ابتلیناه بسبب ملكه وذلك لتزوجه بامرأة هواها وکانت تعبد الصنم فی داره من غیر علمه وکان ملكه فی خاتمه فنزعه مرة عند ارادة الخلاء ووضعه عند امرأة

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ ۵

(۲) مذکورہ عورت کا نام تحریر کریں؟ ۵

(۳) مذکورہ عورت کو بت کیسے ملا؟ کتنے دن اس کی عبادت کرتی رہی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت اور اوصاف بیان کریں نیز انگوٹھی اٹھانے والے جن کا نام بتا کر پورا واقعہ تفصیلاً لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: ترجمہ وتفسیر﴾

سوال نمبر 1: واوحینا وحی الھام او منام الی ام موسٰی وھو المولود المذکور ولم یشعر بولادته غیر اخته ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم البحر ای النیل ولا تخافی غرقه ولا تحزنی لفراقه

(۱) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تحریر کریں؟

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کے بارے میں مذکور کم از کم دو قول نقل کریں؟

(۴) غم اور حزن میں اگر کوئی فرق ہو تو سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ:

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی یعنی الہام کیا یا مراد یہ ہے کہ عالم خواب میں اسے بتا دیا کہ وہ نومولود بچہ جس کا ذکر عام ہے، وہ موسیٰ ہی ہیں۔ پس آپ کی ولادت کی خبر آپ کی ہمشیرہ کے علاوہ کسی کو نہ ہوسکی کہ اسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں یعنی دریائے نیل میں ڈال دے (الیم کے معنی دریا کے ہیں) اور اس کے غرق ہونے سے نہ ڈر اور اس کی جدائی کا غم نہ کر۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی کیفیت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کے بارے میں اختلاف ہے اور اس

اختلاف میں دو گروہ ہیں: ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیے جانے سے مراد ان کا دیکھا ہوا خواب ہے، جو انہوں نے بوقت ولادت دیکھا تھا۔ دوسرے گروہ کا یہ کہنا ہے کہ الہام سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دل میں بات آ کر جم گئی اور ہر شخص کو ایسا سابقہ پیش آتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کے بارے میں کم از کم دو قول:

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام ایارخا تھا اور ایک قول ایارخت کا بھی ہے۔ علامہ ثعلبی کہتے ہیں کہ ان کا نام یوحانذ بنت لاوی بن یعقوب تھا۔

(۴) غم اور حزن میں فرق:

غم اس کو اس پریشانی کو کہا جاتا ہے کہ جو مستقبل میں واقع ہو اور حزن اس پریشانی کو کہا جاتا ہے جو انسان کو پہنچتا ہے ایسے امر میں جس کا تعلق زمانہ ماضی کے ساتھ ہوتا ہے۔

سوال نمبر2: لقد كان لكم في رسول الله اسوة بكسر الهمزة وضمها حسنة اقتداء بـه فـي القتال والثبات في مواطنه لمن بـدل من لكم كان يرجوا الله يخافه واليوم الأخر وذكر الله كثيرا

(۱) کلام باری تعالیٰ و کلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟

(۳) آیت مبارکہ میں مخاطب کون ہیں؟ اختلاف تحریر کریں؟

(۴) اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا مستحب ہے یا واجب؟ اگر اختلاف ہو تو ضرور قلمبند کریں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ و کلام مفسر کا اردو ترجمہ:

بے شک تمہیں رسول کی پیروی بہتر ہے یعنی جنگ میں اور جنگی مورچوں میں ثابت قدم رہنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا بہتر ہے۔ اسوہ ہمزہ

مکسورہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اس کے لیے (لـمـن یہ لکم سے بدل ہے) جو اللہ اور آخرت کے دن کا خوف رکھتا ہے۔ (یـرجـوا بمعنی یخاف ہے) اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول

یہ آیت مبارکہ سورہ احزاب سے ہے اور سورۃ احزاب ساری کی ساری مدنی ہے۔ اس کا شان نزول کچھ اس طرح ہے کہ یہ ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آپ کو ایذاء دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سے زیادہ نکاح فرمانے میں آپ کو طعنہ دیتے تھے، اس بارے میں یہ نازل ہوئی۔

ایک دوسری روایت میں ہے: یہ کفار اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ کچھ کافر اور منافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے خداؤں کو برا مت کہیں بس اتنا کہہ دیں کہ یہ شفاعت کریں گے اور ہم آپ کے خدا کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے۔ ان کی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مبارک پر بہت گراں گزری اور صحابہ نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: قتل نہیں کرنا، کیونکہ میں انہیں امان دے چکا ہوں۔ لہٰذا تم ان کو باہر نکال دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو باہر نکال دیا۔

(۳) آیت مبارکہ میں مخاطب کے بارے میں اختلاف:

اس آیت مبارکہ میں مخاطب کون ہیں؟ اس میں اختلاف ہے:

پہلا قول یہ ہے کہ مخاطبین سے مراد منافقین ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مومنین مخاطب ہیں۔

(۴) اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا مستحب ہے یا واجب اور اس میں اختلاف

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس پر عمل کرنا

مستحب ہے یا واجب؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:

نمبر1: واجب ہے لیکن دلیل مستحب ہونے کی ملتی ہے۔

نمبر2: مستحب ہے لیکن دلیل واجب ہونے کی ملتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دینی امور میں عمل کرنا واجب اور دنیاوی امور میں عمل کرنا مستحب ہے۔

سوال نمبر3: یٰسٓ اَللّٰہُ أَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اَلْمُحَکِمِ بِعَجِیْبِ النَّظْمِ وَبَدِیْعِ الْمَعَانِیْ اِنَّکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) اغراض مفسر بیان کریں؟

(۳) لفظ "یٰسٓ" کے معانی لکھنے کے بعد اس سورت کے کوئی تین نام تحریر کریں؟

(۴) سورۂ یٰسٓ کی فضیلت کے بارے میں کم از کم دو احادیث مبارکہ قلمبند کریں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب: یٰسٓ اَللّٰہُ أَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اَلْمُحَکِمِ بِعَجِیْبِ النَّظْمِ وَبَدِیْعِ الْمَعَانِیْ اِنَّکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

ترجمہ: یٰسٓ، اس کی مراد لیے اللہ باخوبی جانتا ہے، قرآن حکیم کی قسم، حکیم بمعنی محکم ہے۔ یعنی قرآن پاک اپنی معجز نظم اور بدیع معانی کے سبب محکم ہے۔ بے شک آپ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہیں۔

(۲) اغراض مفسر

یٰسٓ کے بعد اللہ اعلم بمرادہ نکال کر یہ بتا رہے ہیں کہ یٰسٓ کے معنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور القرآن الحکیم کے بعد المحکم نکال کر حکیم کا معنی بتا رہے ہیں کہ قرآن پاک اپنی معجز نظم اور بدیع معانی کے سبب محکم ہے۔ اِنَّکَ کے بعد یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکال کر بتادیا کہ ضمیر خطاب سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔

(۳) یٰسٓ کے معانی اور اس کے تین نام:

یٰسٓ کا معنی ہے: یا سید البشر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قرآن پاک کا نام ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ یٰسٓ بمعنی یا انسان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یٰسٓ کے معنی طی کی لغت میں یا انسان ہے، مراد اس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بالاصفات ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی اصل یا انیسین ہو جو انسان کی تصغیر ہے۔ مقصود اس سے بڑائی بیان کرنا ہے، کیونکہ صیغہ تصغیر عطف اور تعظیم کے لیے ہوتا ہے۔

سورت یٰسٓ کے تین نام:

نمبر۱: معمہ

نمبر۲: دافعہ

نمبر۳: قاضیہ

(۴) سورۂ یٰسٓ کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ:

نمبر۱: ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شی کا دل ہوتا ہے قرآن پاک کا دل سورۂ یٰسٓ ہے۔ جس نے سورۂ یٰسٓ کی ایک بار تلاوت کی اسے دس بار قرآن پاک پڑھنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

نمبر۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں ایک سورۃ ہے' جو اپنے قاری کی شفاعت کرتی ہے اور اپنے سننے والے کی مغفرت کرواتی ہے اور وہ سورۃ یٰسٓ ہے۔

سوال نمبر4: ولقد فتنا سلیمان ابتلیناہ بسبب ملکه و ذلك لتزوجه بامرأة هواها و كانت تعبد الصنم فى داره من غير علمه و كان ملكه فى خاتمه فنزعه مرة عند ارادة الخلاء ووضعه عند امرأة

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(۲) مذکورہ عورت کا نام تحریر کریں؟

(۳) مذکورہ عورت کو بت کیسے ملا؟ کتنے دن اس کی عبادت کرتی رہی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت اور اوصاف بیان کریں نیز انگوٹھی اٹھانے والے جن کا نام بتا کر پورا واقعہ تفصیلاً لکھیں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ:

اور بے شک ہم نے سلیمان کو جانچا، اس کی بادشاہت اس سے لے کر انہیں آزمائش میں مبتلا فرمایا۔ یہ معاملہ اس لیے پیش آیا کہ آپ نے خواہا نامی ایک عورت سے شادی کر لی، وہ آپ کے گھر میں بت کی پوجا کیا کرتی تھی۔ آپ علیہ السلام کو اس کا علم نہیں تھا۔ آپ کی بادشاہت انگوٹھی پہننے پر مرتب تھی۔ ایک مرتبہ رفع حاجت کے لیے جاتے وقت آپ نے وہ انگوٹھی اتاری اور اپنی بیوی امینہ کے پاس رکھوا دی۔

(۲) مذکورہ عورت کا نام

مذکورہ عورت کا نام امینہ تھا۔

(۳) مذکورہ عورت کو بت کیسے ملا اور کتنے دن اس کی عبادت کی:

مذکورہ عورت کو بت ملنے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ اس عورت کا باپ مر گیا اور وہ عورت بہت زور زور سے رو رہی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو ایک شیطان (جن) کو حکم دیا کہ اس کے باپ کی شکل اختیار کرے تا کہ اس عورت کو سکون حاصل ہو۔ چالیس دن اس عورت نے بت کی عبادت کی۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت واوصاف انگوٹھی اٹھانے والے جن کا نام اور واقعہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی

بادشاہت اس انگوٹھی کی وجہ سے تھی یعنی آپ کی بادشاہت انگوٹھی پہننے پر مرتب تھی۔ پس جب آپ اس کو پہنتے تو ہوا آپ کے لیے مسخر ہو جاتی۔ اسی طرح جن اور شیاطین وغیرہ آپ کے تابع ہو جاتے اور جب اتار دیتے تو یہ سب آزاد ہو جاتے۔

آپ کی انگوٹھی جنت سے لائی گئی اور جملہ اشیاء سے تھی جن کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اترے۔ اس جن کا نام صخر تھا۔ ایک دن قضاء حاجت کے وقت آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اپنی بیوی کودی امینہ کے پاس رکھ دی۔ اسی دوران اس کے پاس ایک جن آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں اس نے آپ کی بیوی سے وہ انگوٹھی پکڑ لی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پرندے اور اس کے علاوہ سب جانور حاضر ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نکلے تو انگوٹھی اتارنے کے سبب ہیبت کے زائل ہونے کی وجہ سے آپ کی ہیئت مبارکہ متغیر تھی۔ جب آپ نے اس کو کرسی پر دیکھا تو لوگوں سے فرمایا میں سلیمان ہوں تو لوگوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی حالت میں اپنی انگوٹھی لینے کے امینہ کے پاس آئے۔ اس نے انکار کر دیا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ آپ سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ چالیس دن گزر گئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے گھر میں ایک صورت تیار کی تو شیطان چلے گئے اور انگوٹھی دریا میں پھینک دی۔ اس انگوٹھی کو مچھلی نے نگل لیا تو وہ مچھلی آپ کے ہاتھ لگی، آپ نے اس مچھلی کا پیٹ چاک کر کے انگوٹھی کو پا لیا اور سجدے میں گر گئے۔ اس کو پہن کر پھر سے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: قسم اوّل سے کوئی تین، جبکہ قسم ثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ قیل فمن مات صغیرا یا رسول اللہ قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین ۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ نیز خط کشیدہ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟(۲۰)

سوال نمبر 2: عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ فرض سے مراد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے؟۲۰

سوال نمبر 3: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر

حدیث کا ترجمہ وتشریح کرنے کے بعد نماز فجر کے افضل وقت کے بارے میں

اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟(۲۰)

سوال نمبر 4: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوضوء مفتاح الصلوٰۃ والتکبیر تحریمھا والتسلیم تحلیلھا وفی کل رکعتین تسلیم ولا تجزئ صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ومعھا غیرھا ۔

حدیث کا ترجمہ کریں اوراس میں موجود مختلف فیہ مسائل کی نشاندہی کرکے کسی ایک مسئلہ کے بارے اختلاف ائمہ تحریر کریں؟(۲۰)

القسم الثانی...... عربی ادب

سوال نمبر 5: کوئی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟(۳۰)

قفانبك من ذکری حبیب ومنزل — بسقط اللوی بین الدخول فحومل
وبیضۃ خدر لایرام خباءھا — تمتعت من لھو بھا غیر معجل
وقد اغتدی والطیر فی وکناتھا — بمنجرد قید الاوابد ھیکل
فاضحی یسح الماء فوق کتیفۃ — یکب علی الاذقان دوح الکنھبل
یضیء سناہ او مصابیح راھب — امال السلیط بالذبال المفتل
فذالت کما ذالت ولیدۃ مجلس — تری ربھا اذیال سحل ممدد
ظھرن من السوبان ثم جزعنہ — علی کل قینی قشیب ومفام

سوال نمبر 6: "المعلقۃ الاولی اللامیۃ" کا خلاصہ تحریر کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی﴾

القسم الاوّل...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ قیل فمن مات صغیرا یا رسول اللہ قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین ۔

حدیث پراعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ نیز خط کشیدہ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: حدیث مبارکہ پراعراب وترجمہ

اعراب: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ قِیْلَ فَمَنْ مَّاتَ صَغِیْرًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا لیتے ہیں یا نصرانی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اگر بچپن میں ہی مر جائیں آپ نے فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرنے والے تھے۔

خط کشیدہ کی تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بچہ خود نہیں سیکھتا بلکہ اس کو سکھایا نہ جائے۔ اگر اس کو یہودیوں یا نصرانیوں والی باتیں سکھائی گئیں تو وہ یہودیوں یا نصرانیوں والے کام کرے گا اور اگر اس کو مسلمانوں والی باتیں سکھائی گئیں تو وہ مسلمان ہو گا۔ مذکورہ حدیث مبارکہ میں ایک اختلافی مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ کافروں کے نابالغ بچے

جو فوت ہو جائیں وہ دوزخی ہیں یا جنتی؟ بعض فقہاء فرماتے ہیں: ان کا معاملہ مشیت الٰہی پر موقوف ہے کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی۔ علامہ بیہقی نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نقل کیا ہے کہ کافروں کی اولاد جو بچپن میں فوت ہو جائے وہ اسی خیال کے حامل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں کوئی واضح امر نہیں ملتا۔ البتہ ان کے اصحاب نے کہا مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں اور مشرکوں کے بچوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس معاملہ میں توقف فرماتے ہیں' کیونکہ قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آنے والی زندگی میں کیا کرتے۔ جنتیوں والے کام کر کے جنت میں جاتے یا برائیاں کر کے دوزخ میں۔ جب سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے تو قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا لہٰذا توقف کرنا بہتر ہے۔

سوال نمبر 2: عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

حدیث پراعراب لگائیں، ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ فرض سے مراد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے۔

جواب:

اعراب: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مذکورہ حدیث میں فرض سے مراد: مذکورہ حدیث مبارکہ میں فرض سے مراد فرض عین ہے، فرض کفایہ نہیں مثلاً علم ایمان یا ارکان اسلام اور ان کے فرائض کا سیکھنا ہر مکلف عاقل بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر فرض عین ہے۔ ان کو کسی حال میں اس کی فرضیت سے

چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ علم معاملات کا حصول اسی وقت ہر شخص پر فرض ہوتا ہے جب وہ ان خاص خاص معاملات سے دوچار ہو مثلاً اگر کوئی بچہ بالغ ہوتا ہے تو اس وقت اس پر وضو اور غسل کے مسائل سیکھنا فرض ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص مالک نصاب ہو تو اس پر زکوۃ وغیرہ کے مسائل سیکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیع کے معاملات سے وابستگی رکھتا ہے تو اس پر بیع وشرا کے مسائل سیکھنا فرض ہے۔ پورے علم فقہ کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ یعنی پوری آبادی میں سے دوچار بھی سیکھ لیں تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔ اگر کوئی بھی علم حاصل نہیں کرتا تو سب پر فرض کا بوجھ رہے گا اور سب جواب دہ ہوں گے۔ اس سے پتہ چلا کہ مذکورہ حدیث سے مراد فرض عین ہے فرض کفایہ نہیں۔ اگر فرض کفایہ مراد ہوتا تو علی کل مسلم نہ کہا جاتا، کیونکہ فرض کفایہ وہ ہوتا ہے جو بعض ادا کر لیں یا سیکھ لیں تو سب بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر3: عن ابن عمر رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر

حدیث کا ترجمہ وتشریح کرنے کے بعد نماز فجر کے افضل وقت کے بارے میں اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح کی نماز خوب اجالے میں پڑھو کیونکہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔

نماز فجر کے افضل وقت میں اختلاف ائمہ: اس حدیث مبارکہ سے وہ مسئلہ حل طلب ہے، جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر ائمہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے درمیان اختلافی ہے۔ یعنی نماز فجر غلس (اندھیرے) میں پڑھی جائے یا خوب روشن ہونے کے بعد ہر سہ ائمہ پہلے خیال کے حامی ہیں یعنی اندھیرے میں پڑھی جائے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے خیال کے یعنی نماز فجر خوب روشن کر کے پڑھی جائے۔ امام صاحب کا مذہب حدیث اسفار پر ہے، کیونکہ اسفار کا لفظ باقی احادیث میں بھی ہے۔ یعنی

امام صاحب لفظ اسفار کو دلیل بناتے ہیں جو کہ کتب صحاح میں بھی منقول ہے۔ ابن ماجہ میں رافع بن خدیج سے مرفوع روایت ہے: اصبحوا بالصبح فانه اعظم للاجر، صبح کی نماز کے لیے اچھی طرح اجالا ہونے دو کیونکہ اس میں زیادہ اجر وثواب ہے۔ ابوداؤد کے الفاظ بھی یہی ہیں۔ ترمذی میں یوں ہے: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رافع بن خدیج کی حدیث حسن صحیح ہے اور سب سے زائد فیصلہ کرنے والی ہے۔ مذکورہ مسئلہ میں اختلاف کو ختم کرنے والی یہ حدیث مبارکہ ہے، جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے دو نمازوں کے ہر نماز کو وقت پر ادا فرماتے ہوئے دیکھا۔ ایک منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب وعشاء کو جمع کیا۔ دوسرا مزدلفہ میں صبح کی نماز وقت ومعمول ومعتاد سے پہلے ادا کرنا۔ یہ نماز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اندھیرے میں ادا فرمائی، کیونکہ مسلم شریف میں اس کے الفاظ یوں ہیں: قبل میقاتها بغلس۔ یہ اس لیے کہ وقوف کا وقت زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ جو اصحاب نماز فجر کو غلس (اندھیرے) میں پڑھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرماتے تو عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتیں اور اندھیرے کے سبب ان کو پہچانا نہ جاتا۔ اس سے پتہ چلا کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اس کا جواب دیا جاتا ہے شناخت نہ ہونے کی دو وجہیں ہیں: ایک اندھیرا اور دوسرا چادروں میں لپٹا ہوا ہونا اور یہ معمولی اسفار میں بھی ہو سکتا ہے۔ احناف کے نزدیک فجر کی نماز کا مستحب وقت یہ ہے کہ انسان چالیس سے ساٹھ آیات تک پڑھ سکے۔ پھر کسی عارضے کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے یا نماز فاسد ہو جائے تو وہ شخص دوبارہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے تو اتنی قرأت سے نماز کو ادا کرے۔ جو ائمہ نماز فجر کو غلس (اندھیرے) میں پڑھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل کا جواب دینے کے لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے اور وہ بذات خود جو کہ رسول اللہ کے خادم خاص ہیں، جن کو رسول اللہ کی خانگی وبیرونی، سفر وحضر شب وروز کی زندگی سے گہری واقفیت رکھنے کا شرف وفخر حاصل ہے۔ مزید یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کی حدیث فعلی ہے اور اسفار کی حدیث قولی ہے اور احناف کے نزدیک قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے۔ مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز کا افضل وقت اسفار ہے نہ کہ غلس۔

سوال نمبر 4: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوضوء مفتاح الصلوٰۃ والتکبیر تحریمھا والتسلیم تحلیلھا وفی کل رکعتین تسلیم ولا تجزی صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ومعھا غیرھا ۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور اس میں موجود مختلف فیہ مسائل کی نشاندہی کر کے کسی ایک مسئلہ کے بارے اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

جواب: ترجمہ عبارت: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو نماز کی چابی ہے اور تکبیر (تحریمہ) اس کی تحریم (یعنی ہر وہ کام جو نماز کے خلاف ہو اس کو حرام کرنے والی) اور سلام اس کی تحلیل (یعنی سلام سے وہ کام حلال ہو جاتے ہیں جو نماز میں حرام ہوتے ہیں) اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر (تشہد پڑھ) کوئی نماز بغیر الحمد اور دوسری سورت کے ملائے بغیر کافی نہیں ہوتی۔

مذکورہ حدیث میں مختلف فیہ مسائل:

تکبیر تحریمہ، سلام، وضو، سورۃ فاتحہ۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ اور اختلاف ائمہ: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبیر تحریمہ صرف اللہ اکبر یا اللہ الاکبر کے الفاظ سے کہنا جائز ہے۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اکبر نکرہ کی صورت جائز ہے یعنی اللہ اکبر۔ حضرت امام قاضی ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اللہ الکبیر بھی جائز ہے۔ گویا ان کے نزدیک اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر تینوں جائز ہیں۔ امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے ہر اس لفظ کو تکبیر میں ادا کرنا جائز رکھا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی ظاہر ہو۔

القسم الثانی...... عربی ادب

سوال نمبر 5: کوئی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

۱-قفانبك من ذكرى حبيب ومنزل	بسقط اللوى بين الدخول فحومل
۲-وبيضة خدر لايرام خباء ها	تمتعت من لهو بها غير معجل
۳-وقد اغتدى والطير في وكناتها	بمنجرد قيد الاوابد هيكل
۴-فاضحى يسح الماء فوق كتيفة	يكب على الاذقان دوح الكنهبل
۵-يضىء سناه او مصابيح راهب	امال السليط بالذبال المفتل
۶-فذالت كما ذالت وليدة مجلس	ترى ربها اذيال سحل ممدد
۷-ظهرن من السوبان ثم جزعنه	على كل قيني قشيب ومفام

جواب: ترجمہ اشعار

(۱) تم دونوں ٹھہرو تا کہ ہم اپنے دوست اور اس کے گھر کو یاد کر کے روئیں جو ریت کے ٹیلے پر دخول اور حومل کے درمیان (تھی وہ جگہ) ہے۔

(۲) بہت سی پردہ والی عورتیں جو خوبصورت ہیں کوئی شخص ان تک پہنچ بھی نہیں سکتا تھا، میں نے نفع اٹھایا ان کے ساتھ کھیلنے سے بغیر جلدی کیے۔

(۳) میں صبح سویرے اٹھتا ہوں، پرندے اپنے گھونسلوں میں ہوتے ہیں اور کم بالوں والے گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں جو لمبا اور موٹے جسم والا ہے۔

(۴) جب سورج طلوع ہوا تو اس گھٹا نے اپنا پانی کتیفہ پر برسایا کہ کنہبل کے بڑے بڑے درخت منہ کے بل گرا دیے۔

(۵) اس کی روشنی چمکتی ہے یا کسی راہب (پادری) کے چراغ جلتے ہیں، جس نے اس کی بٹی ہوئی بتیوں کی طرف زیتون یا تیل جھکا دیا ہو۔

(۶) پس وہ اونٹنی ایسے مٹک کے چلتی ہے جیسا کہ مجلس کی چھوکری (رقاصہ) دکھاتی ہے اور وہ اپنے مالک کو سفید لمبی چادر کا دامن۔

(۷) وہ ہودہ نشین (ہودہ میں بیٹھنے والیاں) سوبان وادی سے ظاہر ہوئیں، پھر اس کو انہوں نے چوڑان میں طے کیا اس حال میں کہ وہ عمدہ کاری گر کے بنائے ہوئے کشادہ کجاووں میں سوار تھیں۔

خط کشیدہ صیغے

مَنْزِلٌ: صیغہ اسم ظرف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ

تَـمَتَّعْتُ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل از باب تَفَعُّلَ

اَغْتَــدِیْ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی باہمزہ وصل از باب اِفتعال

یَکُبُّ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ

اَمَالَ السَّلِیْطُ بالذبال المفتل: اَمَالَ صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل اجوف یائی از باب افعال۔ السلیط: اس کا فاعل بمعنی زیتون کا تیل۔ ذِبَالَ: ذبالہ کی جمع بمعنی چراغ کی بتی۔ مُفَتِّلَ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل از باب تفعیل

مُـمَــدَّدٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل مضاعف ثلاثی از باب تفعیل

ظَهَــرْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب بحث فعل ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فتح یفتح

سوال نمبر 6: "المعلقة الاولى اللامية" کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: یہ قصیدہ: المعلقة الاولى اللاميه ۔ امرؤالقیس کا ہے اور یہ بحر طویل سے ہے اور اس قصیدے کے کل اشعار اکیاسی ہیں۔ اس قصیدے میں امرؤالقیس نے اپنی محبوبہ

عنیزہ کا حال لکھا ہے۔ عنیزہ امرؤالقیس کے چچا کی بیٹی تھی۔ اس قصیدہ میں اس نے اپنے گھوڑوں کی تعریف کی اور اپنا حال بھی اس میں ذکر کیا۔ جس قدر اس پر سختیاں اور مصیبتیں پہنچیں، جس قدر اس نے خوفناک راستوں میں رات کا سفر کیا۔ اس میں اپنے دوستوں کی خدمت کا حال بتایا ہے، جس قدر انہوں نے اس کا ساتھ دیا یہ سارے احوال اس نے نہایت لطافت اور پاکیزگی کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ایسا کیوں :ہوتا کیونکہ وہ عرب کا مشہور شاعر اور ادیب تھا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: کتاب الطهارة قال الله تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ الآية ففرض الطهارة غسل اعضاء الثلثة ومسح الراس ۔

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں نیز کتاب کی تعریف کریں؟ (۱۴)

(۲) "والمرفقان والكعبان يدخلان في الغسل" مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر2: ولا یقرأ المؤتم خلف الامام خلافا للشافعی فی الفاتحة ۔

(۱) ہدایہ کی روشنی میں جہر اور سر کی تعریف کریں؟ (۱۰)

(۲) قرأت خلف الامام کے بارے احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۲۳)

سوال نمبر3: الزكوة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول

(۱) زکوۃ کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) خط کشیدہ شرائط کی تشریح وتوضیح مع الدلائل ہدایہ کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) صبی اور مجنون پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔ (۱۳)

سوال نمبر4: وینبغی للناس ان یلتمسوا الهلال فی الیوم التاسع والعشرین من شعبان فان راوه صاموا وان غم علیهم اکملوا عدة شعبان ثلثین یوما ثم صاموا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۵)

(۲) شہادت رؤیت ہلال رمضان اور عید الفطر میں فرق کی وضاحت کے بعد بتائیں کہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟ ۱۴؟

(۳) صاحب ہدایہ نے یوم شک کی کتنی اور کون کون سی صورتیں لکھیں؟ تحریر کریں؟ ۱۴؟

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: كتاب الطهارة قال الله تعالىٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الأية ففرض الطهارة غسل اعضاء الثلثة ومسح الراس .

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں نیز کتاب کی تعریف کریں؟

(۲) "والمرفقان والكعبان يدخلان في الغسل" مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

(۱) اعراب: كِتَابُ الطَّهَارَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الْاٰيَةَ فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ اَعْضَاءِ الثَّلٰثَةِ وَمَسْحُ الرَّأْسِ .

ترجمہ: طہارت کی کتاب (یہ کتاب احکام طہارت کے بیان میں ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو (الآیۃ) پس طہارت (وضو) کے فرض تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔

کتاب کی تعریف:

کتاب اس مجموعے کا نام ہے جس میں مختلف الاجناس اور متحد الانواع مسائل کو بیان کیا جائے۔

(۲) والمرفقان والكعبان في الغسل میں ائمہ کا اختلاف:

ہمارے نزدیک دونوں کہنیاں اور دونوں ٹخنے دھونے کے حکم میں شامل ہیں۔ اس میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کہنیاں اور ٹخنے دھونے میں

داخل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی۔ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح رات روزے میں داخل نہیں ہوتی اسی طرح یہ بھی داخل نہیں ہیں۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ غایت ماوراء غایت کو ساقط کرنے کے لیے ہے، کیونکہ اگر یہ غایت نہ ہوتی تو دھونا پورے عضو کو گھیر لیتا۔ روزے کے باب میں رات تک حکم کو کھینچ کر لے جانے کے لیے ہے۔ اس لیے کہ روزہ کا لفظ ایک گھڑی رکنے پر بھی بولا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: ولا يقرأ المؤتم خلف الامام خلافا للشافعي في الفاتحة .

(۱) ہدایہ کی روشنی میں جہر اور سر کی تعریف کریں؟

(۲) قرأت خلف الامام کے بارے احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: جہر کی تعریف: اتنی بلند آواز سے قرأت کرنا جسے قاری کے علاوہ دوسرا بھی سن سکے، جہر کہلاتا ہے۔ (اَلْجَهْرُ اَنْ يُسْمِعَ غَيْرَهٗ)

سر کی تعریف: اتنی آواز سے قرأت کرنا جسے پڑھنے والا بذات خود سن سکے، سر کہلاتا ہے۔ (اَلْمُخَافَتَةُ اَنْ يُسْمِعَ نَفْسَهٗ)

(۲) قرأت خلف الامام میں ائمہ کا اختلاف:

ہمارے نزدیک مقتدی کے لیے امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے خواہ وہ جہری نماز ہو یا سری ہو۔ قرأت سے مراد مطلق قرأت ہے نہ قرآن پڑھنا اور نہ ہی سورت فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی کا ہر نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ وہ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ قرأت کرنا نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جس طرح امام ومقتدی قیام، رکوع، سجود وغیرہ میں باہم شریک ہیں اسی طرح اس میں بھی دونوں شریک ہونگے۔ ہماری دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ من كان له امام فقراءة الامام قراءة له، یعنی جو امام کی اقتدا کر رہا ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ اس سے مقتدی کی قرأت ثابت ہوگئی۔ اگر مقتدی کو قرأت کا مکلف بنائیں تو مقتدی

کو دو بار قرأت کرنا لازم آتا ہے' جو کہ مشروع نہیں ہے۔

ہماری دوسری دلیل یہ ہے بہت سارے صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدیوں کا قرأت کرنا درست نہیں۔ صاحب عنایہ نے لکھا ہے کہ مقتدی کے لیے قراءت خلف الامام کی ممانعت تقریباً اسی (80) جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے ستر (70) بدری صحابہ کو پایا ان میں سے ہر ایک صحابی مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب صحابہ کرام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرأت خلط ملط ہوگئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا تعلق نماز سے ہے اور نماز میں مقتدیوں کا قرأت کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر3: الزكوة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول

(۱) زکوٰۃ کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف سپرد قلم کریں؟

(۲) خط کشیدہ شرائط کی تشریح وتوضیح مع الدلائل ہدایہ کی روشنی میں تحریر کریں؟

(۳) صبی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) زکوٰۃ کا لغوی وشرعی معنی: زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے: پاک کرنا، بڑھنا۔ اصطلاحی معنی ہے: قانون شریعت کے مطابق مخصوص مال کو ایسے فقیر کو مالک بنانا جو ہاشمی نہ ہو، زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

(۲) خط کشیدہ شرائط کی تشریح وتوضیح مع الدلائل:

نصابا ملکا تاما: زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے نصاب کی مقدار کا مالک ہونا ضروری

ہے، کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبب کو نصاب کے ساتھ مقدر کیا ہے۔ ملک تام کا ہونا اس لیے ضروری ہے کہ مال جو پاس ہے وہ کسی اور کا ہو سکتا ہے یعنی اس شخص نے اتنی مقدار کسی کا قرض دینا ہے تو پھر ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

وحال عليه الحول: زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے مال پر سال کا گزرنا ضروری ہے، وہ اس لیے کہ اتنی مدت پائی جائے جس میں نماء پائی جا سکے۔ اس کو شریعت مطہرہ نے حولان حول کے ساتھ مقدر کیا ہے، کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کسی بھی مال میں زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے۔

(۳) صبی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صبی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: زکوٰۃ ایک مالی چٹی ہے تو اس کا اعتبار باقی خرچوں کے ساتھ ہوگا جیسے: بیویوں کا خرچہ ہے۔ یہ عشر اور خراج کی طرح ہوگا۔ امام صاحب فرماتے ہیں بلاشبہ زکوٰۃ عبادت ہے، یہ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک اختیار نہ ہو۔ ابتلاء اور آزمائش کے معنی کے تحقق کے لیے اور صبی اور مجنون کو کسی چیز کا بھی اختیار نہیں عقل نہ ہونے کی وجہ سے۔ بخلاف خراج کے یہ زمین کی پیداوار پر ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کے وجوب کے لیے شرائط جو بیان کی گئیں وہ بھی ان میں پائی جا رہی ہوں یعنی عاقل ہونا اور بالغ ہونا وغیرہ۔ اس طرح بھی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

سوال نمبر4: وينبغي للناس ان يلتمسوا الهلال في اليوم التاسع والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان غم عليهم اكملوا عدة شعبان ثلثين يوما ثم صاموا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟

(۲) شہادت رؤیت ہلال رمضان اور عید الفطر میں فرق کی وضاحت کے بعد بتائیں کہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟

(۳) صاحب ہدایہ نے یوم شک کی کتنی اور کون کون سی صورتیں لکھیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: لوگوں کو چاہیے کہ وہ غور سے چاند دیکھیں، شعبان کی انتیسویں (29) کو چاند نظر آ جائے تو روزہ رکھ لیں۔ اگر بادل آ جائیں یا گرد وغبار ہو تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کر لیں، اس کے بعد پھر روزہ رکھ لیں۔

(۲) شہادت رؤیت ہلال رمضان وعید الفطر میں فرق کی وضاحت:

رمضان کا چاند دیکھنے میں اگر کوئی علت نہ ہو تو امام چاند کو دیکھنے کے لیے ایک عادل مرد یا عورت یا آزاد وغلام کی گواہی قبول کر لے۔ یہ بات درست ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ میں ایک مرد کی گواہی قبول کی تھی۔ اگر آسمان پر علت ہو تو ان میں سے کسی کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک کثیر جماعت دیکھے جن کے خبر دینے سے یقین ہو، کیونکہ اس صورت میں تنہا ہونا غلطی کا وہم ڈالتا ہے۔ لہٰذا توقف واجب ہے حتیٰ کہ جمع کثیر دیکھے۔ جب آسمان میں کوئی علت ہو تو ہلال فطر میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قابل قبول ہوگی۔ اس فطر سے بندہ کا نفع وابستہ ہے، تو اس کے دوسرے حقوق کے مشابہہ ہو گیا۔ اس بارے میں عید الاضحیٰ کے چاند میں فطر طرح ہی ہے ظاہر الروایت میں اور یہی اصح ہے۔ جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا گیا کہ عید الاضحیٰ کا چاند عید الفطر کے چاند کی طرح ہے، کیونکہ اس میں بھی لوگوں کا نفع وابستہ ہے اور وہ نفع قربانی کے گوشت سے فراخی حاصل کرنا ہے۔ اگر آسمان میں کوئی علت نہ ہو تو ایسی جماعت کی شہادت قبول کی جائے گی جن کی خبر سے علم ویقین ہو جائے۔

اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں: ہمارے مذہب (حنفی) میں اختلاف مطالع کا اصلاً اعتبار نہیں اور یہی ظاہر الروایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں: جو ظاہر الروایت سے خارج ہے وہ اصلاً مذہب ائمہ حنفیہ نہیں۔ خصوصاً جب وہ مذیل بفتویٰ ہو کہ اب تو کسی طرح اس سے عدول جائز نہیں۔ بحر الرائق، تنویر الابصار اور در مختار میں ہے اختلاف مطالع کا ظاہر مذہب کے مطابق اعتبار نہیں۔ اس پر اکثر مشائخ ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے: جو ظاہر الروایت سے نکل جائے وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

تعالیٰ کا نہ مذہب ہوتا ہے اور نہ ہی قول۔

(۳) یوم شک کی صورتیں:

صاحب ہدایہ نے یوم شک کی چھ صورتیں بیان فرمائی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) رمضان کے روزے کی نیت روزہ رکھنا مکروہ ہے، اس لیے کہ اہل کتاب سے مشابہت ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے روزے کی مدت کو بڑھایا۔ اگر وہ دن رمضان کا ہو تو اسے کافی ہے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھ چکا ہے۔ اگر وہ شعبان کا دن ظاہر ہو تو روزہ نفلی ہو جائے گا۔ اگر اس نے روزہ توڑ دیا تو اس کی قضاء نہ کرے، کیونکہ یہ مظنون کے معنی میں ہے۔

(۲) اگر دوسرے واجب کی نیت کرے، یہ بھی مکروہ ہے مگر اس کی کراہت اول سے کم ہے۔ پھر اگر وہ دن رمضان کا ہو تو اسے کافی ہو جائے گا' اصل نیت کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ اگر وہ دن شعبان کا ہو تو کہا گیا ہے وہ روزہ نفلی ہو جائے گا، کیونکہ وہ منہی عنہ ہے۔ اس سے واجب ادا نہ ہوگا۔ ایک یہ بھی قول ہے کہ جس کی نیت کی تھی، اس کی طرف سے وہ کافی ہو جائے گا۔ اصح قول یہی ہے اس لیے کہ رمضان کے روزے سے رمضان پر تقدم کرنا جو منہی عنہ ہے یہ ہر روزہ کے ساتھ قائم نہ ہوگا۔ بخلاف یوم عید کے' کیونکہ منہی عنہ جو قبول دعوت کا ترک ہے یہ ہر روزہ کے لیے ضروری ہے۔

(۳) اگر نفل کی نیت کرے تو یہ مکروہ نہیں اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے بیان کی۔ وہ حجت ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پر ان کے اس قول میں کہ روزہ بطریق ابتداء مکروہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مراد کہ ایک دو دن کے روزہ کے ساتھ رمضان پر پیش قدمی نہ کرو۔ رمضان حسب معمول روزہ کے موافق پڑا تو بالاجماع روزہ رکھنا افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اقتدا کرتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ مختار یہ ہے کہ مفتی بذات خود روزہ رکھے

احتیاط کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور عوام کو زوال تک انتظار کرائے۔ پھر افطار کا فتویٰ دے تہمت کو دور کرنے کے لیے۔

(۴) ایک صورت یہ ہے کہ اصل نیت میں تردید کرتے ہوئے یوں نیت کرے کہ کل روزہ رکھے گا اگر رمضان ہوا اور اگر شعبان ہوا تو نہیں رکھے گا۔ اس صورت میں روزہ دار ہی نہ ہوگا، کیونکہ اس نے قطعی عزم نہیں کیا۔ تو گویا یوں ہوگیا جیسے نیت کرے کہ اگر کل غذا پائی تو افطار کرے گا اور اگر نہ پائی تو روزہ رکھے گا۔

(۵) ایک صورت یہ ہے کہ وصف نیت میں تردد ہو یوں کہ اگر کل رمضان ہوا تو روزہ رمضان کا اور اگر شعبان ہوا تو دوسرے واجب کا روزہ رکھے گا، یہ مکروہ ہے دو مکروہ چیزوں میں تردد کی وجہ سے۔ اگر وہ دن رمضان کا ہوا تو اس کا روزہ رمضان کا شمار ہوگا اور شعبان کا ہوا تو دوسرے واجب سے کافی نہ ہوگا نیت میں تردد کی وجہ سے، کیونکہ جہت ثابت نہیں ہوئی۔ اصل نیت اس واجب کے لیے کافی نہیں لیکن اس کا یہ روزہ نفلی ہو جائے گا مگر قضاء رکھنے کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے کہ اس نے اسے مسقط ہوتے ہوئے شروع کیا۔

(۶) ایک صورت یہ ہے کہ اس نے نیت کی کہ کل رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ اگر نہ ہوا تو پھر نفلی روزہ ایسا کرنا بھی مکروہ ہے، کیونکہ وہ من وجہ فرض کی نیت کر رہا ہے۔ اگر وہ دن رمضان کا ہوا تو اس کا رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر شعبان کا ہوا تو اس کا نفلی روزہ جائز ہو جائے گا، کیونکہ اصل نیت کے ساتھ ادا ہوگا۔ اگر اس نے توڑ دیا تو اس پر واجب ہے کہ قضاء نہ کرے، کیونکہ اسقاط اس کی عزیمت میں داخل ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر 100

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء۔

(الف) مصنف نے مثال کس چیز کی دی ہے؟ لفظ قروء کے معنی میں اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟ (۱۳)

(ب) عبارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص اور اشارۃ النص کی تعریفات کر کے ایک ایک مثال دیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (الف) مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف مدلل بیان کریں؟ ۱۳

(ب) خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: (الف) اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اجماع سکوتی کے مقبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ائمہ بالدلیل بیان کریں؟ (۲۰)

(ب) اگر دو دلیلوں میں تعارض ہو تو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟ وضاحت کریں۔ ۱۳

سوال نمبر 4: (الف) فرض، واجب، سنت اور نفل میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ (۱۲)

(ب) سنت اور حدیث کی تعریف کر کے فرق بیان کریں؟ (۱۰)

(ج) خالی جگہ پر کریں؟ (۱۲)

۱- نور الانوار کے مصنف کا نام...... ہے۔

۲- عین واجب مستحق کے سپرد کرنا...... کہلاتا ہے۔

۳- قضاء کی دو قسمیں ہیں...... اور......

۴- اجماع کا حکم یہ ہے کہ......

۵- نور الانوار...... کی شرح ہے۔

۶- عندالاحناف لا مستم النساء کا معنی...... ہے۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ۔

(الف) مصنف نے مثال کس چیز کی دی ہے؟ لفظ قروء کے معنی میں اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟

(ب) عبارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص اور اشارۃ النص کی تعریفات کر کے ایک ایک مثال دیں؟

جواب: (الف) ممثل کی تعیین:

مذکورہ مثال خاص کے حکم پر چوتھی تفریع ہے یعنی جب خاص بذات خود واضح ہے اور بیان کا احتمال نہیں رکھتا تو باری تعالیٰ کے قول: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ، قروء کی تاویل طہر کے ساتھ کرنا باطل ہے۔

لفظ قروء میں آئمہ کا اختلاف:

لفظ قروء طہر اور حیض کے معنی میں مشترک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے قول: "فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ" کی وجہ سے لفظ قروء کی تفسیر و تاویل طہر کے ساتھ کی ہے۔ اس بناء پر کہ لام وقت کے لیے یعنی ان کو ان کی عدت کے وقت میں طلاق دو۔

وہ طہر ہے، کیونکہ بالاجماع طلاق مشروع نہیں کی گئی مگر طہر میں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے قول ثَلٰثَةَ کی دلالت کی وجہ سے قُرُوْءٍ کی تاویل حیض کے ساتھ کی، کیونکہ لفظ ثَلٰثَةَ خاص ہے جو کمی یا زیادتی کا احتمال نہیں رکھتا اور طلاق مشروع نہیں کی گئی مگر طہر میں۔ پس جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طہر میں طلاق دے گا اور عدت بھی طہر ہو تو

اس میں دوصورتیں ہوئیں: وہ طہر عدت میں شمار ہوگا یا نہیں۔ اگر وہ طہر عدت میں شمار ہو جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے تو دو طہر اور تیسرے کا بعض حصہ ہوگا، کیونکہ تیسرے کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔ اگر وہ طہر عدت میں شمار نہ ہو اور اس طہر کے علاوہ دوسرے تین طہر مراد لیے جائیں تو اس صورت میں تین طہر اور چوتھے کا بعض ہوگا۔ ہر صورت میں اس خاص کا موجب کہ: ثَلٰثَةَ ہے، باطل ہو جائے گا۔ اگر عدت حیض ہو اور طلاق طہر میں ہو تو مذکورہ دونوں خرابیوں میں کچھ لازم نہیں آئے گا بلکہ اس طہر کے گزرنے کے بعد جس میں طلاق واقع ہوئی ہے، تین حیض شمار کیے جائیں گے۔

(ب) عبارۃ النص: اس چیز کے ظاہر پر عمل کرنا ہے، جس کے لیے کلام لایا گیا ہو جیسے: نکاح کی اباحت پر اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک سے استدلال کرنا: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ یہ قول عبارۃ النص کہلائے گا۔

دلالۃ النص: مستدل اگر نظم کے ساتھ استدلال کرے اور وہ نظم اگر اس مراد کے لیے نہ چلائی گئی ہو تو اس کو دلالۃ النص کہتے ہیں جیسے: والدین کو اف نہ کہنا نص سے ثابت ہے اور اس کا التزامی معنیٰ یعنی ایلام تو یہ دلالۃ النص ہے۔

اقتضاء النص: اگر مستدل نظم سے استدلال نہیں کرتا بلکہ معنیٰ سے دلیل پکڑتا ہے۔ اب اگر وہ معنیٰ لغت کے اعتبار سے اس سے مفہوم ہوتا ہے تو یہ اقتضاء النص ہے جیسے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" اس کا ظاہری معنیٰ یہ ہے کہ بغیر نیت کے کسی عمل کا وجود نہیں ہے، حالانکہ اعمال کا وجود بے نیت کے ہے، پھر معنیٰ ہوگا ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ۔

اشارۃ النص: نظم سے وہ حکم مقصود نہیں ہوتا مگر بالتبع اس پر دلالت ہوتی ہے جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" اس میں مقصود تو بیع اور ربا میں فرق کرنا تھا مگر بالتبع بیع کے جواز اور ربو کی حرمت پر بھی دلالت ہو رہی ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف مدلل بیان کریں؟

(ب) خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) مجاز کے عام ہونے میں اختلاف آئمہ فقہ:

مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجاز میں عموم نہیں ہو سکتا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مجاز تو ایسی چیز ہے جو ضروری ہے اور اس کی طرف اسی وقت پھرا جائے گا جب حقیقت متعذر ہو۔ ضرورت بقدر حاجت کے ساتھ ہی مقدر ہوتی ہے۔ جب خاص ثابت ہو جائے تو ضرورت اٹھ جاتی ہے۔ لہٰذا مجاز میں عموم ثابت نہیں ہوگا۔

ہمارے نزدیک مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یعنی جس طرح حقیقت خاص اور عام ہو سکتی ہے مجاز بھی خاص و عام ہونے میں حقیقت کی طرح ہے۔ حقیقت کا عام ہونا اس لحاظ سے نہیں ہوتا کہ وہ حقیقت ہے بلکہ حقیقت کا عام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ایک زائد امر پر دلالت کر رہی ہے جیسے: نکرہ کا تحت النفی واقع ہونا عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ نکرہ کی صفت عامہ لانا، جمع کا صیغہ ہونا اور معنیٰ میں جمع والا معنی پایا جانا یہ سب عموم پر دلالت کرتے ہیں۔ جب یہی چیزیں اور دلالتیں مجاز میں پائی جائیں گی تو مجاز بھی عام ہو جائے گا، کیونکہ عموم کے لیے حقیقت کا ہونا شرط نہیں بلکہ مجاز بھی عام ہو سکتا ہے۔ مجاز بھی عام ہونے سے مانع نہیں ہے۔ مجاز ضروری کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں کثیر جگہ مجاز واقع ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو ضرورت سے پاک ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفیں

خفی: جس کا معنیٰ ظاہر ہو لیکن اس کے بعض افراد پر صادق آنے میں خفا ہو جو تھوڑے سے تامل اور غور و فکر سے دور ہو جائے۔

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ خفاء میں تامل کیا جائے اگر واضح ہو جائے کہ یہ لفظ اس فرد کو شامل ہے تو داخل کر لیا جائے ورنہ خارج کر دیا جائے۔

مشکل: جس میں متعدد معانی کے احتمال کی وجہ سے خفاء ہو اور خفاء دور کرنے کے لیے

کافی غور وفکر کی ضرورت ہو جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ" اس میں لفظ قروء مشکل ہے، تو پہلے اس کے معانی تلاش کیے جائیں گے یعنی حیض اور طہر۔ پھر دلائل کی بنیاد پر معنی مراد کو متعین کیا جائے گا۔

حکم: معانی تلاش کر کے پھر ثانیاً دلائل کی بناء پر مراد کا تعین کیا جائے۔

مجمل: جس میں اتنا خفا ہو کہ متکلم کے بیان کے بغیر غور وفکر سے دور نہ ہو جیسے: "وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ" اب کتنے حصے کا؟ کوئی معلوم نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھائی سر کا مسح کر کے اس کی مقدار کو بیان کر دیا۔

حکم: اس کی مراد کے برحق ہونے کا تعین کیا جائے اور متکلم کی وضاحت تک خاموشی اختیار کی جائے۔ وضاحت قول اور فعل دونوں سے ہو سکتی ہے۔

متشابہ: جس کی مراد پر امت کو اطلاع نہ ہو جیسے: حروف مقطعات۔

حکم: اس کی مراد کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرنا چاہیے اور اس سے جو بھی مراد ہو اس کو حق سمجھنا چاہیے۔

سوال نمبر 3: (الف) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اجماع سکوتی کے مقبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ائمہ بالدلیل بیان کریں؟

(ب) اگر دو دلیلوں میں تعارض ہو تو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب (الف) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

اجماع کا لغوی معنیٰ ہے اتفاق کرنا۔ اصطلاحی معنیٰ ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالح مجتہدین کا کسی ایک زمانہ میں کسی ایک امر قولی یا فعلی پر متفق ہونا۔

اجماع سکوتی میں اختلاف:

اجماع سکوتی کا مطلب یہ ہے کہ بعض مجتہدین کا کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کرنا اور بعض کا سکوت اختیار کرنا۔ مدت تامل گزرنے کے بعد اس کا رد نہ کریں۔ اس کے مقبول

ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اجماع سکوتی مقبول ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مقبول نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ سکوت موافقت کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈر اور خوف کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سکوت رضا پر دلالت نہیں کرتا۔ دلیل کے طور پر روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ عول میں مخالفت کی ان کو کہا گیا: آپ نے اپنی حجت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ظاہر کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے فرمایا: عمر ہیبت والا آدمی ہے، میں ان سے ڈر گیا۔ ہم اس دلیل کا اس طرح جواب دیں گے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر سے حق بات سننے کے لیے بہت نرم گوشہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں خیر نہیں حتیٰ کہ تم کہو اور مجھ میں خیر نہیں حتیٰ کہ میں سنوں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں امور دین میں کوتاہی و تقصیر کا گمان کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت کے وقت حق بات سے سکوت اختیار کرنا' ان کے بارے کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق دیکھ کر خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ برائی سے نہ روکنا اور برائی دیکھ کر سکوت اختیار کرنا حالانکہ وہ منع کرنے پر قادر بھی ہو، یہ عادل سے ممکن نہیں۔ یہ کام صرف فاسق آدمی ہی کر سکتا ہے کہ وہ برائی سے نہ روکے اور برائی پر سکوت اختیار کرے۔ لہٰذا یہ اجماع ضروری ہے تاکہ فسق کی طرف منسوب ہونے سے بچا جا سکے۔

(ب) دلیلوں میں تعارض کی وجہ سے ترجیح کی صورتیں:

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دلیلوں کے درمیان تعارض آ جاتا ہے، تعارض اس وجہ سے آتا ہے کہ ہمیں ناسخ اور منسوخ کا علم نہیں ہوتا۔ ورنہ تو فی نفسہ کوئی تعارض نہیں ہوتا کیونکہ ایک ناسخ ہوتی ہے تو دوسری منسوخ۔ تعارض ہو بھی کیسے سکتا ہے اللہ کی کلام میں وہ تو ان چیزوں سے پاک ہے۔ جب ہماری جہالت کی وجہ سے دلیلوں میں تعارض آ جائے تو

پھر کسی ایک کو ترجیح دی جائے گی۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اگر دو آیتوں میں تعارض آئے تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ جب دو آیتیں متعارض ہوں تو ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عمل کے لیے مابعد یعنی سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ کسی تیسری آیت کی طرف جانا تو ممکن ہی نہیں۔ اگر دو سنتوں یعنی حدیثوں کے درمیان تعارض آ جائے تو پھر صحابہ کے اقوال یا قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ سنتوں کے درمیان تعارض آ جانے کی صورت میں صحابہ کے اقوال مقدم ہوں گے قیاس پر یا قیاس مقدم ہوگا؟ بعض کہتے ہیں کہ صحابہ کے اقوال قیاس پر مقدم ہوں گے خواہ وہ قیاس معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ قیاس مقدم ہوگا مطلقاً۔ بعض نے کہا: جو مسائل قیاس سے معلوم نہ ہوں ان میں صحابہ کے اقوال مقدم ہوں گے اور مدرک بالقیاس میں قیاس مقدم ہوگا۔ اگر دو سنتوں میں تعارض آ جائے، پھر صحابہ کے اقوال اور قیاس میں بھی تعارض آ جائے اور اس کے بعد کوئی دلیل موجود نہ ہو تو ہر شئی کو اس کی اصل پر رکھا جائے۔ اگر قیاسوں کے درمیان تعارض آ جائے تو اب قیاس ساقط نہیں ہوگا، کیونکہ اس کے بعد کوئی دلیل ہی نہیں کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ لہٰذا اس صورت میں مجتہد کا دل جس کی شہادت دے اور مطمئن ہو اس پر عمل کیا جائے گا۔

سوال نمبر 4: (الف) فرض، واجب، سنت اور نفل میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ ۱۲

(ب) سنت اور حدیث کی تعریف کر کے فرق بیان کریں؟

(ج) خالی جگہ پر کریں:

۱- نورالانوار کے مصنف کا نام.......... ہے۔

۲- عین واجب مستحق کے سپرد کرنا.......... کہلاتا ہے۔

۳- قضاء کی دو قسمیں ہیں.......... اور..........

۴- اجماع کا حکم یہ ہے کہ..........

۵- نورالانوار.......... کی شرح ہے۔

۶- عندالاحناف لا مستم النساء کا معنی.......... ہے۔

جواب: (الف) فرض: جو کمی اور زیادتی کا احتمال نہ رکھے اور ایسی دلیل سے ثابت ہو جو جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور اس کے انکار کرنے والا کافر ہے۔

واجب: جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو۔ اس کا منکر کافر نہیں ہے۔

سنت: وہ راستہ ہے، جو دین میں چلے۔

نفل: جس کے کرنے پر آدمی کو ثواب ملتا ہے اور اس کے ترک پر عقاب نہیں ہوتا۔

(ب) سنت کی تعریف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور سکوت اور صحابہ کے اقوال اور افعال کو سنت کہتے ہیں۔

حدیث کی تعریف: صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔

دونوں میں فرق: سنت عام ہے جبکہ حدیث خاص ہے۔ لہٰذا ان کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوئی۔ ہر حدیث سنت تو ہوگی لیکن ہر سنت کا حدیث ہونا ضروری نہیں ہے۔

(ج) خالی جگہوں کے جوابات

۱- احمد۔ ۲- ادا۔ ۳- کامل، قاصر۔ ۴- یہ یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ ۵- منار۔ ۶- جماع کرنا

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر سوانح حیات تحریر کریں، نیز ان کی تصنیف شرح جامی کا اصلی نام اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 2: وبـدأ بتعريف الكلمة والكلام لانه يبحث فى هذا الكتاب عن احوالهما فمتى لم يعرفا كيف يبحث عن احوالهما

(۱) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگائیں؟ (۵)

(۲) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(۳) کلمہ وکلام کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: ولله در الـمـصـنـف حيث اشار الى حدودها فى ضمن دليل الحصر ثم نبه عليها بقوله وقد علم بذلك ثم صرح بها فيما بعد بناء على تفاوت مراتب الطبائع

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح زینت قرطاس کریں؟ (۵)

(۲) "حـدودهـا" کی ضمیر کا مرجع کون سے امور ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کی

تعریف مع مثال سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) متعلمین کی مراتب طبائع کے لحاظ سے کتنی قسمیں ہیں؟ اور ماتن نے ہر ایک کی رعایت کیسے کی؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: والاصـل فـى الـفاعل اى ماينبغى ان يكون الفاعل عليه ان لـم يـمـنـع مانع ان يلى الفعل المسند اليه اى يكون بعده من غير ان يتقدم عـليه شىء آخر ممن معمولاته لانه كالجزء من الفعل لشدة احتياج الفعل اليه . فلذلك جاز ضرب غلامه زيد ...... وامتع ضرب غلامه زيدا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۵)

(۲) مذکورہ قاعدہ اور اس پر مرتب کردہ تفریع کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) ماتن نے فاعل کی جو تعریف اور مثال بیان کی ہے وہ تحریر کریں؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: وتـرخـيـم الـمـنادى جائز اى واقع فى سعة الكلام من غير ضرورة شعرية دعت اليه فان ادعت اليه ضرورة فبالطريق الاولى

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۵)

(۲) ترخیم منادیٰ کی تعریف ومثال تحریر کریں نیز بتائیں کہ کیا غیر منادیٰ کی ترخیم بھی جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں؟ ۱۰

(۳) ترخیم منادیٰ کی شرائط قلمبند کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ نحو﴾

سوال نمبر 1: جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر سوانح حیات تحریر کریں، نیز ان کی تصنیف شرح جامی کا اصلی نام اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: حالات زندگی

نام: عبدالرحمٰن، لقب: عماد الدین، کنیت: ابوالبرکات، والد کا نام: احمد، تخلص: جامی۔ پورا نام یوں ہوا: ابوالبرکات عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد جامی ۔

ولادت باسعادت: 22 شعبان المعظم 817ھ کو خراسان کے قصبہ ''جام'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی اصفہان میں رہتے تھے۔ وہ بھی جام منتقل ہو گئے۔ اسی وجہ سے آپ کو جامی کہتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے تعلیم کا آغاز اپنے والد محترم سے کیا۔ صرف ونحو میں عبور حاصل کرنے کے بعد خواجہ علی سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہیں، سے کسب فیض کیا۔ علاوہ ازیں علامہ شہاب الدین محمد حاجری جو کہ علامہ تفتازانی کے شاگرد ہیں، سے علم کی پیاس بجھائی۔ پھر وقت کے ممتاز فضلاء وعلماء سے علم حاصل کیا۔ علامہ جند سے علم بلاغت حاصل کیا۔ آپ نہایت ہی ذہین وفطین تھے۔

وصال: آپ تا حیات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ بالآخر 81 (اکیاسی) سال کی عمر میں 18 محرم 898ھ کو یہ آفتاب علم کی شمعیں روشن کرتا ہوا غروب ہو گیا۔ شہر ہرات میں آپ کی وفات ہوئی۔

شرح جامی کا اصل نام: شرح علامہ جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب شرح جامی کا اصل نام

''فوائد ضیائیہ'' ہے۔

وجہ تسمیہ: یہ کتاب ضیاء الدین کے فائدہ کی طرف منسوب ہے اور ضیاء الدین یوسف کے لیے لکھی گئی ہے۔ گویا اس کی جمع اور تالیف کی نسبت علت غائیہ کی طرح ہے۔

سوال نمبر 2: وَبَدَأَ بِتَعْرِيْفِ الْكَلِمَةِ وَالْكَلَامِ لِأَنَّهُ يُبْحَثُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ عَنْ أَحْوَالِهِمَا فَمَتٰى لَمْ يُعْرَفَا كَيْفَ يُبْحَثُ عَنْ أَحْوَالِهِمَا

(۱) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگائیں؟

(۲) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض واضح ہو جائے؟

(۳) کلمہ وکلام کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے ہیں۔

(ب) مذکورہ عبارت کی تشریح: یہاں سے شارح ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال مقدر یہ ہے کہ ماتن نے اپنی کتاب کی ابتداء کلمہ اور کلام کی بحث سے کیوں کی؟ کوئی اور بحث شروع کر لیتے مثلاً مرفوعات یا منصوبات یا مجرورات میں سے کسی کا ذکر کر لیتے؟ اس کا شارح نے جواب دیا کہ ماتن نے اپنی کتاب کو کلمہ اور کلام سے اس لیے شروع کیا اور مرفوعات وغیرہ سے اس لیے شروع نہیں کیا کیونکہ اس کتاب میں کلمہ اور کلام کے احوال سے بحث ہوگی۔ جب تک کلمہ اور کلام کا پتہ نہیں چلے گا تو ان کے احوال سے کیسے بحث ہو سکتی ہے۔ مرفوعات، منصوبات اور مجرورات وغیرہ تو اس کے احوال ہیں، احوال کا پتہ تب ہی چلے گا جب ذات کا پتہ چلے گا۔ اس لیے کلمہ اور کلام کی بحث سے اپنی کتاب کی ابتداء کی۔

(ج) کلمہ کا لغوی معنیٰ: قصیدہ، مفید جملہ۔

اصطلاحی معنیٰ: وہ لفظ جو مفرد معنیٰ کے لیے موضوع ہو۔

کلام کا لغوی معنیٰ: کلمہ اور کلام دونوں کَلْم سے مشتق ہیں اور کَلْم کا معنیٰ ہے زخمی کرنا، جس طرح زخم نفس میں اثر کرتا ہے اسی طرح اچھا برا کلمہ اور کلام بھی نفس میں اثر

کرتے ہیں۔اس لیے ان کو کلمہ اور کلام کہتے ہیں۔

کلام کا اصطلاحی معنیٰ: کلام وہ لفظ ہے' جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ۔

سوال نمبر3: **وللّٰه در المصنف حيث اشار الى حدودها فى ضمن دليل الحصر ثم نبه عليها بقوله وقد علم بذلك ثم صرح بها فيما بعد بناء على تفاوت مراتب الطبائع**

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح زینت قرطاس کریں؟

(۲) "حدودها" کی ضمیر کا مرجع کون سے امور ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کی تعریف بمع مثال سپرد قلم کریں؟

(۳) متعلمین کی مراتب طبائع کے لحاظ سے کتنی قسمیں ہیں؟ اور ماتن نے ہر ایک کی رعایت کیسے کی؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور اللہ کے لیے ہے مصنف کا خیر کثیر کہ اشارہ کیا انہوں نے اقسام ثلاثہ کی تعریفوں کی طرف دلیل حصر کے ضمن میں۔ پھر اس پر اپنے قول: وقد علم سے تنبیہ فرمائی۔ پھر بعد میں ان کی تصریح فرما دی طبائع کے مرتبوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے۔

تشریح: یہ عبارت بھی ایک سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ ماتن اختصار کے درپے ہیں۔ ماتن نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اختصار کے منافی ہے' کیونکہ ماتن نے پہلے دلیل حصر میں اسم، فعل اور حرف کی تعریفیں کیں' اس کے بعد قد علم سے دوبارہ ان کی طرف اشارہ کر دیا اور بعد میں ہر ایک کی الگ الگ تعریفیں بھی کر دیں۔ تو یہ چیز اختصار کے منافی ہے۔ پھر یہ کہنا کہ کافیہ اختصار میں اپنی مثل آپ ہے کس طرح درست ہے؟

اس کا شارح نے جواب دیا کہ ماتن نے ایسا اس لیے کیا تا کہ میری کتاب سے ہر قسم کے لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ لوگ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ (اس کی تفصیل جز ج میں آ رہی ہے)

(ب) حدودها کی ضمیر کا مرجع: حدودها میں ها ضمیر کا مرجع کلمہ کی اقسام ثلاثہ

یعنی اسم، فعل اور حرف ہیں۔ اب ہر ایک کی تعریف ملاحظہ کریں:

اسم: وہ کلمہ ہے' جو مستقل کلمہ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: رَجُلٌ۔

فعل: وہ کلمہ ہے' جو فی نفسہ کلمہ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے: ضَرَبَ۔

حرف: وہ کلمہ ہے' جو بذات خود معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ غیر کا محتاج ہو جیسے: مِنْ، اِلٰی۔

(ج) مراتب طبائع کے لحاظ سے متعلمین کی اقسام:

مراتب طبائع کے لحاظ سے متعلمین کی تین قسمیں ہیں:

۱-ذکی: یعنی وہ لوگ ہیں جو صرف اشارے سے بات سمجھ جاتے ہیں اور وہ تنبیہ و تصریح کے محتاج نہیں ہوتے۔

۲-متوسط: وہ لوگ ہیں جو اشارے کے ساتھ ساتھ تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور صراحت کے محتاج نہیں ہوتے۔

۳-غبی: وہ لوگ ہیں جو انتہائی کند ذہن ہوتے ہیں یعنی اشارے اور تنبیہ سے بات نہیں سمجھ سکتے بلکہ صراحت کے محتاج ہوتے ہیں۔

رعایت کیسے؟ جب ماتن نے اقسام ثلاثہ کے درمیان وجہ حصر بیان کی تو اس سے ذکی لوگ تعریفیں سمجھ جائیں گے' جب قد علم سے تنبیہ کی تو اس سے متوسط قسم کے لوگ سمجھ جائیں گے اور بعد میں ہر ایک کی الگ الگ تعریفیں کیں تو اس سے غبی لوگ ان کی تعریفیں سمجھ جائیں گے۔

سوال نمبر4: **والاصل فى الفاعل اى ماينبغى ان يكون الفاعل عليه ان لم يمنع مانع ان يلى الفعل المسند اليه اى يكون بعده من غير ان يتقدم عليه شىء آخر ممن معمولاته لانه كالجزء من الفعل لشدة احتياج الفعل**

الیہ ۔ فلذلك جاز ضرب غلامَهٗ زیدٌ ...... وامتنع ضرب غلامَهٗ زیدًا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) مذکورہ قاعدہ اور اس پر مرتب کردہ تفریع کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(۳) ماتن نے فاعل کی جو تعریف اور مثال بیان کی ہے وہ تحریر کریں؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: فاعل میں اصل یعنی اس پر مناسب یہ ہے کہ اگر کوئی مانع موجود نہ ہو تو وہ اس فعل کے ساتھ ملا ہوا ہو جس کی طرف وہ مسند ہے۔ یعنی اس فعل کے بعد اس طرح ہو کہ فعل کے معمولات میں سے کوئی دوسری شئی فاعل پر مقدم نہ ہو، کیونکہ فاعل فعل کی جزء کی طرح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فعل فاعل کا شدید محتاج ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ضَرَبَ غُلَامَهٗ زَیْدٌ جائز ہے اور ضَرَبَ غُلَامَهٗ زَیْدًا منع ہے۔

(ب) مذکورہ قاعدہ کی وضاحت

یہاں سے ماتن نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ فاعل میں اصل یہ ہے کہ وہ اس فعل کے ساتھ متصل ہو جس کی طرف وہ مسند ہے یعنی فاعل اور فعل کے درمیان فعل کا کوئی دوسرا معمول نہ آئے، کیونکہ فاعل فعل کی جزء کی طرح ہے اور جز میں اتصال ہوتا ہے۔ فاعل فعل کی جزء کی طرح اس لیے ہے، کہ فاعل کے بغیر فعل کچھ بھی نہیں۔ جب فاعل میں اصل یہ ہوا کہ وہ فعل کے ساتھ متصل ہو تو پھر یہ مثال "ضَرَبَ غُلَامَهٗ زَیْدٌ" جائز ہو جائے گی کیونکہ اس مثال میں غُلَامَهٗ کی ضمیر زَیْدٌ کی طرف راجع ہے اور زَیْدٌ فاعل ہے اور فاعل کا رتبۃً فعل کے فوراً بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا صرف لفظوں میں اضمار قبل الذکر لازم آ رہا ہے رتبۃً نہیں اور یہ جائز ہے۔ بخلاف ضَرَبَ غُلَامُهٗ زَیْدًا کے۔ اس ترکیب میں زید مفعول ہے، جو کہ لفظوں میں بعد میں ہے اور اس کا رتبۃً بھی بعد میں ہے اور غلامہ کی ضمیر زید کی طرف لوٹنے کی وجہ سے لفظاً اور رتبۃً دونوں طرح اضمار قبل الذکر لازم آ رہا ہے، جو کہ جائز نہیں۔ لہٰذا دوسری مثال منع ہوئی۔

(ج) فاعل کی تعریف ومثال:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:

ضَرَبَ غُلَامَهٗ زَیْدٌ: ضرب فعل غلامہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مفعول زَیْدٌ فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر5: وترخيم المنادى جائز اى واقع فى سعة الكلام من غير ضرورة شعرية دعت اليه فان ادعت اليه ضرورة فبالطريق الاولى

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(۲) ترخیم منادیٰ کی تعریف ومثال تحریر کریں نیز بتائیں کہ کیا غیر منادیٰ کی ترخیم بھی جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں؟

(۳) ترخیم منادیٰ کی شرائط قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور منادیٰ میں ترخیم جائز ہے۔ یعنی کلام وسیع میں واقع ہو اور بغیر ضرورت شعریہ کے جو اس کی طرف داعیہ ہو۔ اور ترخیم کی طرف ضرورت داعی ہو تو بطریق اولیٰ جائز ہے۔

تشریح: یہاں سے ماتن ترخیم منادیٰ کا حکم بیان کر رہے ہیں کہ منادیٰ میں ترخیم بغیر ضرورت بھی جائز ہے بلکہ کلام عرب میں کثیر واقع ہے لیکن اگر ضرورت ہو تو پھر منادیٰ کو مرخم کرنا تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

(ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف: تخفیف کے لیے منادیٰ کے آخر سے کسی حرف کو حذف کرنا ترخیم منادیٰ کہلاتا ہے جیسے: یا حار، یا منص۔ اصل میں یَا حَارِثُ اور یَا مَنْصُوْرُ تھے۔

غیر منادیٰ کی ترخیم کا حکم: غیر منادیٰ میں اگر ضرورت ہو تو ترخیم جائز ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔

(ج) ترخیم منادیٰ کی شرائط: ترخیم منادیٰ کی شرائط درج ذیل ہیں:

☆ منادیٰ مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔

☆ منادیٰ مستغاث نہ ہو۔

☆ منادیٰ جملہ نہ ہو۔

☆ دو امروں میں سے ایک کا پایا جانا:

علم ہو اور تین حروف سے زائد ہو

یا اس کے آخر میں تاء تانیث لاحق ہو۔

گویا ترخیم منادیٰ کی کل چار شرطیں ہوئیں،

تین وجودی اور ایک عدمی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... بلاغت﴾

سوال نمبر 1: (ا) مفتاح العلوم اور تلخیص المفتاح میں سے ہر ایک کے مصنف کا نام اور تلخیص المفتاح کا مختصر تعارف تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) فصیح و بلیغ کے درمیان کیا نسبت ہے؟ اپنا مؤقف مدلل طور پر بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: وارتفاع شان الكلام فى الحسن والقبول بمطابقته للاعتبار المناسب وانحطاطه بعدمها

(ا) عبارت کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں نیز اعتبار کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(۲) فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر کی تعریف کریں نیز تلخیص المفتاح کی روشنی میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریفات سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (ا) حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلیہ میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں اور مثال دیں؟ (۱۰)

(۲) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 4: العلم ان كان اذعانا للنسبة فتصديق والافتصور

(۱) مصنف نے علم کی تقسیم سے پہلے علم کی تعریف کیوں ذکر نہیں کی؟ شرح تہذیب کی روشنی میں جواب دیں، نیز علم کی تعریف لکھیں؟ (۱۰)

(۲) اذعان اور نسبت سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مصنف نے حکماء اور امام رازی میں سے کس کا مذہب اختیار کیا ہے؟ مدلل جواب دیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: (۱) کلی فصل کو مقوم کس لحاظ سے کہتے ہیں اور مقسم کس لحاظ سے؟ نیز بتائیں کہ فصل مقوم اور فصل مقسم کے درمیان کیا نسبت ہے؟ ۱۰

(۲) دو کلیوں کی باہمی نسبت کے حوالے سے چاروں اقسام اور ان کی امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ (۲۵)

(۱) المفهوم . (۲) معدولة . (۳) دائمة مطلقة . (۴) منفصلة حقيقية . (۵) عكس مستوى . (۶) شرطية متصلة . (۷) شرطية منفصلة .

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

﴿حصہ اول: بلاغت﴾

سوال نمبر 1: (۱) مفتاح العلوم اور تلخیص المفتاح میں سے ہر ایک کے مصنف کا نام اور تلخیص المفتاح کا مختصر تعارف تحریر کریں؟

(۲) فصیح و بلیغ کے درمیان کیا نسبت ہے؟ اپنا موقف مدلل طور پر بیان کریں؟

جواب: (الف) مصنفین کے نام: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) فصیح و بلیغ کے درمیان نسبت:

فصاحت اور بلاغت کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ان دونوں کی تعریفوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر بلیغ فصیح ضرور ہوتا ہے کیونکہ بلاغت کی تعریف میں فصاحت کا لحاظ ہوتا ہے لیکن اس کا عکس ضروری نہیں کہ ہر فصیح بلیغ بھی ہو اس لئے یہ ممکن ہے کہ ایک کلام فصیح تو ہو لیکن وہ مقتضی الحال کے مطابق نہ ہو۔ اب اس میں فصاحت تو ہے مگر بلاغت کا اس پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 2: وارتفاع شان الكلام في الحسن والقبول بمطابقته للاعتبار المناسب وانحطاطه بعدمها

(۱) عبارت کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں نیز اعتبار کی وضاحت کریں؟

(۲) فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر کی تعریف کریں نیز تلخیص المفتاح کی روشنی میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریفات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حسن وقبول میں کلام کی شان کا بلند ہونا اعتبار مناسب کی مطابقت سے ہوتا ہے اور اس شان کا گرجانا اعتبار مناسب کی عدم مطابقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تشریح: یہاں ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ بلاغت کے مراتب بیان کررہے ہیں۔ پھر بعض کے بعض پر اعلیٰ ہونے اور بعض کے بعض پر اسفل ہونے کو بھی بیان کررہے ہیں۔

کلام حسن وقبول میں اس وقت بلند ہوگا جب کلام اعتبار مناسب کے مطابق ہوگا یعنی وہ کلام ایسے امر پر مشتمل ہو جو مخاطب کے حال کے مطابق ہو۔ ایسا کلام بلغاء کے ہاں حسن و قبول میں عالی شان ہوتا ہے۔ اگر کلام اعتبار مناسب کے مطابق نہ ہو تو ایسے کلام کی شان حسن وقبول میں کم ہوجاتی ہے مثلاً مخاطب کا انکار کرنا ایک حال ہے۔ لہٰذا کلام کو مؤکد کرکے لانا اس کے مناسب ہے کہ جتنا مخاطب کا انکار زیادہ ہوا اتنا ہی زیادہ تاکید کے ساتھ کلام لایا جائے گا، تو اتنی کلام کی شان اعلیٰ وارفع ہوگی۔ اگر مخاطب منکر کے لیے کلام بغیر تاکید کے لایا جائے تو وہ کلام اعلیٰ نہ ہوگا بلکہ اس کا درجہ کم ہوگا۔

اعتبار مناسب: وہ امر ہے جس کا متکلم مقام کے مطابق ومناسب اعتبار کرے یعنی وہ کلام ایسے امر پر مشتمل ہو جو مخاطب کے حال کے مطابق ہو۔

(ب) فائدہ خبر ولازم فائدہ خبر کی تعریفیں:

مخبر کا اگر اپنی خبر سے مقصود مخاطب کو فائدہ دینا ہو تو اسے فائدہ خبر کہتے ہیں۔ اگر مخبر کا اپنی خبر سے مقصود مخاطب کو اس بات کی خبر دینا ہے کہ مخبر یا متکلم بھی خبر کو جانتا ہے تو لازم فائدہ خبر ہے۔

صدق خبر وکذب خبر کی تعریفات:

صدق خبر وکذب خبر میں علماء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

جمہور کا موقف: خبر اگر واقع (خارج) کے مطابق ہو تو وہ صدق خبر اور اگر خبر واقع کے مطابق نہ ہو تو وہ کذب خبر ہے۔

نظام معتزلی کا موقف: خبر اگر مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہو تو وہ صدق خبر ہے اگرچہ وہ اعتقاد واقع کے مطابق نہ ہو۔ خبر اگر اعتقاد کے مطابق نہ ہو تو وہ کذب خبر ہے اگرچہ وہ خبر واقع کے مطابق ہی ہو۔

گویا نظام کے نزدیک صدق خبر وکذب خبر کا معیار مخبر کے اعتقاد کی مطابقت اور عدم مطابقت پر ہے۔

جاحظ کا موقف: خبر اگر واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو تو صدق خبر اور اگر واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہو تو کذب خبر۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ خبر نہ سچی ہوگی اور نہ جھوٹی۔ گویا اس کے نزدیک خبر کی ایک تیسری قسم بھی ہے، جو نہ سچی ہے اور نہ جھوٹی۔

سوال نمبر 3: (۱) حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلیہ میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں اور مثال دیں؟

(۲) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) حقیقت عقلیہ: فعل یا شبہ فعل کا اسناد اس چیز کی طرف کرنا جس کے لیے وہ متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں ہیں جیسے: مومن کا قول انبت اللہ البقل۔

مجاز عقلی: فعل یا شبہ فعل کا اسناد فعل یا شبہ فعل کے ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ماحولہ کا غیر ہو۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہاں کوئی قرینہ بھی پایا جائے جیسے: عيشة راضية، يذبح ابناء هم۔

(ب) ایجاز کی تعریف: قلیل اللفظ اور کثیر المعنی عبارت کو ایجاز کہتے ہیں جیسے: قفا نبك من ذكرىٰ حبيب ومنزل۔ اصل میں حبيبنا و منزله تھا۔

اطناب کی تعریف: کسی فائدے کی وجہ سے اصل مراد پر کسی کلمے کی زیادتی کو اطناب کہتے ہیں جیسے: اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا۔

مساوات: مرادی معنی کو برابر الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا جیسے: وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر4: العلم ان کان اذعانا للنسبة فتصديق والافتصور

(۱) مصنف نے علم کی تقسیم سے پہلے علم کی تعریف کیوں ذکر نہیں کی؟ شرح تہذیب کی روشنی میں جواب دیں، نیز علم کی تعریف لکھیں؟

(۲) اذعان اور نسبت سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مصنف نے حکماء اور امام رازی میں سے کس کا مذہب اختیار کیا ہے؟ مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) تقسیم علم سے پہلے تعریف علم نہ کرنے کی وجہ: ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ علم کی تعریف کے درپے یا تو تصور بوجہ ما پر اکتفاء کرتے ہوئے نہ ہوئے کیونکہ مقام تقسیم میں شئی کا تصور بوجہ ما ہی کافی ہوتا ہے یا اس لیے کہ علم کی تعریف مشہور ہے تو شہرت کی بناء پر ترک کر دی یا پھر اس لیے کہ علم بدیہی شئی ہے اور بدیہی تعریف کا محتاج نہیں ہوتا۔

نوٹ: علم کی تعریف یوں کی جاتی ہے: کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔

(ب) اذعان اور نسبت سے مراد:

اذعان سے مراد اعتقاد اور یقین ہے اور اعتقاد کا مطلب ہے دل سے یقین کر لینا کہ مجہول موضوع کے لیے واقع میں ثابت ہے۔

نسبت سے مراد نسبت خبریہ ہے خواہ ثبوتی ہو جیسے: اس بات کا یقین کہ زید کھڑا ہے یا سلبی ہو جیسے: اس بات کا یقین کہ زید کھڑا نہیں ہے۔

مصنف کا مختار مذہب: مصنف نے حکماء کے مذہب کو اختیار کیا ہے، کیونکہ ماتن نے صرف نفس اذعان اور حکم کو تصدیق قرار دیا ہے۔ ان کے مجموعے اور طرفین کے تصور کو تصدیق قرار نہیں دیا جس طرح کہ امام رازی کا مذہب ہے۔

سوال نمبر5: (۱) کلی فصل کو مقوم کس لحاظ سے کہتے ہیں اور مقسم کس لحاظ سے؟ نیز بتائیں کہ فصل مقوم اور فصل مقسم کے درمیان کیا نسبت ہے؟

(۲) دو کلیوں کی باہمی نسبت کے حوالے سے چاروں اقسام اور ان کی امثلہ سپرد قلم

کریں؟

جواب: (الف) فصل کو مقوم اور مقسم کہنے کی وجہ:

فصل کی نسبت جب اس چیز یعنی ماہیت کی طرف ہو گی جو اس کو خاص کر دے اور ماعداء سے ممتاز کر دے تو اس فصل کو فصل مقوم کہتے ہیں، کیونکہ ماہیت کی جز اور اس کے قوام اور حقیقت میں داخل ہوتی ہے، اس کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے جیسے: ناطق انسان کے لیے فصل مقوم ہے۔ اگر فصل کی نسبت اس جنس کی طرف کریں تو اس کو فصل مقسم کہتے ہیں، کیونکہ وہ فصل جب اس جنس کے ساتھ ملتی ہے تو وہ اس جنس کی وجودی اور عدمی دو قسمیں بنا دیتی ہے جیسے: ناطق کی نسبت حیوان کی طرف کریں تو حیوان کی دو قسمیں ہو جائیں گی: حیوان ناطق (وجودی قسم) اور حیوان غیر ناطق (عدمی قسم)

(ب) اقسام نسبت کی تعریفات

دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی چار اقسام ہیں:

۱-تساوی: نسبت تساوی یہ ہے کہ دو کلیوں میں ہر ایک دوسرے کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے: انسان اور ناطق کے درمیان نسبت تساوی ہے۔

۲-نسبت تبائن: یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے: انسان اور فرس کے درمیان تبائن کی نسبت ہے۔

۳-عموم وخصوص مطلق: یہ ہے کہ دو کلیوں میں ایک تو دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے لیکن دوسری پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض پر صادق آئے اور بعض پر نہ آئے جیسے: انسان اور حیوان کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

۴-عموم وخصوص من وجہ: عموم وخصوص من وجہ کی نسبت یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے: حیوان اور ابیض کے درمیان۔

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(۱) المفهوم ۔ (۲) معدولة ۔ (۳) دائمة مطلقة ۔ (۴) منفصلة حقيقية ۔

(۵)عکس مستوی ۔ (۶)شرطیۃ متصلۃ ۔ (۷)شرطیۃ منفصلۃ ۔

جواب: ا – المفهوم: جو کچھ ذہن میں حاصل ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں جیسے: ذات زید کا علم ذہن میں آئے۔

۲– معدولہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حرف سلب قضیہ حملیہ کی کسی جزء کی جزء بنے جیسے: اَللَّاحِیَ جَمَادٌ۔

۳– دائمہ مطلقہ: وہ قضیہ موجبہ ہے، جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے ہمیشہ ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے: بِالدَّوَامِ كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ/ بِالدَّوَامِ لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔

۴– منفصلہ حقیقیہ: وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم صدق وکذب دونوں میں ہو جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ۔

۵– عکس مستوی: قضیہ کی جزء اوّل کو جزء ثانی کی جگہ اور جزء ثانی کو جزء اوّل کی جگہ رکھ دینا اس طور پر کہ صدق اور کیف باقی رہے جیسے: لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کا عکس مستوی لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ آتا ہے۔

۶– شرطیہ متصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم کیا جائے ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر یا ایک نسبت کی نفی کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر جیسے: كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً كَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا ۔ یا لَيْسَ الْبَتَّةَ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً كَانَ اللَّيْلُ مَوْجُوْدًا۔

۷– شرطیہ منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں مقدم وتالی کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ یا لَيْسَ الْبَتَّةَ هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ مُنْقَسِمٌ بِمُتَسَاوِيَيْنِ۔

☆☆☆☆☆

درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2017ء

☆ پہلا پرچہ: ترجمہ وتفسیر	۹۰	☆ دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی	۹۵
☆ تیسرا پرچہ: فقہ	۱۰۱	☆ چوتھا پرچہ: اصول فقہ	۱۰۷
☆ پانچواں پرچہ: نحو	۱۱۲	☆ چھٹا پرچہ: بلاغت ومنطق	۱۱۸

درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

☆ پہلا پرچہ: ترجمہ وتفسیر	۱۲۷	☆ دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی	۱۳۳
☆ تیسرا پرچہ: فقہ	۱۳۹	☆ چوتھا پرچہ: اصول فقہ	۱۴۵
☆ پانچواں پرچہ: نحو	۱۵۰	☆ چھٹا پرچہ: بلاغت ومنطق	۱۵۶

درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2019ء

☆ پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر	۱۶۶	☆ دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی	۱۷۲
☆ تیسرا پرچہ: فقہ	۱۷۹	☆ چوتھا پرچہ: اصول فقہ	۱۸۵
☆ پانچواں پرچہ: نحو	۱۹۱	☆ چھٹا پرچہ: بلاغت ومنطق	۲۰۰

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۸ھ/2017ء

پہلا پرچہ: تفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واوحینا الی موسٰی بعد سنین اقامها بینهم یدعوهم بآیات الله الی الحق فلم یزیدوا الا عتوا ان أسر بعبادی

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ بعد سنین سے کتنے سال مراد ہیں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(۲) "ان أسر" کے اعراب میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ تفسیر جلالین کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) فرعون کے زیر قبضہ شہروں اور بستیوں کی تعداد سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: فجاءته احداهما تمشی علی استحیاء ای واضعة کم درعها علی وجهها حیاء منه قالت ان ابی یدعوك لیجزیك اجر ما سقیت لنا فاجابها منکرا فی نفسه اخذ الاجرة و کانها قصدت المکافاة ان کان ممن یریدها

(۱) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں نیز حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام، وجہ تسمیہ اور مصر سے اس کی مسافت قلمبند کریں؟ (۱۵=۳+۳+۳+۶)

(۲) "فاجابها" سے مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں آپ اس سوال اور جواب کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: یایها الذین آمنوا لاتکونوا مع نبیکم کالذین آذوا موسٰی بقولهم مثلا ما یمنعه ان یغتسل معنا الا انه آدر فبرأه الله مما قالوا

(۱) کلام باری اور کلام مفسر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور لفظ "آدر" کا معنی سپرد قلم کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول اور جلالین کی روشنی میں "فبرأه الله مما قالوا" کی تفسیر سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 4: قال یا بنی انی اری ای رأیت فی المنام انی اذبحک و رؤیا الانبیاء حق و افعالهم بامر الله تعالیٰ فانظر ماذا تری من الرای شاوره لیانس بالذبح وینقاد للامر به قال یا ابت التاء عوض عن یاء الاضافة افعل ماتؤمر به ستجدنی ان شاء الله من الصابرین علیٰ ذلك

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب کب دیکھا؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(۲) ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام؟ اختلاف ذکر کرنے کے بعد مصنف کا راجح مذہب لکھیں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2017

پہلا پرچہ: تفسیر

سوال نمبر 1: واوحینا الیٰ موسیٰ بعد سنین اقامها بینهم یدعوهم بآیات الله الی الحق فلم یزیدوا الاعتوا ان أسر بعبادی

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ بعد سنین سے کتنے سال مراد ہیں؟

(ب) "أن أسر" کے اعراب میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ تفسیر جلالین کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ج) فرعون کے زیر قبضہ شہروں اور بستیوں کی تعداد سپرد قلم کریں؟

جواب: ترجمہ (الف): اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی (کئی سال ان میں مقیم رہنے کے بعد کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعے حق کی جانب دعوت دیتے رہے لیکن اس سے ان کی سرکشی ہی میں مزید اضافہ ہوا) کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل۔ سنین سے تین سال مراد ہیں۔

(ب) ان اسر کا اعراب: ان اسر کے اعراب میں دو احتمال ہیں: ایک تو یہی جو متن میں موجود ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اَنْ اَسْرِ میں نون کے کسرہ کے ساتھ اور ہمزہ وصلی کے ساتھ یعنی (اَنِ اسْرِ) تو یہ سَرٰی یَسْرِیْ سے مشتق ہے۔

(ج) شہروں کی تعداد: فرعون کے زیر قبضہ شہروں کی تعداد ایک ہزار تھی اور بستیوں کی تعداد بارہ (12) ہزار تھی۔

سوال نمبر2: فجاء تہ احداھما تمشی علی استحیاء ای واضعۃ کم درعھا علی وجھھا حیاء منہ قالت ان ابی یدعوك لیجزیك اجر ما سقیت لنا فاجابھا منکرا فی نفسہ اخذ الاجرۃ و کانھا قصدت المکافاۃ ان کان ممن یریدھا

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں' نیز حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام، وجہ تسمیہ اور مصر سے اس کی مسافت قلمبند کریں؟

(ب) "فاجابھا" سے مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں آپ اس سوال اور جواب کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حیاء کرتے ہوئے اس نے اپنی چادر کا پلو اپنے چہرے پر ڈال رکھا تھا) اس نے کہا: میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ (تو آپ علیہ السلام نے اس کی بات کو برا مان لیا دل میں اجرت لینے سے انکار کرنے والے ہو کر، گویا اس عورت نے بدلہ چکانے کا قصد کیا تھا کہ اگر عمل کا بدلہ قبول کرنے والوں سے ہوں گے تو اسے حاصل کرلیں گے)

(ب) حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام، وجہ تسمیہ اور مصر سے اس کی مسافت: حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام مدین تھا' اس بستی کا نام مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت مدین رضی اللہ عنہ کے نام کی وجہ سے رکھا گیا۔

یہ بستی شہر مصر سے آٹھ دن کی مسافت تھی یعنی آٹھ دن کے فاصلہ پر یہ بستی شہر مصر سے دوری پر تھی۔

سوال و جواب: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں لڑکیوں کی بکریوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے پانی پلایا تھا تو کیسے آپ کی شان کے لائق ہے کہ اس کے بدلے اجرت لیں اور اس سلسلہ پر دعوت قبول کریں؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنے والی خاتون کو اجرت کے حصول کی غرض سے جواب نہ دیا تھا بلکہ خاتون کے والد کی تحریک کے لیے کلام فرمایا اور اس خاتون کے والد کی زیارت کے لیے کلام فرمایا۔

سوال نمبر3: یاایھا الذین اٰمنوا لاتکونوا مع نبیکم کالذین اٰذوا موسٰی بقولھم مثلا ما یمنعہ ان یغتسل معنا الا انہ اٰدر فبراہ اللہ مما قالوا

(الف) کلام باری اور کلام مفسر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور لفظ "اٰدر" کا معنی سپرد قلم کریں؟

(ب) آیت مبارکہ کا شان نزول اور جلالین کی روشنی میں "فبراہ اللہ مما قالوا" کی تفسیر سپرد قلم

کریں؟

جواب: (الف) اعراب: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا مَعَ نَبِیِّكُمْ كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى بِقَوْلِهِمْ مَثَلًا مَا یَمْنَعُهٗ اَنْ یَّغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدِرٌ فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا

ترجمہ: اے ایمان والو! (اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملے میں) ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا (جیسے ان کا یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس چیز نے ہمارے ساتھ غسل کرنے سے روک رکھا ہے مگر بے شک وہ ادر ہے) تو اللہ نے اسے بری فرما دیا اس بات سے جو انہوں نے کہی تھی۔

لفظ ادر کا معنیٰ: خصیتین میں ہوا کا بھرا ہوا ہونا، عیب مراد ہے۔

(ب) اس آیت کا شان نزول: اس ایک کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو ایک آدمی نے کہا: یہ تقسیم ایسی نہیں جس سے اللہ عزوجل کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہو تو راوی حضرت عبداللہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کو اس بات سے مطلع کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر اتنے غضبناک ہوئے کہ میں نے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھ لیے۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے کہیں زیادہ ستایا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا کی تفسیر: اس کی تفسیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل برہنہ ہو کر ایک دوسرے کے سامنے نہاتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا نہاتے تھے۔ بعض لوگ کہتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ نہیں نہاتے، ہو سکتا ہے کہ انہیں کوئی مرض ہو۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نہانے کے لیے تنہائی اختیار فرماتے ہیں اور اپنے کپڑے کسی پتھر پر رکھتے ہیں' اور پتھر کپڑے لے کر دوڑتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے میرے کپڑے' میرے کپڑے کہتے ہوئے دوڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے پاس سے گزرتے ہیں' بنی اسرائیل کی نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک پر پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان کے جسم پر تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ پس پتھر رکتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کپڑے زیب تن فرماتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا۔

سوال نمبر 4: قال یا بنی انی اری ای رایت فی المنام انی اذبحك و رؤیا الانبیاء حق و افعالهم بامر اللہ تعالیٰ فانظر ماذا تری من الرای شاوره لیانس بالذبح وینقاد للامر به قال یا ابت التاء عوض عن الیاء الاضافة افعل ماتؤمر به ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین علی ذلك

(الف) کلام باری و کلام مفسر کا ترجمہ کریں' نیز بتائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب کب دیکھا؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام؟ اختلاف ذکر کرنے کے

بعد مصنف کا راجح مذہب لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا: (اری فعل کے معنی دایست ہے) میں تجھے ذبح کرتا ہوں (انبیاء کرام کے خواب حق ہوتے ہیں اور ان کے افعال اللہ عزوجل کے امر سے ہوتے ہیں) اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ (تری مصدر الرأی سے ہے، آپ علیہ السلام نے ان سے مشورہ اس لیے مانگا تاکہ وہ بھی ذبح ہونے کے معاملے سے مانوس ہو جائیں اور اس ذبح کے حکم کی بجا آوری کے لیے تیار ہو جائیں) کہا: اے میرے باپ (یابت میں یاء ضمیر متکلم مضاف الیہ کے عوض تاء ذکر کی گئی ہے) جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے اس عمل پر یعنی فعل پسر۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا خواب دیکھا؟: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے ارض مقدس میں پہنچے تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے مولا! مجھے اولاد سے نواز تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک حلم والے بیٹے کی خبر دی، جب وہ بیٹا کام کرنے کے قابل ہو گیا یعنی ایک قول کے مطابق اس کی عمر سات سال اور دوسرے قول کے مطابق تیرہ 13 سال ہو گئی تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا اور اپنے بیٹے سے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔

(ب) ذبیح اللہ میں اختلاف: حضرت ابن عمران سے روایت ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور یہی ابن عباس سے روایت مستدرک میں ہے۔ حسن سے روایت ہے کہ کوئی شک نہیں کہ جس کے ذبح ہونے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی مختار ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباس بن عبدالمطلب، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کا نظریہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ النحاس اور طبری کا بھی یہی مختار ہے۔

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث و عربی ادب﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

قسم اول سے کوئی دو جبکہ قسم ثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

﴿القسم الاول...... حديث شريف﴾

سؤال نمبر 1: عن ابراهيم قال قال عبدالله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مابين السرة وَالركبة عورة

ترجمہ کرنے کے بعد ناف کے شرمگاہ میں شامل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰+۲۰=۳۰)

سوال نمبر 2: عن انس قال كان النبى صلى الله عليه وسلم وابوبكر و عمر لا يجهرون بسم الله الرحمن الرحيم

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۵+۵+۲۰=۳۰)

سوال نمبر 3: عن ابى هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة كما يعلمنا السورة من القرآن

ترجمہ کریں، خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی وجہ لکھیں، نیز دعائے استخارہ تحریر کریں؟ (۶+۱۲+۱۲=۳۰)

﴿القسم الثانی...... عربی ادب﴾

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں (۴×۵) اور خط کشیدہ صیغے بتائیں؟ (۲×۵)

وما ذرفت عيناك الالتضربى	بسهميك فى اعشار قلب مقتل
تصد وتبدى عن اسيل وتتقى	بناظرة من وحش وجرة مطفل

یزل الغلام الخف عن صهواته ویلوی بأثواب العنیف المثقل
امرت یداها فتل شزر واجنحت لها عضداها فی سقیف مسند
احلت علیها بالقطیع فاجذمت وقد خب آل الامعز المتوقر
یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب أو یعجل فینقم
ومن یجعل المعروف فی غیر اهله یکن حمده ذما علیه ویندم

سوال نمبر 5: درج ذیل اشعار پر صرف اعراب لگائیں؟

وقوفا بها صحبی علی مطیهم یقولون لاتهلك اسی وتجمل
وان شفائی عبرة مهراقة فهل عند رسم دارس من معول

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2017

دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی

﴿القسم الاوّل: حدیث شریف﴾

سوال نمبر 1: عن ابراهیم قال قال عبدالله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مابین السرة والرکبة عورة

ترجمہ کرنے کے بعد ناف کے شرمگاہ میں شامل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: ترجمہ: حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے وہ شرمگاہ ہے۔

ناف کے شرمگاہ میں داخل ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف: احناف کے نزدیک ناف شرمگاہ میں داخل نہیں ہے۔

دلیل: حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فان ماتحت سرته الی الرکبة عورة

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناف شرمگاہ میں داخل نہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جو حدیث مذکورہ سوال میں ہے اس سے نہ تو ناف کا شرمگاہ میں داخل ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی گھٹنے کا لیکن گھٹنے کے

بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ شرمگاہ ہے۔ حضرت علقمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: الركبة من العورة تو اس سے پتہ چلا کہ ناف شرمگاہ میں داخل نہیں۔ باقی آئمہ کے نزدیک ناف شرمگاہ میں داخل ہے۔

سوال نمبر 2: عن انس قال كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبكر و عمر لا يجهرون بسم الله الرحمن الرحيم

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: عبارت پر اعراب: عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ لَا يَجْهَرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

احناف کا مذہب: آئمہ احناف کے نزدیک بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو سری اور جہری نمازوں میں سرًّا پڑھیں گے۔

دلیل: ایک دلیل حدیث مذکور ہے اور دوسری دلیل یہ ہے جسے طبرانی نے روایت کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وابابكر و عمر و عثمان و علياً۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ حضرت یزید بن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

انه صلى خلف امام فجهر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فلما انصرف قال! يا عبدالله احبس عنا نغمتك هذه فانی صليت خلف رسول الله وخلف ابی بكر و عمر و عثمان فلم اسمعهم يجهرون بها ۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ بسم اللہ کو سرًّا پڑھا جائے گا نہ جہراً۔ علاوہ ازیں کئی احادیث ہیں جن سے ثابت ہے کہ بسم اللہ کو سرًّا پڑھا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بسم اللہ کو نماز میں نہ سرًّا پڑھا جائے گا اور نہ ہی جہراً۔

دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرأۃ کی ابتداء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ کے ساتھ کرتے تھے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ودلیل: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام تسمیہ کو جہری نماز میں جہراً پڑھے گا۔

دلیل: دارقطنی میں حدیث ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جہراً پڑھتے تھے۔ یہی قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

دلیل کا جواب: ابتداء اسلام میں بسم اللہ کو نماز میں جہراً پڑھا جاتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول: ادعوا ربكم تضرعا وخفية کے نزول سے قبل کی بات ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام بسم الله، استعاذه ربنا لك الحمد اور آمین سب کو پست آواز میں پڑھتے تھے۔

سوال نمبر3: عن ابی هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة كما يعلمنا السورة من القرآن

ترجمہ کریں، خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی وجہ لکھیں، نیز دعائے استخارہ تحریر کریں؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ سکھاتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی وجہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم ضروری تھی اور استخارہ سے کام کے اچھے اور برے ہونے کا پتہ چلتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح قرآن کی تعلیم ضروری سمجھتے اسی طرح استخارہ کو سکھانا بھی ضروری سمجھتے تھے تا کہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ اچھے اور برے کام میں تمیز کر سکے۔

دعائے استخارہ: جواب حل شدہ پرچہ سال 2015 میں ملاحظہ کریں۔

﴿القسم الثانی...... عربی ادب﴾

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کسی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے بتائیں۔

۱- وما ذرفت عيناك الالتضربى بسهميك فى اعشار قلب مقتل

۲- تصد وتبدى عن اسيل وتتقى بناظرة من وحش وجرة مطفل.

۳-یزل الغلام الخف عن صهواته ویلوی بأثواب العنیف المثقل

۴-امرت یداها فتل شزر و اجنحت لها عضداها فی سقیف مسند

۵-احلت علیها بالقطیع فاجذمت وقد خب آل الامعز المتوقر

۶-یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب أو یعجل فینقم

۷-ومن یجعل المعروف فی غیر اهله یکن حمده ذما علیه ویندم

جواب: اشعار کا ترجمہ: ۱-اور نہیں بہائے تیری آنکھوں نے آنسو مگر یہ کہ تو نے مارے اپنے دونوں تیر پارہ پارہ دل کے دس ٹکڑوں میں۔

۲-وہ محبوبہ اعراض کرتی ہے اور ظاہر کرتی ہے خوبصورتی رخسار سے اور وہ بچتی ہے وجرہ مقام کی یک سالہ بچے والی وحشی گائے کی نظر سے۔

۳-اور وہ گھوڑا گرا دیتا ہے اناڑی کو اپنی کمر سے اور وہ گرا دیتا ہے بھاری تجربہ کار کو کپڑوں کے ساتھ۔

۴-مضبوط کر دیے گئے اس کے دونوں ہاتھ بٹے ہوئے دھاگے کی طرح اور جوڑ دیے گئے اس کے دونوں بازو مضبوط چھت میں۔

۵-(دھوکہ یا برائی کی سزا) مؤخر کر دی جائے گی اور نامۂ اعمال میں لکھ دی جائے گی پھر قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کر لی جائے گی یا جلدی کی جائے گی پھر سزا دی جائے گی۔

۶-میں کوڑا لے کر اس ناقہ کی طرف گیا تو وہ بہت تیزی سے چلی جبکہ چمکدار سنگستان کا سراب موجزن تھا۔

۷-جو شخص کسی نا اہل (نالائق) کے ساتھ نیکی کرتا ہے، تو وہ اس کے لیے باعث ندامت ہوگی اور وہ نادم ہوگا۔

خط کشیدہ صیغے: مَاذَرَفَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مطلق منفی معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

تَصُدُّ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

یُزِلُّ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل مضاعف ثلاثی از باب افعال۔

اُجْنِحَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مطلق مثبت مجہول ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی

بے ہمزہ وصل صحیح از باب افعال۔

اُحِلَّتْ: فعل ماضی بمعنی مضارع اقبل یعنی یہ اقبل فعل مضارع کے معنی میں ہے۔

یُؤَخَّرُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مثبت مجہول ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل مہموز الفاء از باب تفعیل۔

یندم: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از؟؟

سوال نمبر 5: درج ذیل اشعار پر صرف اعراب لگائیں؟

وَقُوْفًا بِهَا صَحْبِیْ عَلٰی مَطِیِّهِمْ ... یَقُوْلُوْنَ لَا تَهْلِكْ اَسًی وَتَجَمَّلُ

وَاِنَّ شِفَائِیْ عَبْرَةٌ مُهْرَاقَةٌ ... فَهَلْ عِنْدَ رَسْمٍ دَارِسٍ مِنْ مُعَوَّلِ

جواب: اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: والمعانی الناقضة للوضوء كل مايخرج من السبيلين لقوله تعالىٰ: او جاء احد منكم من الغائط الأية وقيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم وما الحدث قال ما يخرج من السبيلين وكلمة ما عامة فتناول المعتاد وغيره

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز تشریح اس طرح کریں کہ احناف کا مسلک مع الدلائل واضح ہو جائے؟ (۸+۱۴=۲۲)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمہ کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۶+۶=۱۲)

سوال نمبر 2: ونوافل النهار انشاء صلى بتسليمة ركعتين وان شاء اربعا وتكره الزيادة على ذلك فاما نافلة الليل قال ابوحنيفة ان صلى ثمان ركعات بتسليمة جاز وتكره الزيادة على ذلك وقالا لا يزيد بالليل على ركعتين بتسليمة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، مذکورہ مسئلہ کی تشریح کریں اور دلیل کراہت سپرد قلم کریں؟ (۷+۷+۷=۲۱)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ، صاحبین اور امام شافعی کے مذاہب کی مختصراً نشاندہی اور دلائل قلمبند کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 3: الشهيد من قتله المشركون او وجد فى المعركة وبه اثر او قتله المسلمون ظلما ولم يجب بقتله دية فيكفن ويصلى عليه ولا يغسل

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، میت کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بارے میں اگر اختلاف ہو تو مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۷+۱۴=۲۱)

(۲) اگر حالت جنابت میں کسی کو شہید کیا گیا تو اسے غسل دیا جائیگا یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل

تحریر کریں؟(۱۲)

سوال نمبر4: فان ادهن بزيت فعليه دم عند ابى حنيفة وقالا عليه الصدقة وقال الشافعي اذا استعمله فى الشعر فعليه دم لازالة الشعث وان استعمله فى غيره فلاشىء عليه لا نعدامه

(۱) مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں، نیز امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے دلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۱=۱۴+۷)

(۲) کتنے وقت تک اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے رکھنے سے محرم پر دم لازم ہو جاتا ہے؟ امام ابوحنیفہ، صاحبین اور امام شافعی علیہم الرحمہ میں سے ہر ایک کا صرف مذہب لکھیں؟ (۱۲)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء 2017ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر1: والمعانى الناقضة للوضوء كل مايخرج من السبيلين لقوله تعالىٰ: او جاء احد منكم من الغائط الأية وقيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم وما الحدث قال ما يخرج من السبيلين وكلمة ما عامة فتناول المعتاد وغيره

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں، نیز تشریح اس طرح کریں کہ احناف کا مسلک مع الدلائل واضح ہو جائے؟

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمہ کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ: اور اسباب نواقض وضوء ہر وہ چیز ہے جو سبیلین سے نکلتی ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: او جاء احد منكم من الغائط کی وجہ سے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا حدث کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: جو چیز سبیلین سے نکلے۔ کلمہ "ما" عام ہے، لہٰذا معتاد اور غیر معتاد دونوں کو شامل ہوگا۔

(۲) احناف کا مسلک مع الدلائل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے کوئی قضاء حاجت کے لیے ہو کر آئے اور پانی نہ ہو تو تیمم کرے۔ پس ثابت ہوا کہ خروج من السبيلين سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے کہ اگر وضو نہ ٹوٹتا تو پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم کیوں دیا جاتا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حدث کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما يخرج من السبيلين جو چیز بھی پیشاب یا پاخانہ کے راستے سے نکلے۔ اس حدیث میں کلمہ ما عام ہے جو معتاد اور

غیر معتاد سب کو شامل ہے یعنی شیء معتاد جیسے بول براز اور غیر معتاد جیسے کیڑا، کنکر اور استحاضہ کا خون یہ سب ناقض وضو ہیں۔

امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمہ کا مذہب: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غیر سبیلین سے نکلنے والی چیز ناقض وضو نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی مگر وضو نہیں کیا۔ پس ثابت ہوا کہ قے ناقض وضو نہیں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غیر معتاد چیزیں مثلاً کیڑا، کنکر، استحاضہ کا خون، سلس بول اور انطلاق بطن وغیرہ ناقض وضو نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غائط سے کنایۃً قضاء حاجت کا ذکر کیا ہے اور قضاء حاجت معتاد ہے۔

سوال نمبر 2: ونوافل النهار انشاء صلى بتسليمة ركعتين وان شاء اربعا وتكره الزيادة على ذلك فاما نافلة الليل قال ابو حنيفة ان صلى ثمان ركعات بتسليمة جاز وتكره الزيادة على ذلك وقالا لا يزيد بالليل على ركعتين بتسليمة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، مذکورہ مسئلہ کی تشریح کریں اور دلیل کراہت سپرد قلم کریں؟

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ، صاحبین اور امام شافعی کے مذاہب کی مختصراً نشاندہی اور دلائل قلمبند کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور دن کے نوافل چاہے ایک سلام کے ساتھ دو رکعات پڑھے اور چاہے تو چار رکعتیں پڑھے اور اس پر زیادتی مکروہ ہے۔ رہیں رات کی نفلیں تو حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعتیں پڑھیں تو جائز ہے اور اس پر زیادتی کرنا مکروہ ہے۔ صاحبینؒ رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا: رات میں ایک سلام کے ساتھ دو رکعات پر زیادہ نہ کرے۔

تشریح اور دلیل کراہت: علماء نے اباحت اور افضلیت کے اعتبار سے رات اور دن کے نوافل کی مقدار میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دن کے نفلوں میں مباح یہ ہے کہ ایک سلام کے ساتھ دو رکعات پڑھے یا چار رکعات پڑھے اس سے زائد پڑھنا مکروہ ہے اور رات میں ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعات پڑھنا بلا کراہت جائز اور آٹھ سے زائد پڑھنا مکروہ ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا کہ رات میں ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعات سے زائد کے مکروہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات پر زیادتی نہیں فرمائی۔ اگر ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعات پر زیادتی کرنا

مکروہ نہ ہوتا تو بیان جواز کے لیے ایک دو بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ پر زیادتی ضرور فرماتے لیکن آپ نے ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعات سے زائد نفلیں کبھی نہیں پڑھیں۔ اس لیے آٹھ سے زائد کا ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہوگا۔

قدوری کی عبارت: "وقالا لا یزید باللیل علی رکعتین بتسلیمۃ" سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کے نزدیک رات میں ایک سلام کے ساتھ دو رکعت پر زیادتی کرنا ناجائز ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک دو رکعات پر زیادتی کرنا افضل نہیں ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ، صاحبین اور امام شافعی علیہم الرحمہ کے مذاہب: ☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دن اور رات دونوں میں چار، چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔

دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عشاء کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات پڑھتے تھے یعنی ایک سلام کے ساتھ اور آپ نماز چاشت کی چار رکعات پر مواظبت فرماتے تھے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دن اور رات دونوں میں چار، چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔

☆ صاحبین کے نزدیک رات میں افضل یہ ہے کہ دو، دو رکعات پڑھے اور دن میں چار، چار رکعات پڑھے۔

دلیل: صاحبین کی دلیل تراویح پر قیاس ہے یعنی تراویح کی نماز بالاتفاق دو، دو رکعات کر کے ادا کرنا افضل ہے۔ پس اسی طرح رات میں دوسرے نوافل بھی دو، دو رکعات کر کے ادا کرنا افضل ہے۔

☆ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رات اور دن دونوں میں دو، دو رکعات پڑھنا افضل ہے۔

دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث "صلوٰۃ اللیل والنهار مثنٰی مثنٰی" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات اور دن کی نماز (نفل) دو، دو رکعات ہیں۔

سوال نمبر 3: الشهيد من قتله المشركون او وجد فی المعركة وبه أثر أو قتله المسلمون ظلما ولم يجب بقتله دية فيكفن ويصلى عليه ولا يغسل.

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، میت کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بارے میں اگر اختلاف ہو تو مع الدلائل قلمبند کریں؟

(۲) اگر حالت جنابت میں کسی کو شہید کیا گیا تو اسے غسل دیا جائیگا یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: شہید وہ ہے جس کو مشرکین نے قتل کیا یا معرکہ میں مارا گیا درآنحالیکہ اس پر اثر ہے یا اس کو مسلمانوں نے ظلماً قتل کیا اور اس قتل کی وجہ سے دیت واجب نہ ہوئی ہو تو اس کو کفن دیا جائے، اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو غسل نہ دیا جائے گا۔

شہید کی نماز جنازہ کے بارے میں اختلاف: شہید کی نماز جنازہ میں ہمارا اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک شہید کی نماز جنازہ بھی فرض علی الکفایہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ شہید کی نماز کے قائل نہیں ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نماز جنازہ درحقیقت میت کے لیے سفارش اور دعا ہے اور تلوار جو شہید پر چلائی گئی ہے وہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ پس جب تلوار نے شہید کے گناہوں کو مٹا دیا تو اس کے لیے سفارش اور دعا کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس لیے کہا گیا کہ شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ میت پر نماز جنازہ فقط دعا کے طور پر نہیں ہے بلکہ دعا کے علاوہ میت کی تکریم و تعظیم کو ظاہر کرنا بھی ہوتا ہے۔ شہید تکریم کا زیادہ مستحق ہوتا ہے، اس لیے دیگر موتی کی طرح شہید کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(۲) جنبی شہید کے غسل کے بارے میں اختلاف آئمہ: جنبی مسلمان اگر شہید ہو گیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو غسل دیا جائے گا۔ یہی امام احمد کا قول ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک غسل نہ دیا جائے اسی کے قائل امام شافعی بھی ہیں۔

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ جو غسل جنابت کی وجہ سے واجب ہوا تھا وہ موت سے ساقط ہو گیا' کیونکہ موت کی وجہ سے وہ غسل جنابت کا مکلف ہونے سے نکل گیا ہے اور دوسرا غسل یعنی غسل میت شہادت کی وجہ سے واجب نہیں ہوا کیونکہ شہادت وجوب غسل سے مانع ہے۔ اس لیے کہ شہداء کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زملوهم بكلومهم ولا تغسلوهم"

حدیث میں کوئی تفصیل نہیں ہے کہ شہید جنبی ہو یا غیر جنبی ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ شہادت غسل میت واجب ہونے سے تو مانع ہے لیکن اگر پہلے سے غسل واجب ہو تو اس کو رفع کرنے والی نہیں ہے۔ چنانچہ شہید کے کپڑوں پر اگر نجاست لگی ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے لیکن اس کے بدن کے خون کو دھونا ضروری نہیں ہے۔ پس شہادت چونکہ رافع نہیں ہے۔ اس لیے شہادت جنابت کو بھی دور نہ کرے گی۔

جب جنابت کو دور نہ کیا تو جنبی شہید کو غسل جنابت دینا واجب ہوگا۔ اس کی تائید حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ آپ کو جب حالت جنابت میں شہید کیا گیا تو آپ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔

سوال نمبر 4: فان ادهن بزيت فعليه دم عند ابی حنيفة وقالا عليه الصدقة وقال

الشافعي اذا استعمله في الشعر فعليه دم لازالة الشعث وان استعمله في غيره فلاشيء عليه لانعدامه

(۱) مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں، نیز امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے دلائل سپرد قلم کریں؟

(۲) کتنے وقت تک اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے رکھنے سے محرم پر دم لازم ہو جاتا ہے؟ امام ابوحنیفہ، صاحبین اور امام شافعی علیہم الرحمہ میں سے ہر ایک کا صرف مذہب لکھیں؟

جواب: ۱- مذکورہ مسئلہ کی وضاحت: اگر کسی نے احرام کے دوران تیل لگایا تو امام صاحب کے نزدیک اس پر دم لازم آئے گا اور صاحبین کے نزدیک اس پر صدقہ لازم آئے گا جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر بالوں میں تیل لگایا تو اس پر دم لازم آئے گا میل کچیل کے زائل ہونے کی وجہ سے۔ اگر بالوں کے علاوہ کسی اور جگہ پر تیل لگایا تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے، مذکورہ نفع کے معدوم ہونے کی وجہ سے۔

امام صاحب کی دلیل: چونکہ زیت اصل طیب ہے۔ لہٰذا یہ نوع طیب سے خالی نہیں ہوگا۔ یہ جوؤں کو قتل کرتا ہے، بالوں کو نرم کرتا ہے اور میل کچیل دور کرتا ہے۔ تو گویا یہ کامل جنایت ہوا لہٰذا دم لازم آئے گا۔

صاحبین کی دلیل: زیت بے شک طعاموں میں سے ہے مگر چونکہ اس میں نفع ہوتا ہے یعنی جوؤں کا قتل اور میل کچیل کا ازالہ تو گویا یہ جنایت قاصرہ ہوئی لہٰذا اس پر فقط صدقہ ہے۔

امام شافعی کی دلیل: زیت کو بالوں میں استعمال سے دم لازم آئے گا' میل کچیل کے دور ہونے کی وجہ سے۔ غیر بالوں میں یہ انتفاع معدوم ہے، اس لیے کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔

۲- اگر سلے ہوئے کپڑے پورا دن پہنے یا اس نے سر کو پورا دن ڈھانپا تو اس پر دم لازم آئے گا اور اگر اس سے کم ہے تو صدقہ۔ یہی مذہب امام صاحب کا ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر نصف دن سے زیادہ پہنیں تو اس پر دم لازم آئے گا۔ یہی امام صاحب کا قول سابق ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفس لبس سے مطلقاً دم لازم آئے گا۔

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿چوتھا پرچہ: اصولِ فقہ﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: المشروعات علی نوعین عزیمة یعنی ان الاحکام المشروعة التی شرعها الله تعالٰی لعباده علٰی نوعین احدهما العزیمة والثانی الرخصة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور عزیمت و رخصت میں سے ہر ایک کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۸+۱۴=۲۲)

(۲) عزیمت کی کل کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ (۴+۸=۱۲)

سوال نمبر 2: والکفار مخاطبون بالامر بالایمان والمشروع من العقوبات والمعاملات

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ کو دلیل سے ثابت کریں نیز بتائیں کہ کیا کفار مؤاخذۂ اخروی کے لحاظ سے احکام عبادت کے مکلف ہیں؟ (۷+۷+۷=۲۱)

(۲) کفار دنیاوی احکام میں ادائے عبادت کے وجوب میں مخاطب ہیں یا نہیں؟ اختلاف ذکر کر کے مذہب صحیح کی نشاندہی کریں۔ (۱۲)

سوال نمبر 3: او بیان تبدیل عطف علٰی قوله بیان ضرورة وهو النسخ فی اللغة قال الله تعالٰی واذا بدلنا اٰیة مکان اٰیة ثم قال ما ننسخ من اٰیة او ننسها فعلم انهما واحد ومعنی بیان التبدیل انه بیان من وجه و تبدیل من وجه

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز نسخ کی تعریف اور اس کا محل تحریر کریں؟ (۷+۷+۷=۲۱)

(۲) نسخ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی مثالیں سپرد قلم کریں؟ (۴+۸=۱۲)

بيان التبديل انه بيان من وجه و تبديل من وجه

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز نسخ کی تعریف اور اس کا محل تحریر کریں؟

(۲) نسخ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں ان میں سے کسی دو کی مثالیں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: یا بیان تبدیل اس کا عطف اس کے قول بیان ضرورت پر ہے اور یہ لغت میں نسخ کر دینے کو کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: "واذا بدلنا اٰية مكان اٰية" پھر دوسری جگہ فرمایا: "مانسخ من اٰية او ننسها" پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں ایک ہی شئی ہیں۔ بیان تبدیل کا معنی یہ ہے کہ یہ من وجہ بیان ہے اور من وجہ تبدیل ہے۔

نسخ کی تعریف: نسخ کا مطلب یہ ہے کہ حکم مطلق کی مدت کو بیان کرنا جو اللہ تعالیٰ کو پہلے سے ہی معلوم ہے۔

نسخ کا محل: وَمَحَلُّهُ حُكْمٌ يَحْتَمِلُ الْوُجُوْدَ وَالْعَدَمَ فِيْ نَفْسِهٖ بِاَنْ يَكُوْنَ اَمْرًا مُمْكِنًا عَمَلِيًّا وَلَا يَكُوْنُ وَاجِبًا لِذَاتِهٖ كَالْاِيْمَانِ وَلَا مُمْتَنِعًا لِذَاتِهٖ كَالْكُفْرِ۔

نسخ کا محل ایسا حکم ہوتا ہے جس میں نہ وجود ضروری ہوتا ہے اور نہ ہی عدم بلکہ دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔

(ب) اقسام نسخ: نسخ کی چار اقسام ہیں:

۱۔ کتاب اللہ کا نسخ کتاب اللہ سے۔ ۲۔ سنت کا نسخ سنت سے۔

۳۔ سنت کا نسخ کتاب اللہ سے۔ ۴۔ تیسری قسم کا عکس۔

قسم اول کی مثال جیسے آیات قتال و جہاد سے عفو و درگزر والی آیات کا منسوخ ہو جانا۔

قسم ثانی کی مثال جیسے نبی علیہ السلام کا قول مبارک: "انی كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها۔"

سوال نمبر 4: باب الاجماع وهو فى اللغة الاتفاق وفى الشريعة اتفاق مجتهدين صالحين من امة محمد صلى الله عليه وسلم فى عصر واحد على امر قولى او فعلى

ركن الاجماع نوعان

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں قسموں کی تعریف ہو جائے؟

(۲) قوت و ضعف اور یقین و ظن کے اعتبار سے نفس اجماع کے کتنے اور کون کون سے درجے ہیں؟

جواب: (۱) ترجمہ: یہ اجماع کا باب ہے اور اجماع لغت میں اتفاق کو کہتے ہیں اور شرع میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجتہدین صالحین کا ایک وقت میں کسی قول یا فعل پر متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے۔

اجماع کے دو ارکان ہیں۔

خط کشیدہ کی توضیح: اجماع کے دو رکن ہیں: (۱) عزیمت۔ (۲) رخصت۔ عزیمت کا مطلب ہے اہل اجتہاد کا کسی حکم پر اتفاق کرنا کہ وہ تمام مجتہدین اس طرح کہیں: "اجمعنا علی ھذا" جبکہ اس کا تعلق قول سے ہو۔ اگر اس حکم کا تعلق باب فعل سے ہو تو پھر ان کا فعل میں شروع ہونے میں اتفاق کر لینا۔ دوسری نوع یعنی رخصت کا مطلب یہ ہے کہ بعض کا کسی حکم پر اتفاق کرنا علاوہ بعض کے یعنی کسی قول یا کسی فعل پر بعض کا اتفاق کرنا اور بعض کا سکوت اختیار کرنا۔ پھر مدتِ تامل وغور وفکر گزر جانے کے بعد ان کا رد ثابت نہ ہو۔ مدت تو وہ تین دن ہے یا پھر مجلسِ علم ہے۔ اس کو اجماع سکوتی کہتے ہیں اور یہ اجماع عند الاحناف مقبول ہے۔

(ب) اجماع کے درجے: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014 میں دیکھیں۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلام في اللغة ما يتكلم به قليلا كان او كثيرا وفي اصطلاح النحاة ما تضمن أي لفظ تضمن كلمتين حقيقة او حكما أي يكون كل واحدة منهما في ضمنه فالمتضمن اسم فاعل هو المجموع والمتضمن اسم مفعول كل واحدة من كلمتين فلا يلزم اتحادهما بالاسناد

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور کلام کی تعریف میں جنس اور فصول کا تعین کر کے ان کے فوائد قلمبند کریں؟ (۱۸=۱۲+۶)

(۲) کلام اور جملہ میں نسبت کیا ہے؟ اس بارے صاحب مفصل، صاحب لباب اور صاحب تسہیل کے مؤقف کی وضاحت کریں؟ (۱۶)

سوال نمبر 2: المعرفة اى التعريف لان سبب منع الصرف هو وصف التعريف لا ذات المعرفة شرطها أي شرط تاثيرها في منع الصرف ان تكون علمية

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی اغراض سپرد قلم کریں؟ (۱۸=۱۰+۸)

(۲) معرفہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں، نیز غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے ان میں سے صرف علمیت کو شرط کیوں قرار دیا گیا ہے؟ (۱۵=۱۰+۵)

سوال نمبر 3: واذا كان المبتدأ مشتملا على ماله صدر الكلام اى على معنى وجب له صدر الكلام كالاستفهام فانه يجب حينئذ تقديمه حفظا لصدارته مثل من أبوك

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ اغراض شارح واضح ہو جائیں؟ (۱۸=۸+۵+۵)

(۲) "من ابوك" کی ترکیب میں اگر کوئی اختلاف ہو تو مع الدلائل تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: المفعول له هو ما فعل لاجله فعل مذكور مثل ضربته تاديبا وقعدت عن الحرب جبنا خلافا للزجاج

(۱) مفعول لہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد شرح جامی کی روشنی میں تحریر کریں، نیز خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟ (۱۰+۸=۱۸)

(۲) دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ لکھیں، نیز بتائیں کہ مفعول لہ کو حذف کرنا کب جائز ہے؟ (۷+۸=۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2017ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: الكلام في اللغة ما يتكلم به قليلا كان او كثيرا وفي اصطلاح النحاة ما تضمن اي لفظ تضمن كلمتين حقيقة او حكما اي يكون كل واحدة منهما في ضمنه فالمتضمن اسم فاعل هو المجموع والمتضمن اسم مفعول كل واحدة من كلمتين فلا يلزم اتحادهما بالاسناد

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور کلام کی تعریف میں جنس اور فصول کا تعین کر کے ان کے فوائد قلمبند کریں؟

(۲) کلام اور جملہ میں نسبت کیا ہے؟ اس بارے صاحب مفصل، صاحب لباب اور صاحب تسہیل کے مؤقف کی وضاحت کریں؟

جواب: دونوں اجزاء کا جواب حل شدہ پرچہ 2015 میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: المعرفة اي التعريف لان سبب منع الصرف هو وصف التعريف لا ذات المعرفة شرطها اي شرط تاثيرها في منع الصرف ان تكون علمية

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی اغراض سپردِ قلم کریں؟

(۲) معرفہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں، نیز غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے ان میں سے صرف علمیت کو شرط کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: (۱) ترجمہ: معرفہ یعنی تعریف، کیونکہ منع صرف کا سبب وہ وصف تعریف ہے نہ کہ ذات معرفہ اس کی شرط یعنی منع صرف میں اس کی تاثیر کی شرط یہ ہے کہ علمیت ہو۔

اغراض عبارت: التعريف الخ اسباب منع صرف میں سے چوتھا سبب معرفہ ہے، اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ معرفہ کا اسباب منع صرف میں شمار کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ سبب صرف وصف تعریف ہے نہ کہ ذات معرفہ کیونکہ معرفہ اس اسم کو کہتے ہیں جس میں تعریف ہو تو شارح نے اس کا جواب المعرفة کی شرح الى التعريف سے کر کے دیا کہ سبب منع صرف وصف تعریف ہی ہے یہاں معرفہ سے مراد مصدر تعریف ہے ذکر محل کا کیا اور ارادہ حال کا کیا۔ اب اعتراض وارد نہیں ہوگا۔

لان سبب منع الصرف الخ سے شارح نے معرفہ کی شرح تعریف سے کرنے کی وجہ خود بیان فرما

دی ہے۔

شرطها ای شرط تاثیرها الخ کے اضافہ سے شارح کا مقصود یہ بتاتا ہے کہ علمیت وجود معرفہ کے لیے شرط نہیں بلکہ معرفہ علمیت کے بغیر بھی پایا جاتا ہے جیسے الرجل معرفہ ہے مگر اس میں علمیت نہیں۔ علمیت منع صرف میں معرفہ کی تاثیر کے لیے شرط ہے۔

جواب: (۲) جواب حل شدہ پرچہ 2014 میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: واذا کان المبتدأ مشتملا علی ماله صدر الکلام ای علی معنی وجب له صدر الکلام کالاستفهام فانه یجب حینئذ تقدیمه حفظا لصدارته مثل من ابوك

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ اغراض شارح واضح ہو جائیں؟

(۲) "من ابوك" کی ترکیب میں اگر کوئی اختلاف ہو تو مع الدلائل تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب و ترجمہ: وَاِذَا کَانَ الْمُبْتَدَأُ مُشْتَمِلًا عَلٰی مَالَهُ صَدْرُ الْکَلَامِ اَیْ عَلٰی مَعْنًی وَجَبَ لَهُ صَدْرُ الْکَلَامِ کَالْاِسْتِفْهَامِ فَاِنَّهُ یَجِبُ حِیْنَئِذٍ تَقْدِیْمُهُ حِفْظًا لِصَدَارَتِهِ مِثْلُ مَنْ اَبُوْكَ

ترجمہ عبارت: اور جب مبتداء شامل ہو اس چیز کو جس کے لیے صدارت کلام ہو یعنی ایسے معنی پر مشتمل ہو جس کے لیے کلام کی صدارت ضروری ہو جیسے استفہام، پس اس وقت مبتداء کو مقدم کرنا واجب ہے، محفوظ کرتے ہوئے اس کی صدارت کو جیسے من ابوك۔

تشریح و اغراض عبارت: مبتداء میں اصل تقدیم ہے اور جائز ہوتا ہے اس کو مؤخر کرنا بھی کسی عارضے کی وجہ سے لیکن کبھی مبتداء کی تقدیم واجب ہوتی ہے تو ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ ان جگہوں میں سے پہلی جگہ بیان فرما رہے ہیں جہاں مبتداء کی تقدیم واجب ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب مبتداء ایسی چیز یعنی ایسے معنی پر مشتمل ہو کہ اس چیز یا اس معنی کا کلام کے شروع میں ہو ضروری ہو تا تو اس وقت مبتداء کو مقدم کرنا واجب، کیونکہ اگر مبتداء کو مقدم نہ کریں گے تو اس معنی کی صدارت کلام جو کہ مقصود تھا، فوت ہو جائے گا۔ شارح کی غرض عبارت چلانے کی ایک قاعدہ بیان کرنا ہے کہ جو بھی مبتداء ایسے معنی کو شامل ہو جس کے لیے صدارت کلام ہے تو اس مبتداء کو مقدم کرنا واجب ہے۔ تو شارح فرماتے ہیں جیسے استفہام کیونکہ استفہام اور اس کی مثل جملہ کے معنی پر دلالت کرنے تو ضروری ہے ان کو کلام کے شروع میں ذکر کرے تا کہ اول ابتداء سے جملہ کا معنی سمجھا جائے جیسے من ابوك اس مثال میں من مبتداء ہے اور وہ مشتمل ہے ایسے معنی کو جس کے لیے

صدارت کلام ہے اور وہ معنی استفہام ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے اس کو مقدم کیا گیا ورنہ اس کی صدارت فوت ہو جاتی تھی۔

(۲) من ابوك کی ترکیب: من ابوك کی ترکیب میں اختلاف ہے اور اس میں دو مذاہب ہیں:

۱۔امام سیبویہ کا مذہب۔۲۔بعض نحاۃ کا مذہب۔

امام سیبویہ کا مذہب اور اس کی دلیل: امام سیبویہ کے نزدیک مَنْ مبتداء ہے اَبُوْكَ اس کی خبر ہے اور یہ استفہام والے معنی پر مشتمل ہے۔ اس کا معنی ہے: أهذا ابوك ام ذاك اور اس کی خبر اَبُوْكَ ہے۔

دوسرا مذہب بعض نحاۃ کا ہے وہ کہتے ہیں: اَبُوْكَ مبتداء ہے، کیونکہ یہ معرفہ ہے اور مَنْ اس کی خبر ہے اور خبر کی تقدیم واجب ہوئی مبتداء پر۔ اس میں مَنْ استفہام کے معنی کو مقدم ہے۔

سوال نمبر 4: المفعول له هو ما فعل لاجله فعل مذكور مثل ضربته تاديبا و قعدت عن الحرب جبنا خلافا للزجاج

(۱) مفعول لہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد شرح جامی کی روشنی میں تحریر کریں، نیز خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(۲) دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ لکھیں، نیز بتائیں کہ مفعول لہ کو حذف کرنا کب جائز ہے؟

جواب: (۱) مفعول لہ کی تعریف میں لاجلہ کی قید احترازی ہے۔ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ مفعول لہ کی تعریف سے باقی مفعول خارج ہو گئے یعنی مراد مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول لہ اور مفعول معہ کیونکہ ان میں مذکورہ فعل کو اس غرض کے لیے نہیں لایا جاتا مذکور یہ بھی قید احترازی ہے اور اس قید سے اعجبنی التادیب کی مثال سے احتراز کیا ہے۔

خط کشیدہ عبارت کی وضاحت: یہاں سے ماتن یہ بیان فرما رہے کہ امام زجاج مفعول لہ کو مستقل مفعول نہیں مانتے بلکہ امام زجاج کے نزدیک یہ مفعول مطلق ہے اس فعل کے غیر سے امام زجاج مذکورہ دونوں مثالوں میں تاویل کرتے ہیں: ضربته تاديبا یہ ادبته بالضرب تاديبا اور قعدت عن الحرب جبناً یہ جبنت فی العقود عن الحرب جبناً کے معنی میں یا پھر اس طرح تاویل بھی کی ہے: ضربته ضرب تاديب اور قعدت قعود جبن تو شارح نے امام زجاج کا رد کیا اور فرمایا: ایک نوع کی تاویل کی صحت دوسری نوع کے ساتھ نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ داخل ہوتی ہے اس کی حقیقت میں۔

(۲) ماتن نے مفعول لہ کی دو مثالیں ذکر فرمائی ہیں، کیونکہ مثل بھی دو ہیں۔ وہ اس طرح کہ مفعول لہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مفعول لہ تحصیلی۔ (۲) مفعول لہ وجودی تو پہلی مثال ضربته تاديبا یہ مثال ہے

مفعول لہ تحصیلی کی اور دوسری مثال قعدت عن الحرب جبناً یہ مثال ہے مفعول لہ وجودی کی۔

مفعول لہ کے لام کو کب حذف کرنا جائز ہے: مفعول لہ کے لام کو حذف کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں جب وہ پائی جائیں گی تو اس وقت مفعول لہ کے لام کو حذف کرنا جائز ہے اور وہ دو شرطیں یہ ہیں: اذا کان فعلا لفاعل الفعل المعلل به ومقارنا له فی الوجود یعنی جب مفعول کا فاعل اور اس کے عامل کا فاعل ایک ہو اور ان دونوں کے پائے جانے کا زمانہ ایک ہو تو اس وقت مفعول لہ کے لام کو حذف کرنا جائز ہے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۸ھ/2017ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

وقت: تین گھنٹے   کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... بلاغت﴾

سوال نمبر 1: وكان القسم الثالث من مفتاح العلوم الذى صنفه الفاضل العلامة ابو يعقوب يوسف السكاكي اعظم ما صنف فيه من الكتب المشهورة نفعالكونه احسنها ترتيبا واتمها تحريرا واكثرها للاصول جمعا ولكن كان غير مصون عن الحشو والتطويل والتعقيد قابلا للاختصار

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور سکا کی وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) حشو، تطویل اور تعقید میں سے ہر ایک کی تعریف زینت قرطاس کریں؟ (۳×۵=۱۵)

سوال نمبر 2: الفن الاول علم المعانی وهو علم يعرف به احوال اللفظ العربى التى بها يطابق اللفظ مقتضى الحال.

(۱) علم معانی کے کل کتنے اور کون کون سے ابواب ہیں؟ مع وجہ حصر بیان کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں علماء کا اختلاف لکھیں اور راجح مذہب کی نشاندہی کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) ترک مسند کی کوئی پانچ مثالیں سپرد قلم کریں؟ (۵×۳=۱۵)

(۲) تذنیب اور تذییل کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

﴿القسم الثانی...... منطق﴾

سوال نمبر 4: الحمد لله التح كتابه بحمد الله بعد التسمية اتباعا بخير الكلام واقتداء بحديث خير الانام عليه وعلى اله الصلوة والسلام

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ عبارت پر ہونے والا اعتراض اور اسکا جواب سپرد قلم کریں؟

(۱۵=۱۰+۵)

(۲) ہدایت کے دونوں معانی ذکر کرنے کے بعد ان میں فرق کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 5: المفهوم ان امتنع فرض صدقه على كثيرين فجزئي والافكلي امتنعت افراده او امكنت ولم توجد او وجد الواحد فقط مع امكان الغير او امتناعه او الكثير مع التناهي او عدمه

(۱) متن میں مذکورہ اقسام کلی کی مثالیں ذکر کریں، نیز بتائیں کہ یہاں فرض کس معنی میں مستعمل ہے؟ (۱۵=۵+۱۰)

(۲) مفہوم کی تعریف لکھیں، نیز مفہوم، معنی اور مدلول میں فرق کی وضاحت کریں؟ (۴+۶=۱۰)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ (۵×۵=۲۵)

(۱) قضیہ شخصیہ ومخصوصہ۔ (۲) قضیہ خارجیہ۔ (۳) وجودیہ لادائمہ۔ (۴) شرطیہ منفصلہ۔ (۵) مانعۃ الخلو۔ (۶) عکس مستوی۔ (۷) استقراء

☆☆☆☆☆☆

(سال دوم) برائے طلباء 2017

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

﴿القسم الاوّل...... بلاغت﴾

سوال نمبر 1: وكان القسم الثالث من مفتاح العلوم الذى صنفه الفاضل العلامة ابويعقوب يوسف السكاكى اعظم ما صنف فيه من الكتب المشهورة نفعالكونه احسنها ترتيبا واتمها تحريرا و اكثرها للاصول جمعا ولكن كان غير مصون عن الحشو والتطويل والتعقيد قابلا للاختصار

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور سکا کی وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟

(۲) حشو، تطویل اور تعقید میں سے ہر ایک کی تعریف زینت قرطاس کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور قسم ثالث ہے مفتاح العلوم سے جس کو فاضل علامہ ابویعقوب یوسف سکا کی نے عظیم تصنیف کی اس فن میں جو کتب مشہور ہے تصنیف کی گئی۔ نفع کے لحاظ سے اس کا احسن ہونا ہے ان کتب مشہورہ سے ترتیب کے لحاظ سے اور وہ اتم ہے ان سے تحریر کے لحاظ سے۔ وہ زیادہ اصول کو جمع کرنے والی ہے ان سے لیکن وہ حشو، تطویل اور تعقید سے محفوظ نہیں اور قابل اختصار ہے۔

سکا کی کی وجہ تسمیہ: سکا کہ بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے انہیں سکا کی کہتے ہیں۔

(۲) حشو کی تعریف: کلام میں زائد عبارت جس سے استغنیٰ ہو سکتا ہو یعنی اگر اس کو حذف بھی کر دیں تو بھی معنی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے' حشو کہلاتا ہے۔

تطویل کی تعریف: کلام کی اصل مراد پر بغیر کسی فائدہ کے زیادتی کو تطویل کہتے ہیں۔

تعقید کی تعریف: کلام کا اس قدر مشکل ہونا کہ اس کا معنی آسانی سے معلوم نہ ہو سکے، تعقید کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 2: الفن الاول علم المعانى وهو علم يعرف به احوال اللفظ العربى التى بها يطابق اللفظ مقتضى الحال

(۱) علم معانی کے کل کتنے اور کون کون سے ابواب ہیں؟ مع وجہ حصر بیان کریں؟

(۲) صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں علماء کا اختلاف لکھیں اور راجح مذہب کی نشاندہی کریں؟

جواب: (۱) علم معانی کے آٹھ ابواب ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) اسناد خبری کے احوال۔ (۲) مسند الیہ کے احوال۔ (۳) مسند کے احوال۔ (۴) متعلقات فعل کے احوال۔ (۵) قصر کے احوال۔ (۶) انشاء کے احوال۔ (۷) فصل و وصل کے احوال۔ (۸) ایجاز اطناب اور مساوات کے احوال۔

وجہ حصر: علم معانی آٹھ ابواب پر مشتمل ہے، کیونکہ کلام یا خبر ہوگی یا انشاء ہوگی۔ اگر کلام خبر ہو تو اس کے لیے مسند الیہ ہونا ضروری ہے تو یہ باب اول بن جائیگا' خبر کا سند ہونا بھی ضروری ہے تو یہ باب ثانی بن جائیگا' پھر خبر کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے یہ باب ثالث بن جائیگا اور کبھی خبر کے متعلقات بھی ہونگے جب خبر فعل یا معنی فعل ہوگی تو یہ باب رابع ہوگا۔ پھر اسناد اور تعلق میں سے ہر ایک یا تو قصر کے ساتھ ہوگا یا بغیر قصر کے ہوگا تو یہ باب خامس بن جائیگا۔ پھر ہر جملہ دوسرے جملہ کے ساتھ مقترن عطف کے ساتھ ہوگا یا بغیر عطف کے ہوگا تو یہ باب سادس ہو جائیگا۔ پھر کلام بلیغ کسی فائدہ کے لیے اصل مراد پر زیادہ ہوگی یا زیادہ نہیں ہوگی تو یہ باب سابع بن جائیگا یا پھر کلام انشاء ہوگی تو یہ باب ثامن بن جائیگا۔

(ب) صدق خبر و کذب میں اختلاف: صدق خبر و کذب خبر کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین مذاہب ہیں:

(۱) جمہور کا مذہب: جمہور علماء کے نزدیک صدق و کذب کی تعریف یوں ہے کہ اگر خبر واقع (خارج) کے مطابق ہو تو وہ صدق خبر ہے اور اگر خبر واقع کے مطابق نہ ہو تو وہ کذب خبر ہے۔

(۲) نظام معتزلی کا موقف: دوسرا مذہب نظام معتزلی کا ہے۔ نظام معتزلی کے نزدیک صدق خبر و کذب، کی تعریفیں اس طرح ہیں کہ خبر اگر مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہو تو وہ صدق خبر ہے۔ اگر وہ خبر (خارج) کے مطابق نہ ہو تو وہ کذب خبر ہے۔ اگر وہ خبر خارج کے مطابق ہی ہو یعنی نظام معتزلی کے نزدیک صدق خبر و کذب خبر کا دارومدار مخبر کے اعتقاد کی مطابقت اور عدم مطابقت پر ہے۔

نظام معتزلی کی دلیل: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان المنافقین لکاذبون۔ طرز استدلال منافقوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شہادت دی تھی: انك لرسول الله کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ نے منافقوں کو اس قول میں جھوٹا کہا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو جھوٹا اس لیے کہا کہ یہ خبر یعنی انك لرسول الله ان کے اعتقاد کے مطابق نہ تھی اگرچہ یہ خبر واقع کے مطابق ہے، کیونکہ واقع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ لہٰذا پتہ چلا کہ صدق خبر و کذب خبر کا دارومدار اعتقاد پر ہے، واقع پر نہیں ہے۔

۳۔ جاحظ کا موقف: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

افتریٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ام به جنة کیا تم اللہ تعالیٰ پر افتریٰ باندھتے ہو جھوٹ کا یا جنون کے ساتھ بات کرتے ہو۔ طرز استدلال یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کو حشر ونشر کی خبریں دیتے تو مشرک آپ کے بارے کہتے: افتریٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا امر به جنه یعنی مشرکوں نے آپ کی حشر ونشر کی خبروں کو دو چیزوں میں بند کر دیا: (۱) افتریٰ یعنی جھوٹ۔ (۲) حالت جنون میں خبریں دینے میں۔ اب ہم پوچھتے ہیں: ام بـــه جـنـة سے آپ کی کذب مراد ہے یا صدق؟ اس سے مراد کذب تو لے نہیں سکتے' کیونکہ ام به جنة کذب کا قسیم ہے اور مقابل ہے اور شئی کے قسیم اور مقابل کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ شئی کا غیر ہو۔ لہٰذا اس سے کذب مراد نہیں لے سکتے اور اس سے صدق بھی مراد نہیں لے سکتے، کیونکہ کافر آپ کو سچا اور صادق نہیں مانتے تھے۔ جب ام بـــه جـنـة سے نہ صدق مراد لے سکتے ہیں اور نہ ہی کذب تو ماننا پڑے گا کہ کچھ خبریں ایسی ہیں جو نہ سچی ہوں اور نہ جھوٹی۔

راجح مذہب: ماتن نے صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں تین مذاہب بیان فرمائے: (۱) جمہور کا مذہب۔ (۲) نظام معتزلی کا مذہب۔ (۳) جاحظ کا مذہب۔ ماتن نے معتزلی کا مذہب بیان کرنے کے بعد تین طرح سے اس کا رد کیا، اسی طرح ماتن نے جاحظ کے مذہب اور اس کی دلیل کو بیان کرنے کے بعد اس کا بھی رد کیا۔ جب نظام اور جاحظ دونوں کے مذہب کو رد کر دیا تو پھر جمہور کا مذہب ثابت ہو گیا۔ لہٰذا جمہور کا مذہب ہی راجح مذہب ہے۔

سوال نمبر 3: (۱) ترک مسند کی کوئی پانچ مثالیں سپرد قلم کریں؟
(۲) تذنیب اور تذییل کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترک مسند کی پانچ مثالیں درج ذیل ہیں: وانی وقیار بها لغریب

اس مثال میں قیار مسند الیہ یعنی مبتداء ہے اور اس کی خبر یعنی مسند محذوف ہے اور وہ لفظ غریب ہے۔ ظاہری طور پر عبث سے بچتے ہوئے اس کو حذف کر دیا' کیونکہ یہاں قرینہ پایا جا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مصرع میں جو لفظ لغریب ہے اس کو مبتدا کی خبر نہیں بنا سکتے، کیونکہ مبتداء کی خبر پر لام داخل نہیں ہوتا' وہ عوامل لفظیہ سے خالی ہوتی ہے۔ جب قرینہ پایا جائے تو وہ ذکر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

(۲) نحن بما عندنا وانت بما، عندك راض والرای مختلف ۔

اس مثال میں نـحـن مبتداء ہے اور اس کی خبر (مسند) محذوف ہے اور وہ راضون ہے اور راض خبر ہے مبتداء ثانی کی اور یہی خبر اول کی حذفیت کے لیے قرینہ ہے۔ یہ مثال متکلم کی دو دلیلوں میں سے اقویٰ کی طرف عدول کرنے اور مخاطب پر وہم ڈالنے کی ہے۔

(۳) زید منطلق و عمرو

اس مثال میں عمرو مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں تھی: زید منطلق و عمرو منطلق۔ تو دوسرے منطلق کو حذف کر دیا مقام کے تنگ نہ ہونے کی وجہ سے عبث سے بچنے کے لیے۔

(۴) خرجت فاذا زید

اس مثال میں زید مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اور وہ موجود ہے، حذف خبر پر قرینہ یہ ہے کہ جب اذا مفاجاتیہ مبتداء پر داخل ہو تو اس کی خبر کو حذف کر دیتے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ اذا مفاجاتیہ مطلق وجود پر دلالت کرتا ہے تو اس وجہ سے مسند کو حذف کر دیا ذکر کی ضرورت نہ تھی۔

(۵) اِنَّ مَحَلًّا وَاِنَّ مُرْتَحِلًا

اس مثال میں محلاً اور مرتحلاً یہ دونوں ان کے اسم ہیں اور ان دونوں کی خبروں کو حذف کر دیا۔ اصل عبارت یوں تھی: وان محلا لنا فی الدنیا، وان مرتحلا لناعنها الی الآخرۃ۔ تو لنا خبر کو حذف کیا اختصار کے پیش نظر یا پھر دو دلیلوں میں اقوی دلیل کی طرف وہم ڈالنے کے لیے حذف کیا یا پھر مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے حذف کیا ہے۔

(۲) تذنیب: کسی شئی کو دوسری شئی کے پیچھے لانا جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا وَّ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَیَتَکَلَّمُ عَمْرٌو۔

تقویت کے لیے ایک جملے کے بعد ایسا جملہ ذکر کرنا جس کا کوئی اور معنی بھی ہو لیکن پہلے جملے کے معنی پر ضرور مشتمل ہو جیسے: ذالك جزیناهم بما كفروا وهل نجازی الا الكفور۔ اور جیسے: جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً۔

﴿القسم الثانی...... منطق﴾

سوال نمبر 4: الحمد لله افتتح كتابه بحمد الله بعد التسمية اتباعا بخير الكلام واقتداء بحديث خير الانام عليه وعلى اله الصلوة والسلام

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ عبارت پر ہونے والا اعتراض اور اسکا جواب سپرد قلم کریں؟

(۲) ہدایت کے دونوں معانی ذکر کرنے کے بعد ان میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ماتن نے اپنی کتاب کو تسمیہ کے بعد اللہ کی حمد سے شروع کیا، بہترین کلام کی اقتداء کرتے ہوئے اور لوگوں میں سے بہترین حدیث کی اقتداء کرتے ہوئے۔

اعتراض: ماتن نے اپنی کتاب کو مقصد یعنی منطقی مسائل سے شروع کیوں نہیں کیا؟ اور تسمیہ کے بعد حمد

سے شروع کیوں کیا؟

جواب: قرآن کریم کی پیروی کرتے ہوئے کہ قرآن کی ترتیب بھی ایسے ہی ہے کہ تسمیہ کے بعد حمد کا ذکر ہے تا کہ برکت حاصل ہو جائے۔ حدیث شریف کی پیروی کرتے ہوئے، کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: کل امر ذی بال لم یبدأ بسم الله فهو اقطع او اجزم (او کما قال علیہ السلام)

(۲) معتزلہ کے نزدیک ہدایت کا معنی: معتزلہ کے نزدیک ہدایت کا معنی ایصال الی المطلوب ہے یعنی ایسی راہنمائی کرنا جو منزل مقصود تک پہنچادے۔

اشاعرہ کے نزدیک ہدایت کا معنی: اشاعرہ کے نزدیک ایسا راستہ دکھانا جو منزل مقصود تک پہنچا دے، ہدایت کہلاتا ہے۔

دونوں معنوں کے درمیان فرق: دونوں معنوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے معنی (یعنی معتزلہ کے نزدیک جو ہدایت کا معنی ہے) کے اعتبار سے مطلوب تک پہنچانا لازم ہے جبکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے مطلوب تک پہنچانا لازم نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے سائل بتائے ہوئے راستے سے بھٹک جائے اور راستہ بھول جائے۔

سوال نمبر5: المفهوم ان امتنع فرض صدقه على كثيرين فجزئي والافكلي امتنعت افراده او امكنت ولم توجد او وجد الواحد فقط مع امكان الغير او امتناعه او الكثير مع التناهي او عدمه

(۱) متن میں مذکورہ اقسام کلی کی مثالیں ذکر کریں، نیز بتائیں کہ یہاں فرض کس معنی میں مستعمل ہے؟

(۲) مفہوم کی تعریف لکھیں، نیز مفہوم، معنی اور مدلول میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) اقسام کلی کی مثالیں: (۱) کلی کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممتنع ہو جیسے شریک باری تعالیٰ لا موجود۔

(۲) کلی کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن ہو لیکن پایا نہ جائے جیسے یاقوت کا پہاڑ عنقاء۔

(۳) فقط خارج میں ایک فرد پایا جائے جیسے واجب الوجود کا مفہوم کلی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کلی اور جزئی ہونے سے پاک ہے۔

(۴) فقط خارج میں ایک فرد پایا جائے اور دوسرے کا پایا جانا ممتنع نہ ہو جیسے شمس۔

(۵) متعدد افراد پائے جائیں متناہی ہوں جیسے کواکب سیارہ جو کہ سات ہیں: شمس، قمر، مریخ، زہرہ، زحل، عطارد، مشتری۔

(۶) متعدد افراد پائے جائیں اور غیر متناہی ہوں جیسے معلومات الٰہیہ۔

فرض کا معنی مستعمل: فرض کے دو معنیٰ ہیں: (۱) تجویز العقل۔ (۲) اور تقدیر العقل۔ تو یہاں فرض سے مراد ماتن کی تجویز العقل والا معنی مراد ہے نہ کہ تقدیر العقل۔

(۲) مفہوم کی تعریف: جو کچھ عقل میں آئے مفہوم کہلاتا ہے۔

مفہوم، معنی اور مدلول میں فرق: ان تینوں میں کوئی ذاتی فرق نہیں بلکہ صرف اعتباری فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو بھی لفظ حاصل ہوتا ہے اگر یہ اعتبار کریں کہ وہ فقط سمجھا گیا ہے تو مفہوم ہے، اگر یہ اعتبار کریں کہ لفظ سے اس کا قصد کیا گیا ہے تو اس کو معنی کہتے ہیں اور اگر یہ اعتبار کریں کہ لفظ اس پر دال ہے تو اس کو مدلول کہیں گے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(۱) قضیہ شخصیہ ومخصوصہ۔ (۲) قضیہ خارجیہ۔ (۳) وجودیہ لا دائمہ۔ (۴) شرطیہ منفصلہ۔ (۵) مانعۃ الخلو۔ (۶) عکس مستوی۔ (۷) استقراء

جواب: (۱) قضیہ شخصیہ مخصوصہ کی تعریف کی مثال: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع شخص معین ہو جیسے زید عالم میں زید موضوع ہے اور شخص معین ہے۔

(۲) قضیہ خارجیہ کی تعریف ومثال: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں محمول کو ایسے موضوع کے لیے ثابت کیا جائے جس کا وجود خارج میں تحقیقی طور پر ہو جیسے الانسان کاتب۔

(۳) وجودیہ لا دائمہ: وہ مطلقہ عامہ ہی ہے جس کو لا دوام ذاتی کی قید سے مقید کیا گیا ہو جیسے لا شیء عن الانسان بمتنفس بالفعل لا دائما یعنی کل انسان متنفس بالفعل۔

(۴) شرطیہ منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم وتالی کے درمیان تنافی کا حکم کیا جائے موجبہ میں یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے سالبہ میں۔

موجبہ کی مثال: ھذا العدد اما زوج او فرد۔

سالبہ کی مثال: لیس البتۃ ھذا العدد اما زوج او منقسم بمتساوین۔

(۵) مانعۃ الخلو: وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم صرف کذب میں ہو جیسے اما ان یکون زید فی البحر او لا یغرق تو یہ ممکن ہے کہ زید دریا میں بھی اور غرق نہ ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اسے تیرنا آتا ہے۔ یہ محال ہے کہ زید دریا میں بھی نہیں اور غرق بھی ہو کیونکہ خشکی میں کوئی بندہ غرق نہیں ہوسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے۔

(۶) عکس مستوی: قضیہ کی جز اول کو جز ثانی کی جگہ اور جز ثانی کو جز اول کی جگہ اس طرح رکھنا کہ ایجاب وسلب اور کیف باقی رہے جیسے کل انسان حیوان کا عکس مستوی بعض الحیوان انسان آتا ہے۔

(۷) استقراء کی تعریف: استقراء وہ حجت ہے جس میں جزئیات کے حکم سے کلی کے حکم پر استدلال قائم کیا جاتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: یا تو تمام جزئیات کے حال کی تتبع کی جاتی ہے جیسے کل حیوان اما ناطق او غیر ناطق حساس و کل غیر ناطق من الحیوان حساس تو نتیجہ آئے گا: کل حیوان حساس۔ کبھی اکثر جزئیات کی تتبع کافی ہوتی ہے جیسے کل حیوان یحرك فکه الاسفل عند المضغ۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر اصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: اولـم ينظروا الى الارض كم انبتنا فيها اى كثيرا من كل زوج كريم نوع حسن ان فى ذلك لآية دلالة على قدرته تعالى وما كان اكثرهم مؤمنين. فى علم الله وان ربك لهو العزيز الرحيم

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز "زوج کریم" کی تفسیر "نوع حسن" سے کرنے کی غرض قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) آیت مبارکہ میں مذکور کم استفہامیہ ہے یا خبریہ؟ اپنا مؤقف بیان کرنے کے بعد اس کے مطابق معنی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۳) عبارت میں موجود آخری دو آیات مبارکہ اس سورت کے اندر کتنی مرتبہ مذکور ہیں؟ نیز بتائیں کہ یہاں کان کیا عمل کر رہا ہے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: قـالت ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها بالتخريب وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذلك يفعلون اى مرسلوا الكتاب وانى مرسلة اليهم بهدية فناظرة بم يرجع المرسلون

(۱) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ سلیمان علیہ السلام نے اس مذکورہ ملکہ سے شادی کی تھی یا نہیں؟ صاحب جلالین کا مختار قول نقل کریں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جو ہدیے بھیجے تھے ان کی تفصیل جلالین کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: فرددناه الى امه كى تقر عينها بلقائه ولاتحزن حينئذ ولتعلم ان وعد الله برده اليها حق ولكن اكثرهم اى الناس لايعلمون

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، لا یعلمون کا مفعول متعین کریں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام لکھیں؟ ۱۰+۵+۵=۲۰

(۲) کیا عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کیوں لی؟ نیز بتائیں کتنی اجرت لی؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: ان قارون کان قوم موسیٰ فبغی علیهم واٰتیناه من الكنوز ما ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة اذ قال له قومه لاتفرح ان الله لایحب الفرحین

(۱) آیت مبارکہ کا ترجمہ کریں اور جلالین کی روشنی میں اس کی تفسیر قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) قارون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا رشتہ تھا؟ نیز اس کے خزانے کی چابیاں اٹھانے والوں کی تعداد کے بارے میں کوئی دو اقوال لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر

سوال نمبر1: اولم ینظروا الی الارض کم انبتنا فیھا ای کثیرا من کل زوج کریم نوع حسن ان فی ذلك لآیة دلالة علی قدرته تعالیٰ وما کان اکثرھم مؤمنین فی علم اللہ وان ربك لھو العزیز الرحیم

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، نیز "زوج کریم" کی تفسیر "نوع حسن" سے کرنے کی غرض قلمبند کریں؟

(۲) آیت مبارکہ میں مذکور کم استفہامیہ ہے یا خبریہ؟ اپنا مؤقف بیان کرنے کے بعد اس کے مطابق معنی تحریر کریں؟

(۳) عبارت میں موجود آخری دو آیات مبارکہ اس سورت کے اندر کتنی مرتبہ مذکور ہیں؟ نیز بتائیں کہ یہاں کان کیا عمل کر رہا ہے؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کس قدر عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں، اس میں ایک بڑی نشانی ہے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہے) اور (علم الٰہی میں یہ بات بھی ہے کہ) ان میں اکثر لوگ کمال ایمان نہیں لاتے (علامہ سیبویہ نے کہا کہ کان زائدہ ہے) اور بیشک آپ کا پروردگار غالب رحم کرنے والا ہے۔

زوج کریم کی تفسیر نوع حسن سے کرنے کی وجہ:

یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کے کمال وقدرت کے اعتبار سے بے مثال ہونے پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ مصنوع کی خوبصورتی اور حسن صانع کے کمال وقدرت کا مظہر ہوتی ہے۔ اس طرح کائنات کی ہر چیز اپنے صانع یعنی ذات باری تعالیٰ کے بے مثل ہونے اور معبود حقیقی ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔

(۲) آیت میں مذکور "کَمْ" کی نوعیت:

لفظ "کَمْ" کا تعلق حروف استفہامیہ سے ہے، جس کی دو اقسام ہیں: (۱) کَمْ استفہامیہ: اس کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے۔ (۲) کَمْ خبریہ: اس کا مابعد مفرد مجرور یا جمع مجرور ہوتا ہے۔ یہاں کَمْ خبریہ ہے، کیونکہ بطور خبر یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا ہر فرد اس کی ذات کے خالق، بے مثل اور معبود حقیقی ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ اس حقیقت کا انکار صرف کفار کر سکتے ہیں۔

(۳) دونوں آیات کا سورت میں استعمال:

اس عبارت میں مذکورہ آخری دو آیات اس سورہ (شعراء) میں آٹھ (۸) بار دہرائی گئی ہیں۔

سوال نمبر 2: قالت ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها بالتخريب وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذلك يفعلون اى مرسلوا الكتاب وانى مرسلة اليهم بهدية فناظرة بم يرجع المرسلون ٥

(۱) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ سلیمان علیہ السلام نے اس مذکورہ ملکہ سے شادی کی تھی یا نہیں؟ صاحب جلالین کا مختار قول نقل کریں۔

(۲) ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جو ہدیے بھیجے تھے ان کی تفصیل جلالین کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: ملکہ بلقیس نے کہا: بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو (ان کا یہ عملی قاعدہ ہے کہ وہ) اس کو خراب کر دیتے ہیں اور (تخریب کاری سے) اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں، ان کو ذلیل وخوار کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی (جنہوں نے یہ خط ارسال کیا ہے) ایسا ہی کریں گے۔ فی الحال میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیے بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد ہدایا کا کیا جواب لے کر آتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملکہ بلقیس سے نکاح کا مسئلہ:

سوال یہ ہے کہ جب ملکہ بلقیس غیر اللہ کی عبادت سے تائب ہو کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئیں تو کیا آپ نے ان سے نکاح کر لیا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) آپ نے ملکہ بلقیس سے نکاح کر لیا تھا، ملکہ کی حکومت باقی رکھتے ہوئے انہیں اپنی سلطنت کی طرف روانہ کر دیا تھا اور ہر تین ماہ بعد آپ کی ملکہ سے ملاقات ہوتی تھی۔ (۲) حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے نکاح کرنے کا قصد کیا تھا لیکن بعض عیوب کی بنا پر نکاح نہ کیا۔ صاحب جلالین فرماتے ہیں: محض اسرائیلی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے نکاح کیا تھا جبکہ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔

(۲) ملکہ بلقیس کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تحائف:

ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط پڑھ کر آپ کی خدمت میں چند تحائف ارسال کیے جن کا مقصد آپ کے بارے میں یہ معلوم کرنا تھا کہ آپ دنیوی بادشاہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔ چنانچہ تحائف کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) دو ہزار خدام، (۲) پانچ سو سونے کی اینٹیں، (۳) ایک تاج جو جواہرات سے مرصع تھا، (۴) مشک وعنبر وغیرہ۔

سوال نمبر 3: فرددناه الی امه کی تقر عینها بلقائه ولاتحزن حینئذ ولتعلم ان وعد الله بزده الیها حق ولکن اکثرھم ای الناس لایعلمون

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، لا یعلمون کا مفعول متعین کریں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام لکھیں؟

(۲) کیا عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کیوں لی؟ نیز بتائیں کتنی اجرت لی؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس واپس لوٹا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (بچہ سے مل کر) اور اس لیے کہ غم میں نہ رہیں (اس وقت) اور اس لیے کہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ (بچہ کی واپسی کا ان کی طرف) سچا ہے لیکن اکثر لوگ (اس کا یقین نہیں رکھتے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے) مگر اکثر لوگ اس وعدہ کے بارے میں نہیں جانتے۔

"لایعلمون" کا مفعول:

خواہ اس کے مفعول میں متعدد اشارات ہیں مگر حق یہ ہے کہ اس کا مفعول "وعدہ باری تعالیٰ" ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کے نام میں تین اقوال ہیں: (۱) کلثوم، (۲) کلثمہ، (۳) مریم۔

(۲) ماں کا بیٹے کو دودھ پلانے کی اجرت لینے کا مسئلہ:

شرعی نقطہ نظر سے ماں اپنے بیٹے کو دودھ پلانے کی اجرت نہیں لے سکتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دودھ پلانے کی اجرت اس لیے لی کہ وہ حربی کا مال تھا۔

اجرت کی مقدار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے لیے دودھ پلانے کی جو اجرت متعین ہوئی وہ ایک دینار یومیہ تھی۔

سوال نمبر 4: ان قارون کان قوم موسیٰ فبغی علیهم واٰتیناه من الکنوز ما ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة اذ قال له قومه لاتفرح ان الله لایحب الفرحین

(۱) آیت مبارکہ کا ترجمہ کریں اور جلالین کی روشنی میں اس کی تفسیر قلمبند کریں؟

(۲) قارون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا رشتہ تھا؟ نیز اس کے خزانے کی چابیاں اٹھانے

والوں کی تعداد کے بارے میں کوئی دو اقوال لکھیں؟

جواب: (۱) آیت مبارکہ کا ترجمہ: قارون موسیٰ کی برادری کا ایک فرد تھا (حضرت موسیٰ کے چچا اور خالہ کا لڑکا تھا اور حضرت موسیٰ پر ایمان بھی لے آیا تھا) سو وہ کثرت مال اور تکبر کی وجہ سے ان لوگوں پر شرارت کرنے لگا، ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیے تھے کہ ان کی چابیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں (یعنی ان پر بوجھ ہوتی تھیں، پس باء برائے تعدیہ ہے اور ان کی تعداد بعض کے نزدیک ستر اور بعض کے نزدیک چالیس اور بعض کے نزدیک دس اور ان کے علاوہ بھی دوسرے اقوال بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اس کی برادری (کے اہل ایمان بنی اسرائیل میں سے لوگوں) نے کہا کہ تو اترا مت (کثرت مال کی وجہ سے متکبرانہ تراہٹ) واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

آیت مبارکہ کی تفسیر، جلالین کی روشنی میں:

لفظ "قارون" عجمی اور غیر منصرف ہے، جس کا معنیٰ ہے: جھکنا، گراں بار ہونا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری کا ایک غریب شخص تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے مال و دولت اور حکومت سے سرفراز فرمایا۔ کثرت دولت اور فرمان روائی کی وجہ سے وہ تکبر و غرور کا شکار ہو گیا، اس نے ذات باری تعالیٰ کا انکار کر کے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور اس کے اترانے کی وجہ سے عذاب الٰہی میں گرفتار کیا گیا اور اسے زمین میں دھنسا کر تا قیامت آنے والے لوگوں کے لیے نشان عبرت بنا دیا گیا۔

(۲) قارون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رشتہ:

قارون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گہرا رشتہ تھا، آپ کے چچا اور خالہ کا بیٹا تھا جبکہ آپ پر ایمان بھی لے آیا تھا لیکن کثرت دولت اس کی رسوائی و گمراہی کا باعث بنا۔

قارون کے خزانوں کی چابیاں اٹھانے والوں کی تعداد:

دریافت طلب یہ امر ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں اٹھانے والوں کی تعداد کتنی تھی؟ اس بارے میں مشہور تین اقوال ہیں: (۱) ستر (۷۰) افراد، (۲) چالیس (۴۰) لوگ، (۳) دس (۱۰) لوگ۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: القسم الاول سے کوئی دو سوال اور القسم الثانی کے تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل ...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبداللہ ماکنتم تعدون الذنوب شرکا قال لا قال ابو سعید قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرک باللہ تعالیٰ

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ عبارت میں ما نافیہ ہے یا استفہامیہ؟ اپنے مؤقف کے مطابق معنی بھی تحریر کریں؟ ۷+۸=۱۵

(۲) کیا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کفر ہے؟ خوارج اور اہل سنت کا مذہب مع دلائل بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یتوضأ منه

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(۲) ماء کثیر کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے اقوال سپرد قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: عن ابی یعفور عمن حدثه عن سعید بن مالک قال کنا نطبق ثم امرنا بالرکب

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۷+۸=۱۵

(۲) تطبیق کی وضاحت کریں نیز اس مسئلہ میں اگر اختلاف آئمہ ہو تو ضرور لکھیں؟ ۵+۱۰=۱۵

القسم الثانی ...... عربی ادب

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

(۴×۵=۲۰)+(۲×۵=۱۰) ۳۰

۱- وان شفائی عبرۃ مھراقۃ   فھل عند رسم دارس من معول
۲- فظل العذاری یرتمین بلحمھا   وشحم کھداب الدمقس المفتل
۳- وبیضۃ خدر لایرام خباء ھا   تمتعت من لھو بھا غیر معجل
۴- تجاوزت احراسًا الیھا ومعشرا   علی حراصا لویسرون مقتلی
۵- یشق حباب الماء حیزومھا بھا   کما قسم الترب المفائل بالید
۶- خزول تراعی ربربا بخمیلۃ   تناول اطراف البریر و ترتدی
۷- وتبسم عن المی کان منورا   تخلل حر الرمل دعص لہ ند

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱) بحر الارام، (۲) المسک، (۳) القرنفل، (۴) ذی تمائم، (۵) الغوایۃ، (۶) قنو النخلۃ، (۷) حر الرمل

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث و عربی ادب

حصہ اول......حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبداللہ ما کنتم تعدون الذنوب شرکا قال لا قال ابو سعید قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل فی ھذہ الامۃ ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرک باللہ تعالٰی

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ عبارت میں ما نافیہ ہے یا استفہامیہ؟ اپنے مؤقف کے مطابق معنی بھی تحریر کریں؟

(۲) کیا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کفر ہے؟ خوارج اور اہل سنت کا مذہب مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا تم لوگ گناہوں کو شرک قرار دیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس امت میں کوئی گناہ ایسا بھی ہے جو کفر تک پہنچا دیتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: نہیں، سوائے اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کرنے کے۔

خط کشیدہ عبارت میں "مَا" کی کیفیت:

حدیث مذکورہ میں خط کشیدہ عبارت میں لفظ "مَا" برائے نفی نہیں ہے بلکہ برائے استفہام ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۲) مرتکب کبیرہ کے کافر ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب:

کیا مرتکب کبیرہ کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- اہل سنت کا مؤقف ہے کہ ایسا شخص کافر نہیں ہوتا مگر فاسق ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل درج ذیل ہیں:

(i) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ط (البقرہ:۱۷۸)

(ii) وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا (الحجرات:۹)

(iii) زیر بحث حدیث میں بھی مرتکب کبیرہ کو کافر قرار نہیں دیا گیا۔

(iv) دور رسالت سے تا عصر حاضر تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا۔

۲- معتزلہ کے نزدیک مرتکب کبیرہ شخص نہ مومن ہوتا ہے اور نہ کافر، ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) "افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا" آیت میں مومن اور فاسق الگ الگ قرار دیے گئے ہیں۔

(ii) حدیث میں ہے: "لایزنی الزانی وھو مؤمن" اس روایت میں زانی سے جو کہ مرتکب کبیرہ ہے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔

(iii) مشہور حدیث کے الفاظ ہیں "لاایمان لمن لا امانۃ لہ" جو شخص امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں ہے۔

اہل سنت کی طرف سے معتزلہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آیت میں فاسق سے مراد فرد کامل ہے اور وہ کفر ہے۔ جو احادیث مبارکہ آپ نے پیش کی ہیں وہ وعید و تہدید پر محمول ہیں۔

۳- خوارج کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر ہے اور ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ○ (المائدہ:۴۴)

(ii) ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "من ترک الصلوۃ متعمدًا فقد کفر" ترک صلوٰۃ گناہ کبیرہ ہے اور اس کے مرتکب کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

اہل سنت کی طرف سے خوارج کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ نے جو دلائل پیش کیے ہیں ان کے حقیقی معنیٰ متروک ہیں بلکہ ان کے مجازی معنیٰ مراد لیے گئے ہیں یا مؤول ہیں۔

سوال نمبر2: عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) ماء کثیر کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے اقوال سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) حدیث پر اعراب اور ترجمہ: حدیث پر اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے، پھر اس سے وضو کرے۔

(۲) ماء کثیر میں اقوال فقہاء:

ماء کثیر کی تعریف میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ وہ پانی جس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی بدل جائے، وہ ماء قلیل ہے ورنہ ماء کثیر ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانی قلتین (دو مٹکے) کی مقدار میں ہو تو ماء کثیر ہے اور اس سے کم مقدار میں ماء قلیل ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ پانی دہ دردہ کی مقدار سے کم ہو تو ماء قلیل ہوگا اور دہ دردہ یا اس سے زائد ہو تو وہ ماء کثیر ہے۔

سوال نمبر3: عن ابی یعفور عمن حدثه عن سعید بن مالك قال کنا نطبق ثم امرنا بالرکب

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

(۲) تطبیق کی وضاحت کریں نیز اس مسئلہ میں اگر اختلاف آئمہ ہو تو ضرور لکھیں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہمیں تطبیق کا حکم دیا گیا تھا، پھر ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

خط کشیدہ لفظ کی وضاحت:

- لفظ "الرکب" جمع ہے اور اس کا واحد "الرکبۃ" ہے بمعنی: گھٹنے۔

(۲) "تطبیق" کی وضاحت:

نطبق صیغہ جمع مذکر فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں

پر رکھنا۔ کسی حکم کا نافذ کرنا یا اس کی تنسیخ کا علم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، اس کی وضاحت اس روایت میں بھی موجود ہے۔ تطبیق سے مراد ہے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ رکھ لینا۔ ابتداء اسلام میں رکوع کے دوران "تطبیق" کا حکم تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا۔ تطبیق کی تنسیخ پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔ البتہ تنسیخ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تا حیات تطبیق پر عمل پیرا رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تنسیخ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب تنسیخ کا ہرگز امکان نہیں ہے۔

حصہ دوم: عربی ادب

سوال نمبر 4: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

۱- وان شفائی عبرۃ مہراقۃ	فھل عند رسم دارس من معول
۲- فظل العذاری یرتمین بلحمھا	وشحم کھداب الدمقس المفتل
۳- وبیضۃ خدر لا یرام خباءھا	تمتعت من لھو بھا غیر معجل
۴- تجاوزت احراسھا الیھا ومعشرا	علی حراصا لو یسرون مقتلی
۵- یشق حباب الماء حیزومھا بھا	کما قسم الترب المفائل بالید
۶- خزول تراعی ربربا بخمیلۃ	تناول اطراف البریر و ترتدی
۷- وتبسم عن المی کان منورا	تخلل حر الرمل دعص لہ ند

جواب: ترجمہ اشعار:

۱- بیشک میری شفاء یہی بہنے والے آنسو ہیں، کیا ان مٹے ہوئے نشانوں کے پاس کوئی قابل اعتماد ہے؟

۲- یعنی وہ دوشیزہ عورتیں اس کے گوشت اور اس کی چربی کو جو بٹے ہوئے ریشم کی جھالر کی طرح تھی، آپس میں ایک دوسرے پر پھینکنے لگیں۔

۳- اور بہت سی پردہ نشین عورتیں ہیں جن کے خیمہ کا قصد نہیں کیا جا سکتا، میں نے بہت حیران اور دل لگی سے فائدہ اٹھایا۔

۴- ایسے نگہبانوں اور قبیلہ سے بچ کر اس تک پہنچا جو میرے متعلق اس کے خواہشمند تھے کہ کاش وہ پوشیدہ طور سے مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

۵- اس کشتی کا سینہ پانی کی پٹاروں کو اس طرح پھاڑ رہا ہے جس طرح کوڑی چھپول کھیلنے والا مٹی کو ہاتھ سے تقسیم کرتا ہے۔

۶-(وہ معشوقہ) اپنے بچوں سے بچھڑی ہوئی ہے اور گلہ آہو کے ہمراہ ایک سبزہ زار میں چر رہی ہے، پیلو کے پھلوں کو توڑتی ہے اور چادر اوڑھتی ہے۔

۷-گندم گوں ہونٹوں والے دانت ظاہر کر کے مسکراتی ہے گویا کہ ایسا غنچہ درخت بابونہ ہے جس کا نمناک ٹیلہ خالص ریتے کے بیچ میں آگیا ہے۔

خط کشیدہ صیغوں کا حل:

مذکورہ اشعار کے خط کشیدہ صیغوں کا حل حسب ذیل ہے:

۱-دارس: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ یَنْصُرُ درس یدوس درسًا و دروسًا بمعنی مٹنے والا، ختم ہونے والا، بوسیدہ ہونے والا۔

۲-یرتمین: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال ایک دوسرے پر کوئی چیز پھینکنا۔

۳-لایرام: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید فیہ از باب افعال ارادہ کرنا، قصد کرنا۔

۴-یسرون: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال خفیہ رکھنا، پوشیدہ رکھنا۔

۵-یشق: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ شگاف ڈالنا، چیرنا، پھاڑنا۔

۶-ترتدی: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال چادر اوڑھنا۔

۷-منورًا: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل روشن کرنا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱) بحر الارام، (۲) المسك، (۳) القرنفل، (۴) ذی تمائم، (۵) الغوایة، (۶) قنو النخلة، (۷) حر الرمل

جواب: الفاظ کے معانی:

(۱) سفید ہرنوں کی مینگنیاں، (۲) مشک، خوشبو، (۳) لونگ، (۴) تعویذوں والا، (۵) عشق کی گمراہی، (۶) کھجور کی کمائی، (۷) گل بابونہ کی کلیاں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وسنن الطهارة غسل اليدين قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضیء من نومه لقوله عليه السلام اذا استيقظ احدكم من منامه فلا يغمسن يده فی الاناء حتی يغسلها ثلاثا فانه لايدری اين باتت يده ولان اليد آلة التطهير فيسن البداية بتنظيفها

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور سنت کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟ ۶+۸=۱۴

(۲) وضو کی کوئی پانچ سنتیں لکھیں، نیز ان کے ثبوت میں ایک ایک حدیث مبارکہ زینت قرطاس کریں؟ ۴×۵=۲۰

سوال نمبر 2: ومن لم يجد الماء وهو مسافر او خارج المصر بينه وبين المصر ميل او اكثر يتيمم ولو كان يجد الماء الا انه مريض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه يتيمم

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں، نیز تیمم کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے کوئی ایک ایک دلیل تحریر کریں؟ ۵+۸=۱۳

(۲) کس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے اور کس چیز سے تیمم کرنا جائز نہیں؟ اس بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل لکھیں۔ ۲۰

سوال نمبر 3: اول وقت الفجر اذا طلع الفجر الثانی وهو المفترض فی الافق وآخر وقتها مالم تطلع الشمس لحديث امامة جبريل عليه السلام انه ام رسول الله صلی الله عليه وسلم فيها فی اليوم الاول حين طلع الفجر وفی اليوم الثانی حين اسفر جدا وكادت الشمس تطلع...... واول وقت الظهر اذا زالت الشمس

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور فجر کاذب کی وضاحت کریں؟ ۸+۵=۱۳

(۳) ظہر کے آخر وقت کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 4: الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدى لايتخلف عنها الا المنافق و اولى الناس بالامامة اعلمهم بالسنة وعن ابى يوسف اقرءهم لان القراءة لابدمنها والحاجة الى العلم اذا نابت نائبة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۶+۷=۱۳

(۲) قائم کے لیے قاعد کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟ اس بارے میں اگر اختلاف آئمہ ہو تو ان کے دلائل سمیت تحریر کریں؟ ۵+۱۵=۲۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وسنن الطهارة غسل اليدين قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضىء من نومه لقوله عليه السلام اذا استيقظ احدكم من منامه فلا يغمسن يده فى الاناء حتى يغسلها ثلاثا فانه لايدرى اين باتت يده ولان اليد آلة التطهير فيسن البداية بتنظيفها

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور سنت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ سپرد قلم کریں؟

(۲) وضو کی کوئی پانچ سنتیں لکھیں، نیز ان کے ثبوت میں ایک ایک حدیث مبارکہ زینتِ قرطاس کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور طہارت کی سنتیں: جب وضو کرنے والا اپنی نیند سے بیدار ہو، برتن میں ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا دھونا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ تین بار دھونے سے پہلے اپنے ہاتھ کو برتن میں ہرگز نہ ڈالے، اس لیے کہ اسے کوئی علم نہیں ہے کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔ ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ہاتھ حصول طہارت کا آلہ ہے پس سنت قرار دیا گیا ہے کہ وہ پہلے صاف ستھرا رکھا جائے۔

سنت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

لفظ "سنت" کا لغوی معنیٰ ہے: طریقہ، اسلوب۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بہ طریقہ کار۔ اگر سنت کو حدیث کا مترادف قرار دیا جائے تو سنت سے مراد ہوگا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر۔

(۲) وضو کی پانچ سنتیں مع ایک ایک حدیث:

وضو کی پانچ سنتیں مع ایک ایک حدیث حسب ذیل ہیں:

(۱) شروع میں بسم اللہ پڑھنا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں ہے۔

۲۔ مسواک کرنا: روایات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے وقت ہمیشہ مسواک استعمال فرمائی۔

۳،۴۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا: معتبر روایات سے ثابت ہے کہ آپ نے ہمیشہ ایسا کیا ہے یعنی تین دفعہ آپ کلی کرتے اور تین بار ناک صاف کرتے تھے۔

۵۔ دونوں کانوں کا مسح کرنا سر کے مسح سے بچے ہوئے پانی کے ساتھ، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کانوں کو سر کا حصہ قرار دیا ہے۔

سوال نمبر 2: ومن لم یجد الماء وھو مسافر او خارج المصر بینه وبین المصر میل او اکثر یتیمم ولو کان یجد الماء الا انه مریض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه یتیمم

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں، نیز تیمم کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے کوئی ایک ایک دلیل تحریر کریں؟

(۲) کس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے اور کس چیز سے تیمم کرنا جائز نہیں؟ اس بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل لکھیں۔

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: جو شخص حالت سفر میں پانی نہ پائے یا وہ شہر سے ایک میل یا زائد فاصلے پر ہو، وہ تیمم کرے گا۔ جو شخص پانی پائے لیکن وہ مریض ہو اور پانی استعمال کرنے کی صورت میں مرض میں اضافہ ہونے کا اندیشہ ہو، وہ تیمم کرے گا۔

ثبوت تیمم پر قرآن وسنت کی ایک ایک دلیل:

۱۔ ارشاد ربانی ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ پھر فرمایا: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا

اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے دھوؤ۔ پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جعلت لی الارض مسجدا و طھورا، اینما ادرکتنی الصلوۃ تیممت وصلیت یعنی روئے زمین کا پورا حصہ میرے لیے مسجد اور طہارت بنایا گیا ہے، جہاں بھی نماز کا وقت آجائے میں تیمم کر کے نماز پڑھ لیتا ہوں۔

(۲) کس چیز سے تیمم جائز اور کس سے ناجائز اور مذاہب:

کس چیز سے تیمم جائز اور کس چیز سے ناجائز ہے؟ کے بارے میں مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ زمین اور اس کی جنس سے کوئی بھی چیز ہو مثلاً مٹی، ریت اور گچ وغیرہ سے تیمم جائز ہے۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ "صعید" روئے زمین کا نام ہے، صعید کو اسی وجہ سے صعید کہتے ہیں کہ وہ زمین کے اندرونی حصوں کے مقابل اوپر ہے، اب جب صعید زمین کے بالائی حصے کا نام ہے تو اس حصہ میں جس طرح تراب منبت موجود ہے اسی طرح تراب غیر منبت بھی موجود ہے مثلاً ریت، چونا اور گچ وغیرہ۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تیمم صرف ایسی مٹی سے جائز ہے جس میں انبات یعنی اگانے کی صلاحیت موجود ہو، اس کے علاوہ کسی بھی چیز سے تیمم درست نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "صَعِيدًا طَيِّبًا" اس میں مٹی سے تیمم کرنے کی ایک صفت (طیبا) بھی بیان کی ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ محض ایسی مٹی سے تیمم جائز ہے جو طیب کی صفت سے متصف ہو، جب ہم طیب کے معنی میں غور کرتے ہیں تو رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اس سے منبتا کا معنی مراد لیا ہے، اس لیے اس تفسیر کے پیش نظر ہم بھی صعیدا کو منبتا کے معنی میں لیتے ہیں اور صعیداً کے ساتھ منبتا کی قید کا اضافہ کرتے ہیں۔

سوال نمبر3: **اول وقت الفجر اذا طلع الفجر الثانی وهو المعترض فی الافق وآخر وقتها مالم تطلع الشمس لحديث امامة جبريل عليه السلام انه ام رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها فى اليوم الاول حين طلع الفجر وفى اليوم الثانى حين اسفر جدا وكادت الشمس تطلع...... واول وقت الظهر اذا زالت الشمس**

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور فجر کاذب کی وضاحت کریں؟

(۲) ظہر کے آخر وقت کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: فجر کا اول وقت فجر ثانی کے طلوع ہونے کے بعد ہے اور فجر ثانی وہی ہے جو افق میں چوڑائی میں پھیلتی ہے، اور فجر کا آخری وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو، امامت جبرائیل علیہ السلام والی حدیث کی وجہ سے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن طلوع فجر کے وقت فجر کی نماز پڑھائی اور دوسرے دن جب خوب سفید ہو گئی۔۔۔۔ اور ظہر کا اول وقت جب آفتاب ڈھل جائے۔

فجر کاذب کی وضاحت:

فجر کاذب سے مراد فجر صادق سے قبل کا وہ وقت ہے۔ جب افق کے کنارے پر سفیدی نمایاں ہوتی ہے، دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ اب اندھیرا نہیں چھائے گا حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو جائے گا مگر اس کے بعد پھر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اس وقت کو "فجر کاذب" کہتے ہیں۔

(۲) آخر وقت ظہر میں مذاہب آئمہ:

ظہر کے اول وقت کے بارے میں آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہونے پر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم ظہر کے آخر وقت کے بارے میں آئمہ فقہ احناف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے معتبر روایت یہ منقول ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو چند ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ آپ نے ابردوا بالظہر الخ والی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں موسم گرما میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ابردوا کا مصداق وہ وقت ہے جو ایک مثل کے بعد آتا ہے۔

۲۔ حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ انہوں نے امامت جرائیل علیہ السلام والی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جرائیل علیہ السلام نے پہلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز اس وقت پڑھائی تھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا تھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ہے۔

سوال نمبر 4: الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدى لايتخلف عنها الا المنافق و اولى الناس بالامامة اعلمهم بالسنة وعن ابى يوسف اقرء هم لان القراءة لابدمنها والحاجة الى العلم اذا نابت نائبة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(۲) قائم کے لیے قاعد کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟ اس بارے میں اگر اختلاف آئمہ ہو تو ان کے دلائل سمیت تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت اور عبارت میں مذکور مسئلہ کی وضاحت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قائم کی قاعد کی اقتداء میں نماز کا حکم اور مذاہب آئمہ:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے یہاں قاعد اقوی قائمین کی امامت کرسکتا ہے لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاعد قائمین کی امامت نہیں کرسکتا، یہی قیاس کا بھی تقاضا ہے، کیونکہ قائم کی حالت قاعد کی حالت کے مقابل اقوی ہے، اور اقوئی کے لیے قوی یا ضعیف کی اقتداء کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں بھی وہی بنـاء الضعیف علیٰ القوی والی خرابی لازم آئے گی جو درست نہیں ہے۔ حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ قیاس اور عقل کی رو سے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہی من بھاتا ہے، مگر ہم کیا کریں، ہمارے ساتھ مجبوری یہ ہے کہ یہاں ایک بہت اہم نص موجود ہے اور وہ نص قائم کو قاعد کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دے رہی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرض الموت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاقہ ہوا' آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سہارے منبر کی طرف نکلے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی آہٹ سن کر پیچھے ہٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلی پر بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور سارے صحابہ نے آپ کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ یہ واقعہ اس مسئلہ میں نص صریح کی حیثیت رکھتا ہے اور صلوٰۃ القائم خلف القاعد کی کھلے لفظوں میں اجازت دیتا ہے، کیونکہ نص کے مقابلہ میں عقل اور قیاس کو ترک کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　　　　　　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وههنا ان نظر الى انه منسوب الى الله تعالى ينبغى ان يراد به الاول وان نظر الى انه عدى بواسطة الى ينبغى ان يراد به الثانى فاما يقدر هدانا رسله اويقال كلمة الى مزيدة للتاكيد والتقوية وبالجملة لايخلو هذا عن تمحل

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز ہدایت کے دونوں معانی اور ان میں فرق تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی وضاحت سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۳) خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی غرض قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: وهو اسم للنظم والمعنى جميعا تمهيد لتقسيمه بعد بيان تعريفه يعنى ان القرآن اسم للنظم والمعنى جميعا لا انه اسم للنظم فقط كما ينبىء عنه تعريفه بالانزال والكتابة والنقل ولا انه اسم للمعنى فقط

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ قرآن فقط معنی کا نام ہے یا فقط نظم کا یا دونوں کا؟ ماتن و شارح کا مختار قول مع الدلائل ذکر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) ماتن نے لفظ کی بجائے نظم کا ذکر کیوں کیا؟ اس کی وجہ نور الانوار کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: وحكم الامر نوعان اداء وهو تسليم عين الواجب بالامر يعنى ماثبت بالامر وهو الوجوب نوعان وجوب اداء ووجوب قضاء...... وقضاء وهو تسليم مثل الواجب به

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور نور الانوار کی روشنی میں اس کی تشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) کیا اداء و قضاء ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں؟ نیز بتائیں کہ ان دونوں میں سے عام اداء ہے یا قضاء؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: ثم بعد هذه المسامحات الثلثة قد تسامح فی امثلته حیث قال کالو ضوء والجهاد والقدرة التی یتمکن بها العبد من اداء مالزمه

(۱) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد مذکورہ مسامحات ثلاثہ کی نشاندہی کریں؟ ۵+۱۵=۲۰

(۲) ماتن نے مامور بہ کی جن مثالوں کے ذکر میں تسامح کیا ہے آپ ان میں سے کسی دو کی وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وههنا ان نظر الی انه منسوب الی الله تعالی ینبغی ان یراد به الاول وان نظر الی انه عدی بواسطة الی ینبغی ان یراد به الثانی فاما یقدر هدانا رسله اویقال کلمة الی مزیدة للتاکید والتقویة وبالجملة لایخلو هذا عن تمحل

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز ہدایت کے دونوں معانی اور ان میں فرق تحریر کریں؟

(۲) عبارت میں مذکور اعتراض وجواب کی وضاحت سپرد قلم کریں؟

(۳) خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی غرض قلمبند کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور یہاں دیکھا جائے گا کہ اگر ہدایت کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس سے پہلا معنیٰ مراد لیا جائے گا اور اگر لفظ "الی" کے واسطہ سے متعدی ہو تو اس سے دوسرا معنیٰ مراد ہوگا۔ پس جب متعین ہو جائے ہدایت کی نسبت رسولوں کی طرف یا کلمہ "الی" کے واسطہ سے ہے تو کلمہ "الی" تاکید کے لیے یا متعدی زائدہ یا تقویت کے لیے ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان دونوں معانی سے یہ لفظ خالی نہیں ہوگا۔

دونوں معانی میں فرق:

اگر ہدایت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو پہلا معنیٰ مراد ہوگا اور اگر لفظ "الی" کے واسطے سے غیر اللہ کی طرف سے متعدی ہو تو دوسرا معنیٰ مراد ہوگا۔

(۲) اعتراض: ایک وقت میں دونوں معانی کیسے مراد ہو سکتے ہیں؟

جواب: (i) تقدیری عبارت یہ ہے: الحمد لله الذی هدانا رسله الی الصراط المستقیم۔ اس صورت میں دوسرا معنیٰ مراد ہوگا کہ ہدایت کی نسبت رسول کی طرف کی گئی ہے اور "ہدایت"، "الی"

کے واسطہ سے متعدی ہے۔

(ii) کلمہ "الی" زائدہ، تاکید، تقویت کے لیے ہوتو اس صورت میں پہلا معنیٰ مراد ہوگا، کیونکہ ہدایت کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے اور ہدایت دوسرے مفعول کی طرف بغیر واسطہ کے متعدی ہے۔

(۳) خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

اس مقام پر ہدایت سے مراد "صراط مستقیم" ہے یعنی وہ راستہ جو شارع عام پر ہو اور اس پر ہر شخص دائیں بائیں ہوئے بغیر چل سکے یعنی وہ راستہ جو افراط وتفریط سے پاک ہو۔ شریعت محمدی میں نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی مثل افراط ہے مثلاً زکوۃ میں مال کا چوتھائی حصہ دینا، توبہ کے وقت خود کو قتل کرنا، نجاست کی جگہ کاٹنا، حائضہ کو جدا کرنا اور ہر قسم کے قتل میں قصاص واجب ہونا وغیرہ۔ تفریط شریعت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں ہے مثلاً شراب حلال ہونا، مشرکین سے نکاح حلال ہونا، حائضہ سے جماع حلال ہونا، نجاست سے کپڑوں کا ناپاک نہ ہونا اور قتل عمد میں بھی قصاص واجب نہ ہونا وغیرہ۔

سوال نمبر2: وهو اسم للنظم والمعنى جميعا تمهيد لتقسيمه بعد بيان تعريفه يعني ان القرآن اسم للنظم والمعنى جميعا لا انه اسم للنظم فقط كما ينبیء عنه تعريفه بالانزال والكتابة والنقل ولا انه اسم للمعنى فقط

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ قرآن فقط معنیٰ کا نام ہے یا فقط نظم کا یا دونوں کا؟ ماتن وشارح کا مختار قول مع الدلائل ذکر کریں؟

(۲) ماتن نے لفظ کی بجائے نظم کا ذکر کیوں کیا؟ اس کی وجہ نور الانوار کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور وہ (قرآن) لفظ اور معنیٰ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، یہ تمہید اس کی تقسیم کی جو اس کی تعریف کے بعد (آرہی ہے) یعنی قرآن مجید لفظ اور معنیٰ دونوں کا نام ہے کیونکہ قرآن نہ صرف لفظ کا نام ہے جس طرح انزال، کتابت اور نقل سے نمایاں ہے اور نہ صرف معنیٰ کا نام ہے۔

ماتن وشارح کا مختار قول:

کتاب نور الانوار میں علامہ ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں کہ قرآن نہ صرف الفاظ کا نام، نہ صرف معانی کا نام بلکہ ان دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

(۲) لفظ کی بجائے نظم استعمال کرنے کی وجہ:

ماتن نے لفظ کی بجائے نظم کا لفظ محض ادب واحترام کی بناء پر استعمال کیا ہے، کیونکہ نظم کا معنیٰ ہے موتیوں کی لڑی میں جمع کرنا جبکہ لفظ کا معنیٰ ہے پھینکنا اگرچہ نظم کا اطلاق اشعار پر بھی ہوتا ہے۔
نظم سے کلام لفظی اور معنیٰ سے کلام نفسی کی طرف اشارہ ہے مگر وہ معنیٰ کہ جو نظم کا ترجمہ ہے وہ نظم کی طرح

حادث ہے، کیونکہ وہ قصہ یوسف وفرعون سے عبارت ہے اور وہ سب حادث ہیں۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی، حکم و خبر پر دال ہے وہ بلاشبہ ہمارے نزدیک قدیم ہے۔

سوال نمبر 3: وحكم الامر نوعان اداء وهو تسليم عين الواجب بالامر يعني ماثبت بالامر وهو الوجوب نوعان وجوب اداء ووجوب قضاء...... وقضاء وهو تسليم مثل الواجب به

(ا) عبارت کا ترجمہ کریں اور نور الانوار کی روشنی میں اس کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(۲) کیا اداء و قضاء ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں؟ نیز بتائیں کہ ان دونوں میں سے عام اداء ہے یا قضاء؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت: امر کے حکم کی دو اقسام ہیں: (ا) اداء: وہ حکم مطابق واجب کو عین کے سپرد کرنا ہے یعنی وہ امر جو ثابت ہوا ہے، وجوب کی دو اقسام ہیں: (i) وجوب اداء، (ii) وجوب قضاء: وجوب قضاء یہ ہے کہ وجوب کو معمول بہ بنایا جائے۔

عبارت کی وضاحت:

اعلاء کی بنا پر کسی کو حکم دینے کو امر کہا جاتا ہے، اس عبارت میں امر کی مشہور دو اقسام بیان کی گئی ہیں: (i) اداء: اس کا مطلب ہے کہ مامور بہ کو بروقت معمول بہ بنایا جائے۔ (ii) قضاء: مامور بہ کو بروقت نہیں بلکہ تاخیر سے معمول بہ بنایا جائے۔

(۲) اداء اور قضاء کا باہم ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہونا:

دونوں حکم یعنی اداء اور قضاء مجازی طور پر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں، لہٰذا قضاء کی نیت سے اداء اور اداء کی نیت سے قضاء کو معمول بہ بنانا درست ہے۔

قضاء اور اداء میں عام کون؟

قضاء اور اداء میں سے قضاء عام ہے، اس کا استعمال اداء اور قضاء دونوں میں ہوتا ہے، کیونکہ قضاء کا معنیٰ ہے: ذمہ سے فارغ ہونا اور یہ معنیٰ اداء اور قضاء دونوں سے حاصل ہو جاتا ہے مگر اداء میں چونکہ شدت رعایت کا معنیٰ پایا جاتا ہے اور یہ معنیٰ صرف اداء میں ہے۔ تو ثابت ہوا کہ قضاء عام ہے۔

سوال نمبر 4: ثم بعد هذه المسامحات الثلثة قد تسامح في امثلته حيث قال كالو ضوء والجهاد والقدرة التي يتمكن بها العبد من اداء مالزمه

(ا) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد مذکورہ مسامحات ثلاثہ کی نشاندہی کریں؟

(۲) ماتن نے مامور بہ کی جن مثالوں کے ذکر میں تسامح کیا ہے آپ ان میں سے کسی دو کی وضاحت کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت: پھر ان تین مسامحات کے بعد انہوں (ماتن) نے ان کی مثالوں میں بھی تسامح کیا ہے مثلاً وضوء، جہاد اور بندے کی وہ قوت جس کے ساتھ وہ مامور بہ کو معمول بہ بناتا ہے۔

مسامحات ثلاثہ کی نشاندہی:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حسن لعینہ کی تین اقسام ہیں اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) مامور بہ سے مراد وہ حسن ہے جو سقوط کا احتمال نہ رکھتا ہو بلکہ وہ حسن ہمیشہ رہے اور مامور بہ ہمیشہ مکلّف پر واجب رہتا ہے مثلاً ضروریات دین کی تصدیق قلبی کرنا، بندہ عاقل و بالغ ہو تو اس پر تصدیق قلبی لازم ہوتی ہے اور یہ کبھی ساقط نہیں ہوتی۔ حالت اکراہ میں زبان پر اگرچہ کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت مل جاتی ہے مگر دل کا مطمئن ہونا اس وقت بھی ضروری ہوتا ہے کہ تصدیق قلبی ساقط نہیں ہوتی۔ تصدیق حسن لعینہ ہے، کیونکہ عقل کا تقاضا ہے کہ منعم و خالق جل شانہ کی وحدانیت کی تصدیق کر کے اس کا شکر بجا لایا جائے۔

(۲) کسی عذر کی وجہ سے بعض اوقات مامور بہ سے حسن سقوط کا احتمال رکھتا ہے مثلاً نماز حالت حیض و نفاس میں ساقط ہو جاتی ہے اور نماز کا حسن لعینہ ہونا بھی ظاہر ہے کہ نماز از ابتداء تا انتہاء اقوال، افعال، ثناء، قیام، رکوع اور سجود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا نام ہے۔

(۳) مامور بہ حسن لعینہ کے ساتھ ملحق ہوتا ہے مگر حسن لغیرہ کے مشابہ ہوتا ہے مثلاً زکوٰۃ میں بظاہر مال ضائع کرنا ہے مگر فقیر کی حاجت برآری بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ روزہ میں بھی فی نفسہ نفس کو بھوکا کرنا اور تلف کرنا ہے مگر چونکہ روزہ میں اللہ تعالیٰ کے دشمن نفس امارہ پر قہر کرنا ہے، اس لیے یہ حسن ہے، حج بھی فی نفسہ سفر اور مختلف جگہوں کی زیارت کا نام ہے مگر وہ مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جگہوں پر شرف بخشا اس کے شرف کی وجہ سے حج حسن ہے۔

(۲) مثالوں میں بھی تسامح:

مذکورہ اقسام بیان کرنے میں ماتن سے تسامح ہوا ہے، کیونکہ مذکورہ اقسام کے مطابق قسم ثالث اور قسم اول وثانی کے مابین تباین نہیں ہے، اس لیے کہ قسم ثالث سقوط کا احتمال نہیں رکھے گی تو قسم اول سے تباین نہ رہا اور اگر قسم سقوط کا احتمال رکھے تو قسم ثانی سے تباین نہ رہا۔ لہٰذا ماتن پر لازم تھا کہ وہ یوں کہتے: حسن لعینہ کی دو اقسام ہیں: (i) حسن سقوط کا احتمال رکھتا ہو۔ (ii) سقوط کا احتمال نہیں رکھتا ہو۔ اسی طرح ماتن سے مثالوں میں بھی تسامح واقع ہوا ہے مثلاً زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ جن کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (الیف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

پانچواں پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: مفردا وهو اما مجرور على انه صفة لمعنى...... او مرفوع على انه صفة للفظ...... واما نصبه وان لم يساعده رسم الخط

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز لفظ مفرد کی ترکیب میں واقع ہونے والے پہلے دو احتمالات کی صورت میں اس کا معنی بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) لفظ مفرد منصوب پڑھیں تو اس کا عامل کون سا ہوگا؟ متعین کر کے اس کے مطابق معنی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۳) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کس احتمال کو ضعیف قرار دیا ہے؟ وجہ بھی ضرور لکھیں۔ ۱۰

سوال نمبر 2: ومنها الاضافة اى كون الشىء مضافا بتقدير حرف الجر لا بذكره لفظا

(۱) شارح نے مذکورہ عبارت سے چند سوالات مقدرہ کا جواب دیا ہے آپ ان میں سے کوئی دو سوال مع جواب سپرد قلم کریں؟ ۲x۱۰=۲۰

(۲) اضافت کو اسم کا خاصہ قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: الاعراب ما اى حركة او حرف اختلف آخره اى آخر المعرب من حيث هو معرب ذاتا او صفة به اى بتلك الحركة او الحرف وحين يراد بما الموصولة الحركة او الحرف لا يرد النقض بالعامل والمعنى المقتضى

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد اغراض جامی سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) اعراب کا لغوی معنی اور وجہ تسمیہ لکھیں نیز بتائیں کہ معرب کے آخر کو محل اعراب کیوں قرار دیا گیا؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: ما اشتمل اى اسم اشتمل على علم الفاعلية اى علامة كون الاسم فاعلا

وهي الضمة والواو والالف

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اور تشریح اس انداز سے کریں کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی اغراض واضح ہو جائیں؟۵+۵=۱۰=۲۰

(۲) مرفوعات میں سے فاعل اصل ہے یا مبتداء؟ اس بارے میں جمہور وعلامہ زمخشری کا اختلاف مع دلائل تحریر کریں؟۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: نحو

سوال نمبر1: مفردا وهو اما مجرور على انه صفة لمعنى...... او مرفوع على انه صفة للفظ...... واما نصبه وان لم يساعده رسم الخط

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں' نیز لفظ مفرد کی ترکیب میں واقع ہونے والے پہلے دو احتمالات کی صورت میں اس کا معنی بیان کریں؟

(۲) لفظ مفرد منصوب پڑھیں تو اس کا عامل کون سا ہوگا؟ متعین کر کے اس کے مطابق معنی تحریر کریں؟

(۳) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کس احتمال کو ضعیف قرار دیا ہے؟ وجہ بھی ضرور لکھیں۔

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: لفظ ''مفردا'' یہ یا تو مجرور ہوگا جو اس صورت میں معنی کی صفت واقع ہوگا، یا مرفوع ہوگا اس بناء پر کہ یہ لفظ کی صفت واقع ہوگا اور یا منصوب ہوگا اس صورت میں رسم الخط سے مناسب نہیں ہوگا۔

لفظ ''مفرد'' کی ترکیب میں احتمالات:

لفظ مفرد کی پہلی دو اعرابی حالتیں حسب ذیل ہیں:

۱- اگر مفرد کو مجرور پڑھا جائے تو یہ معنی کی صفت بنے گا اور معنی یہ ہوگا لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت کرے، اس سے وہم یہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ کا افراد اور ترکیب کے ساتھ متصف ہونا وضع سے پہلے ہے جو کہ درست نہیں تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہا گیا کہ مجازی طور پر اسے وضع سے پہلے افراد اور ترکیب کے ساتھ متصف کر دیا ہے۔

۲- مفرد کو مرفوع پڑھیں تو اس وقت یہ لفظ کی صفت ثانی ہوگی اور اس کی پہلی صفت کو جملہ فعلیہ کی صورت میں اس لیے لایا گیا کہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ کلمہ کی وضع پہلے ہے اور افراد و ترکیب کے ساتھ

متصف ہونا بعد میں ہے۔

(۲) مفرد کو منصوب پڑھنے کی صورت میں اس کا عامل:

اگر مفرد کو منصوب پڑھا جائے تو یہ معنی سے حال واقع ہوگا یا یہ معنی کے واسطہ سے مفعول بہ ہے، اس صورت میں مفعول بہ سے حال ہوگا یا یہ وضع کی ھـو ضمیر سے حال واقع ہوگا، اب اگرچہ وضع ذات کے اعتبار سے افراد سے مقدم ہے مگر زمانے کے اعتبار سے مقارن ہے اور صحت حالیت کے لیے یہ کافی ہے۔

(۳) مفرد کی ضعیف حالت اور اس کی وجہ:

لفظ "مفرد" کی جری حالت کو مصنف نے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ کا افراد اور ترکیب کے ساتھ متصف ہونا وضع سے پہلے ہے جو کہ درست نہیں ہے تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہا گیا کہ مجازی طور پر اسے وضع سے پہلے افراد اور ترکیب کے ساتھ متصف کیا گیا ہے۔

سوال نمبر2: ومنها الاضافة ای کون الشیء مضافا بتقدیر حرف الجر لابذکرہ لفظا

(۱) شارح نے مذکورہ عبارت سے چند سوالات مقدرہ کا جواب دیا ہے آپ ان میں سے کوئی دو سوال مع جواب سپرد قلم کریں؟

(۲) اضافت کو اسم کا خاصہ قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت مذکورہ کے ضمن میں سوالات مقدرہ اور جوابات:

۱-اعتراض: کسی شیء کا مضاف ہونا اس کا خاصہ ہے، یہ تسلیم نہیں ہے، کیونکہ کسی شیء کا مضاف ہونا جس طرح اس کا خاصہ ہے اس طرح یہ فعل میں پایا جاتا ہے جیسے: "مَرَرْتُ بِزَیْدٍ" میں "مَرَرْتُ" زید کی طرف حرف جر کے واسطہ سے مضاف ہے؟

جواب: کسی شیء کا حرف جر تقدیری کے واسطہ سے مضاف ہونا ہے اور حرف جر لفظاً مذکور نہ ہو لہٰذا "مَرَرْتُ بِزَیْدٍ" کی مثال سے اب اعتراض واقع نہ ہوگا، کیونکہ اس میں جر لفظاً مذکور ہے۔

۲-اعتراض: اضافت اسم کا خاصہ ہے جو کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان نسبت کا نام ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں اسم کا خاصہ ہیں حالانکہ بعض اوقات مضاف الیہ فعل یا جملہ بھی واقع ہوتا ہے جیسے: "یَوْمَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ" میں لفظ یَوْمَ یَنْفَعُ فعل کی طرف مضاف ہے اور یَنْفَعُ مضاف الیہ ہے۔

جواب: (۱) مصنف نے "کون الشیء مضافاً" سے جواب دیا ہے، مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے مضاف الیہ ہونا نہیں تو پس یہ اعتراض رفع ہوگیا۔

(۲) ان لوگ کی طرف سے ہے جو مضاف الیہ کو بھی اسم کا خاصہ قرار دیتے ہیں؛ وہ فرماتے ہیں کہ اس

مثال میں "ینفع" مصدر کی تاویل میں ہے یعنی "ینفع" سے پہلے "ان" مقدر ہے۔ یا ان کا جواب یہ ہے کہ ظرف کی اضافت جب کلمہ کی طرف ہوتی ہے تو واقع میں مضمون جملہ کی طرف ہوتی ہے اور ینفع کا مضمون جملہ نفع ہے جو کہ مصدر ہے۔ لہٰذا مضاف الیہ مصدر ہوا فعل نہیں ہے۔

(۲) اضافت کو اسم کا خاصہ قرار دینے کی وجہ:

اضافت اسم کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اضافت کے لوازم یعنی معرفہ ہونا، تخصیص کا پایا جانا اور تخفیف کا ہونا بحذف التنوین وغیرہ اس کے ساتھ مختص ہیں تو جب لوازم اسم کے ساتھ خاص ہیں تو ملزوم یعنی اضافت اس کے ساتھ بدرجہ اولیٰ مختص ہوگی، کیونکہ لازم کا حصول ملزوم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

سوال نمبر3: الاعراب ما ای حرکة او حرف اختلف اٰخرہ ای آخر المعرب من حیث ھو معرب ذاتا او صفة بہ ای بتلك الحرکة او الحرف وحین یراد بما الموصولة الحرکة او الحرف لایرد النقض بالعامل والمعنی المقتضی

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد اغراض جامی سپرد قلم کریں؟

(۲) اعراب کا لغوی معنی اور وجہ تسمیہ لکھیں نیز بتائیں کہ معرب کے آخر کو محل اعراب کیوں قرار دیا گیا؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت واغراض جامی:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) اعراب کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور وجہ تسمیہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر4: مَا اشْتَمَلَ اَیْ اِسْمٌ اَشْتَمَلَ عَلٰی عِلْمِ الْفَاعِلِیَّةِ اَیْ عَلَامَةِ کَوْنِ الْاِسْمِ فَاعِلًا وَھِیَ الضَّمَّةُ وَالْوَاوُ وَالْاَلِفُ

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اور تشریح اس انداز سے کریں کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی اغراض واضح ہو جائیں؟

(۲) مرفوعات میں سے فاعل اصل ہے یا مبتداء؟ اس بارے میں جمہور وعلامہ زمخشری کا اختلاف مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور ترجمہ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

وہ جو مشتمل ہو یعنی وہ اسم ہے جو فاعل کی علامت پر مشتمل ہو یعنی اسم فاعل کی علامت کو شامل ہو اور وہ

ضمہ، واؤ اور الف ہے۔

وضاحت عبارت:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فاعل کی تعریف کرتے ہیں کہ فاعل وہ اسم ہے جو فاعلیت کی علامت پر مشتمل ہو اور اس کی چند صورتیں ہیں:

(i) رفع ضمہ کے ساتھ آئے یہ اعراب مفرد منصرف صحیح، مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مذکر مکسر، جمع مؤنث سالم اور غیر منصرف کا ہے۔

(ii) رفع واؤ کے ساتھ آئے یہ اعراب اسماء ستہ مکبرہ، جمع مذکر سالم، اولو اور از عشرون تا تسعون کا آتا ہے۔

(iii) رفع الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور کے ساتھ آتا ہے۔ یہ اعراب تثنیہ مذکر و مؤنث، اثنان و اثنتان اور کلا و کلتا جب دونوں مضاف ہوں، کا ہے۔

(۲) اصل فاعل ہے یا مبتداء:

مرفوعات میں اصل فاعل ہے یا مبتداء؟ اس بارے میں نحاۃ کا اختلاف ہے، حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمہور کے نزدیک اصل فاعل ہے اور سیبویہ کے نزدیک مبتداء اصل ہے۔ جمہور کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) جملہ فعلیہ تمام جملوں سے افضل ہے، کیونکہ اس سے کمال درجہ کا افادہ یا استفادہ ہوسکتا ہے اور فاعل کا تعلق بھی جملہ فعلیہ کے ساتھ ہے۔ لہٰذا فاعل اصل ہوا۔

(ii) فاعل کا عامل لفظی ہوتا ہے اور مبتداء کا عامل معنوی اور عامل لفظی قوی ہوتا ہے عامل معنوی سے۔ نیز قوی زیادہ مؤثر ہوتا ہے غیر قوی سے۔

(iii) فاعل کی فاعلیت اور اعراب کسی صورت میں منسوخ نہیں ہوتا بخلاف مبتداء کے کہ اس کی ابتدائیت اور اعراب منسوخ بھی ہوجاتا ہے۔

(iv) فاعل کو حذف کیا جائے تو اس کا قائمقام نائب فاعل موجود ہوتا ہے اور مبتداء کو حذف کرنے سے اس کا نائب باقی نہیں رہتا۔

(v) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: الفاعل مرفوع اور انہوں نے مرفوعات میں سے صرف فاعل کا ذکر کیا ہے۔

امام سیبویہ کے دلائل:

(i) اصل مسند الیہ میں تقدیم ہے جس پر فقط مبتداء قائم ہے اس لیے مبتداء اصل ہے۔

(ii) اصل مسند الیہ میں یہ ہے کہ اس پر مشتق اور جامد کا حکم لگایا جائے اور اس اصالۃ پر بھی فقط مبتداء قائم ہے بخلاف فاعل کے اس پر فقط مشتق کا حکم لگایا جاتا ہے۔ لہٰذا مبتداء اصل ہے۔

جواب: جمہور کی طرف سے امام سیبویہ کی دونوں دلیلوں کا جواب بالترتیب درج ذیل ہے:

(i) یہ بات درست ہے کہ اصل مسند الیہ میں تقدیم ہے بشرطیکہ مانع نہ ہو جبکہ فاعل میں مانع ہے جو کہ مبتداء کے ساتھ التباس پیدا کرتا ہے۔

(ii) اصل یہ ہے کہ حکم بالمشتق ہو حکم بالجامد قلیل ہے اور قلیل کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ نیز فاعل پر بھی جامد کا حکم لگتا ہے جیسے افعال مدح وذم۔ لہٰذا فاعل ہی اصل ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... بلاغت

سوال نمبر 1: الفصاحۃ یوصف بھا المفرد والکلام والمتکلم والبلاغۃ یوصف بھا الاخیران فقط فالفصاحۃ فی المفرد خلوصہ من تنافر الحروف والغرابۃ ومخالفۃ القیاس

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ لکھیں؟ نیز بتائیں کہ فصاحت فی المفرد کو باقی دو پر مقدم کیوں کیا؟ ۵+۵+۵=۱۵

(۲) تنافر حروف اور مخالفت قیاس میں سے ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2:

وما مثلہ فی الناس الا مملکا ابو امہ حی ابوہ یقاربہ

ساطلب بعد الدار عنکم لتقربوا وتسکب عینای الدموع لتجمدا

(۱) مذکورہ دونوں اشعار کا ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ ضعف تالیف اور تنافر کلمات سے کیا مراد ہے؟ ۷+۸=۱۵

(۲) مذکورہ دونوں اشعار کے بارے میں بتائیں کہ کس کی مثال میں ذکر کیے گئے ہیں، نیز محل استشہاد بھی بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: لاشك ان قصد المخبر بخبرہ افادۃ المخاطب اما الحکم او کونہ عالما بہ ویسمی الاول فائدۃ الخبر والثانی لازمھا

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، اسناد کی تعریف کریں اور خبر کی بحث کو انشاء کی بحث سے مقدم کرنے کی وجہ لکھیں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(۲) عبارت عقلیہ اور مجاز عقلی میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

القسم الثاني...... منطق

سوال نمبر 4: على من ارسله هدى هو بالاهتداء حقيق

(۱) مذکورہ مقام میں صراحۃً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیوں ذکر نہیں کیا؟ نیز آپ کی تمام صفات میں سے صفت رسالت کو ذکر کرنے کی وجہ لکھیں؟ ۷+۸=۱۵

(۲) خط کشیدہ کی ترکیب کے بارے میں شارح نے کتنے اور کون کون سے احتمالات ذکر کیے ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: ويقتسمان بالضرورة والاكتساب بالنظر وهو ملاحظة المعقول لتحصيل المجهول

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، یقتسمان کا فاعل متعین کریں؟ نیز لفظ "بالضرورة" کی قید کا فائدہ تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(۲) لفظ معلوم سے معقول کی طرف عدول کرنے کے کوئی دو فوائد قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: فصل المفهوم ان امتنع فرض صدقه على كثيرين فجزئي والافكلي

(۱) ترجمہ کریں، نیز مفہوم، معنی اور مدلول میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

(۲) جزئی کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ یہاں "فرض" کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

حصہ اوّل: بلاغت

سوال نمبر 1: الفصاحة يوصف بها المفرد والكلام والمتكلم والبلاغة يوصف بها الاخيران فقط فالفصاحة في المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القياس

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ لکھیں۔ نیز بتائیں کہ فصاحت فی المفرد کو باقی دو پر مقدم کیوں کیا؟

(۲) تنافر حروف اور مخالفت قیاس میں سے ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت: فصاحت مفرد، کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے۔ بلاغت صرف آخری دونوں کی صفت بنتی ہے۔ مفرد میں (پائی جانے والی) فصاحت (کی تعریف) مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے خالی ہونا ہے۔

فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ:

فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی کثیر وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) فصاحت بلاغت کے لیے بمنزل مفرد ہے اور بلاغت مرکب ہے جبکہ مفرد مرکب پر طبعاً مقدم تو ہم نے وضع میں بھی فصاحت کو مقدم کر دیا تا کہ وضع طبع کے موافق ہو جائے۔

(ii) فصاحت بمنزل مزید علیہ اور بلاغت بمنزل مزید ہے، چونکہ مزید علیہ "مزید" پر مقدم ہوتا ہے اس لیے ہم نے فصاحت کو بلاغت پر مقدم کیا۔

فصاحت فی المفرد کو باقی دو پر مقدم کرنے کی وجہ:

بلاغت کی معرفت فصاحت کی معرفت پر موقوف ہے، کیونکہ "فصاحت" بلاغت کی تعریف سے ماخوذ ہے اور موقوف علیہ مقدم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے فصاحت مفرد کو کلام و متکلم پر مقدم کر دیا' کیونکہ کلام "کلمہ" پر بلا واسطہ موقوف ہے جبکہ متکلم میں الفاظ کا اعتبار کیا تو بلا واسطہ جیسا کہ ماتن نے متکلم کی تعریف میں بکلام فصیح نہیں کہا بلکہ بلفظ فصیح کہا جو بلا واسطہ توقف کی دلیل ہے۔ اگر یہ اعتبار نہ ہو تو کلام کے واسطہ سے "کلمہ" پر موقوف ہے اور "موقوف علیہ" موقوف پر مقدم ہوتا ہے۔

(۲) تنافر حروف:

تنافر، کلمہ میں ایک ایسا وصف ہے جو اس کلمہ کو زبان پر ثقیل بنا دیتا ہے اور اس کا بولنا دشوار ہو جاتا ہے جیسے النقاح (میٹھا اور صاف پانی)، الھعخع (وہ سبزی جو اونٹ کھاتے ہیں) اور المستشزر بٹی ہوئی رسی یا گندھے ہوئے بال۔

مخالفت قیاس:

جب کوئی کلمہ صرفی قانون کے مطابق جاری نہ ہو تو یہ مخالفت مخالفت قیاس ہے جیسے متنبی کا شعر ہے:

فان یك بعض الناس سیفا لدولة ... ففی الناس بوقات لها وطبول

پس اگر بعض لوگ دولت کے لیے سیف (تلوار) ہوں تو لوگوں میں ان کے لیے باجے اور ڈھول ہوں گے۔

تو یہاں لفظ بوق کی جمع بوقات استعمال ہوئی ہے جبکہ قیاس کے مطابق اس کی جمع قلت ابواق آتی ہے۔

سوال نمبر 2:

وما مثله في الناس الا مملكا ابو امه حي ابوه يقاربه

ساطلب بعد الدار عنكم لتقربوا وتسكب عيناى الدموع لتجمدا

(۱) مذکورہ دونوں اشعار کا ترجمہ کریں' نیز بتائیں کہ ضعف تالیف اور تنافر کلمات سے کیا مراد ہے؟

(۲) مذکورہ دونوں اشعار کے بارے میں بتائیں کہ کس کی مثال میں ذکر کیے گئے ہیں' نیز محل استشہاد بھی بیان کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ اشعار: اس کی مثل لوگوں میں کوئی زندہ نہیں ہے جو اس کا ہم پلہ ہو مگر ایسا بادشاہ جس کی ماں کا باپ اس کا باپ ہے، عنقریب میں تم لوگوں سے مکان کی دوری چاہوں گا تا کہ تم لوگ قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہائیں گی تا کہ وہ خشک ہو جائیں۔

ضعف تالیف:

کلمہ مشہور نحوی قانون کے خلاف جاری ہو تو اسے ضعف تالیف کہتے ہیں مثلاً لفظاً اور رتبتاً دونوں اعتبار سے اضمار قبل الذکر ہو۔

تنافر کلمات:

کلام میں تنافر ایک ایسا وصف ہے جس سے کلام زبان پر بھاری ہو جاتا ہے اور بولنا دشوار ہو جاتا ہے جیسے:

في دفع عرش الشرع مثلك يشرع وليس قرب قبر حرب قبر

شریعت کے تخت کو تیزی طرح کا (نوجوان) بلند کرتا ہے اور حرب کی قبر کے قریب کوئی قبر نہیں ہے۔

یہاں قرب اور قبر اپنی اپنی جگہ فصیح ہیں مگر ان کے جمع کرنے سے ثقل پیدا ہو گیا۔ اس طرح یہ کلام میں تنافر ہوا۔

(۲) اشعار کس کی مثال میں ذکر کیے گئے:

پہلا شعر تنافر کلمات کی تعریف میں بطور مثال بیان کیا گیا ہے، کیونکہ قبر، حرب اور قرب کی وجہ سے ثقل پیدا ہو گیا ہے۔ یہی تینوں الفاظ مقام استشہاد ہیں۔

دوسرا شعر تعقید معنوی کی تعریف کے ضمن میں بطور مثال مذکور ہے۔ اس میں مقام استشہاد یہ ہے کہ آنکھوں نے رونے میں بخل سے کام لیا جبکہ یہاں آنکھوں کے خشک ہونے سے خوشی مراد ہے یعنی انسان جو کچھ چاہتا ہے اس کے خلاف ہوتا ہے۔ لہٰذا اب میں محبوب کا فراق پسند کروں گا اور رونے سے باز رہوں گا۔

سوال نمبر 3: لاشك ان قصد المخبر بخبره افادة المخاطب اما الحكم او كونه عالما به ويسمى الاول فائدة الخبر والثاني لازمها

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، اسناد کی تعریف کریں اور خبر کی بحث کو انشاء کی بحث سے مقدم کرنے کی وجہ لکھیں؟

(۲) عبارت عقلیہ اور مجاز عقلی میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: بلاشبہ مخبر کا اپنی خبر سے مقصد مخاطب کو فائدہ پہنچانا ہے، حکم یا حکم کے عالم ہونے کا، اول کو فائدہ خبر اور ثانی کو لازم فائدہ خبر کا نام دیا جاتا ہے۔

اسناد: ایک چیز کی دوسری چیز کی طرف نسبت کرنے کو اسناد کہا جاتا ہے جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں قیام کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے۔

خبر کی انشاء سے تقدیم کی وجہ:

خبر کو انشاء پر فضیلت حاصل ہے، اس وجہ سے اسے مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ جملہ خبریہ وہ ہوتا ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا قرار دیا جائے مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ اور جملہ انشاء وہ ہوتا ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جائے مثلاً اِضْرِبْ۔

(۲) حقیقت عقلیہ:

فعل کی یا معنیٰ فعل کی نسبت بغیر کسی واسطہ کے ایسی چیز کی طرف کرنا کہ متکلم کے نزدیک وہ فعل یا معنیٰ نمایاں ہو مثلاً وَهُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ۔ زندگی اور ممات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا حقیقت عقلی ہے۔

مجاز عقلی: فعل یا معنیٰ فعل کی اسناد کسی علاقہ کی وجہ سے اس چیز کے غیر کی طرف کرنا جس کے لیے وہ فعل یا معنیٰ فعل ظاہر میں متکلم کے نزدیک ہو جیسے

اشاب الصغير وافنى الكبير كر الغداة ومر العشى

(بچے کو جوان اور بوڑھے کو فنا کر دیا صبح کے بار بار آنے اور شام کے جانے نے)

یہاں جوانی اور فنا کی اسناد اس کے غیر کے فاعل کی طرف کی گئی ہے حالانکہ حقیقت میں جوان کرنے والا اور فنا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

حصہ دوم: منطق

سوال نمبر 4: على من ارسله هدي هو بالاهتداء حقيق

(۱) مذکورہ مقام میں صراحۃً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیوں ذکر نہیں کیا؟ نیز آپ کی تمام صفات میں سے صفت رسالت کو ذکر کرنے کی وجہ لکھیں؟

(۲) خط کشیدہ کی ترکیب کے بارے میں شارح نے کتنے اور کون کون سے احتمالات ذکر کیے ہیں؟ سپردقلم کریں؟

جواب: (۱) عبارت میں بالصراحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ذکر نہ کرنے کی وجہ:

مذکورہ عبارت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بالصراحت ذکر کرنے کی بجائے صفتی نام بیان کرنے کی وجہ مقام ومرتبہ اور ادب واحترام ہے، کیونکہ قرآن کریم میں اکثر آپ کے صفاتی اسماء گرامی ذکر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: (۱) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (۲) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (۳) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○

صفت رسالت ذکر کرنے کی وجہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی اسماء میں سے "رسول" زیادہ اہم اور کثیر صفات کا جامع ہے، کیونکہ رسول صاحب کتاب، صاحب شریعت اور انبیاء علیہم السلام سے افضل واعلیٰ ہوتا ہے۔ یہاں رسول مطلق سے مراد کامل واکمل رسول ہے جو خاتم الانبیاء علیہم السلام ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) خط کشیدہ الفاظ میں ترکیب نحوی کے احتمالات:

خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب نحوی میں متعدد احتمالات بیان کیے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(i) هُوَ ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرفوع محلاً مبتداء بـالاهتداء جار با مجرور متعلق ہوا ظرف لغو حقیق کے، حقیق اپنے متعلق سے مل کر خبر بنی۔ مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(ii) هو بالاهتداء حقیق یہ جملہ اسمیہ صفت ہے هدًى نکرہ موصوف کی۔

(iii) یہ جملہ حال متداخل ہو یعنی هدًى بمعنی هادیًا اور هادیًا کی ضمیر سے حال بنایا جائے یعنی معنی وہی رہے گا، کیونکہ حال فاعل اور مفعول کی حالت کو بیان کرتا ہے۔

(iv) یہ جملہ مستانفہ ہو لہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے، اس صورت میں اس کا تعلق مفعول بہ سے ہوگا یعنی رسول اللہ سے۔

سوال نمبر 5: ویقتسمان بالضرورة والاكتساب بالنظر وهو ملاحظة المعقول لتحصيل المجهول.

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، یقتسمان کا فاعل متعین کریں نیز لفظ "بالضرورة" کی قید کا فائدہ تحریر

کریں؟
(۲) لفظ معلوم سے معقول کی طرف عدول کرنے کے کوئی دو فوائد قلمبند کریں؟
جواب: (ا) ترجمہ عبارت: تصور اور تصدیق دونوں اپنا حصہ حاصل کرتے ہیں وصف ضرورت (حصول بلا نظر) اور وصف اکتساب (حصول بالنظر) دونوں سے۔ وہ معلوم سے مجہول کو حاصل کرتا ہے۔

یقتسمان کا فاعل:

عبارت مذکورہ میں لفظ "یقتسمان" استعمال ہوا ہے جو تثنیہ مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے، اس کا فاعل الف ہے جو علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل ہے جبکہ اس سے مراد تصور اور تصدیق ہیں یعنی یقتسمان کا فاعل تصور اور تصدیق ہیں۔

"بالضرورۃ" کی قید کا فائدہ:

شارح بعض مناطقہ کا رد کرنا چاہتے ہیں کہ بعض مناطقہ اس تقسیم کے لیے دلیل دی ہے لیکن علامہ یزدی کہتے ہیں کہ اس تقسیم کے لیے کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ متن میں بالضرورۃ کا لفظ جو استعمال ہوا ہے اس کے دو معانی ہیں اور دونوں درست ہیں:

(i) بالضرورۃ کا معنیٰ ہے: بداہت یعنی واضح ہونا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تصور اور تصدیق واضح طور پر ضروری و نظری کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔
(ii) بالضرورۃ کا معنیٰ وجوبی، مطلب یہ ہے کہ تصور و تصدیق وجوبی طور پر تقسیم ہوتے ہیں اور دونوں معانی بالکل صحیح ہیں۔

(۲) لفظ "معلوم" سے "معقول" کی طرف عدول کرنے کے فوائد:

جمہور مناطقہ نے لفظ "معلوم" استعمال کیا تھا جبکہ مصنف نے ان کے مقابل لفظ "معقول" استعمال کیا ہے اور اس عدول کے کثیر فوائد ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- لفظ "معلوم"، علم سے ماخوذ ہے اور علم چھ معانی کے لیے آتا ہے جن میں سے کسی معنیٰ کا تعین کرنا دشوار ہوتا ہے جبکہ لفظ "معقول"، عقل سے ماخوذ ہے اور اس کا معنیٰ بھی ایک ہے جس کے سمجھنے میں دشواری نہیں ہے۔

۲- نظر و فکر جس طرح تصدیقات میں جاری ہوتی ہے اسی طرح تصورات میں بھی جبکہ معلوم کا اطلاق صرف مرکبات پر ہوتا ہے جبکہ معقول کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔

۳- نظر و فکر جس طرح مرکبات میں جاری ہوتی ہے اسی طرح مفردات میں بھی جبکہ معلوم کا اطلاق صرف مرکبات پر ہوتا ہے جبکہ معقول کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔

سوال نمبر 6: فصل: المفهوم ان امتنع فرض صدقه على كثيرين فجزئي والافكلي

(۱) ترجمہ کریں نیز مفہوم، معنی اور مدلول میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(۲) جزئی کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ یہاں "فرض" کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت، مفہوم، معنی اور مدلول کی وضاحت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) جزئی کی تعریف اور یہاں فرض کا معنی:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید ترجمہ وتفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: طسم الله اعلم بمراده بذالك تلك ای هذه الايات ايت الكتاب القرآن...... المبين المظهر الحق من الباطل لعللك يا محمد باخع نفسك قاتلها غما من اجل ان لايكونوا ای اهل مكة مؤمنين......

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ "ايت الكتاب" میں اضافت کونسی ہے؟ ۱۲+۵=۱۷

(ب) آیت مبارکہ میں مذکور "لعل" کس معنی کے لیے استعمال ہوا ہے؟ اپنا موقف بیان کرنے کے بعد اس کے مطابق معنی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) "طسم" مذکورہ حروف کے معانی کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی جانتا ہے؟ اپنا موقف بالدلیل لکھیں۔ ۷

سوال نمبر 2: اذ قال موسى لاهله زوجته عند مسيره من مدين الى مصر انى انست ابصرت من بعيد نارا ساتيكم منها بخبر عن حال الطريق وكان قد ضلها او اتيكم بشهاب قبس بالاضافة للبيان وتركها ای شعلة نار فی رأس فتيلة او عود لعلكم تصطلون.

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت میں مذکور لفظ "تصطلون" صیغہ بیان کر کے تعلیل کریں؟ ۱۲+۸=۲۰

(ب) مذکورہ آیت سے اگلی آیات کی روشنی میں بتائیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس موقع پر کون کون سے معجزات عطا کیے گئے؟ ۱۳

سوال نمبر 3: انی وجدت امراة تملكهم ای هی ملكة لهم اسمها بلقيس واوتيت من

كل شيء تحتاج اليه الملوك من الآلة والغدة ولها عرش سرير عظيم .

(الف) ترجمہ کریں نیز ملکہ بلقیس کی حکومت کس ملک میں تھی؟ اور ہدہد کو سلیمان علیہ السلام نے کس کام کے لیے طلب فرمایا تھا؟ ۱۰+۵+۵=۲۰

(ب) واپس آجانے کے بعد ہدہد عاجزی کی جس کیفیت سے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا وہ بیان کریں؟ نیز بلقیس کا تخت کس طرح کا تھا؟ ۷+۶=۱۳

سوال نمبر4: اذ قال لقمن لابنه وهو يعظه يبنى تصغير اشفاق لاتشرك بالله ان الشرك بالله لظلم عظيم فرجع اليه واسلم .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز "ولقد اتينا لقمن الحكمة" حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح کی حکمت سے نوازا تھا؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو جو نصیحتیں فرمائی تھیں اگلی آیات کی روشنی میں وہ نصیحتیں تحریر کریں؟ ۱۳۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید (ترجمہ وتفسیر)

سوال نمبر1: طسم الله اعلم بمراده بذالك تلك اى هذه الايات آيت الكتاب القرآن...... المبين المظهر الحق من الباطل لعللك يا محمد باخع نفسك قاتلها غما من اجل ان لايكونوا اى اهل مكة مؤمنين......

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ "آيت الكتاب" میں اضافت کونسی ہے؟

(ب) آیت مبارکہ میں مذکور "لعل" کس معنی کے لیے استعمال ہوا ہے؟ اپنا مؤقف بیان کرنے کے بعد اسکے مطابق معنی تحریر کریں؟

(ج) "طسم" مذکورہ حروف کے معانی کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی جانتا ہے؟ اپنا مؤقف بالدلیل لکھیں۔

جواب: (الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ اور "آيت الكتاب" میں اضافت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) آیت مبارکہ میں مذکور "لعل" کا معنی:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) "طٰسٓمٓ" کے معانی کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی جانتا ہے:

حروف مقطعات، حروف متشابہات میں شمار ہوتے ہیں، ذاتی طور پر ان کے معانی و مفاہیم اللہ تعالیٰ جانتا ہے مگر اس کی عطاء سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں خواہ بتانے کی اجازت نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہر نبی تلمیذ خداوندی ہوتا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی معلم نہیں ہے اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی تلمیذ نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ: وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یقیناً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی طرح حروف مقطعات کی تعلیم دی ہوگی خواہ مخلوق (امت) کو بتانے کی اجازت نہ دی۔ ثابت ہوا کہ حروف مقطعات کے معانی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کی عطاء و تعلیم سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ بالصواب۔

سوال نمبر2: اذ قال موسٰی لاهله زوجته عند مسیره من مدین الی مصر انی اٰنست ابصرت من بعید نارا ساٰتیکم منها بخبر عن حال الطریق و کان قد ضلها او اٰتیکم بشهاب قبس بالاضافة للبیان وترکها ای شعلة نار فی رأس فتیلة او عود لعلکم تصطلون۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت میں مذکور لفظ "تصطلون" صیغہ بیان کر کے تعلیل کریں؟

(ب) مذکورہ آیت سے اگلی آیات کی روشنی میں بتائیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس موقع پر کون کون سے معجزات عطا کیے گئے؟

جواب: (الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ:

اس وقت کا قصہ ذکر کیجیے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ سے کہا: جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مدین سے مصر کی طرف عازم سفر ہوئے کہ میں نے دیکھی ہے دور سے آگ، ابھی وہاں سے میں کوئی خبر لاتا ہوں راستہ کے بارے میں، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے تھے یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں۔ یہ اضافت بیانیہ ہے اور بغیر اضافت کے پڑھنا بھی قرأت میں ثابت ہے بدل یا صفت کی صورت میں یعنی کسی بتی کے سر کو جلا کر آگ کا شعلہ یا لکڑی کا ٹکڑا جلا کر تا کہ تم سینک لو۔

"تصطلون" صیغہ اور تعلیل:

صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب افتعال ناقص یائی۔

تعلیل: مشہور صرفی قانون کے مطابق باب افتعال کی تاء کو طاء کے ساتھ تبدیل کیا گیا ہے، تصتلون سے تصطلون ہوگیا اور یہ صلی بالنار سے ماخوذ ہے۔

(ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چند مشہور معجزے:

اس آیت کے بعد والی آیات میں چند معجزات کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے اور وہ حسب ذیل ہیں:

(i) ذات باری تعالیٰ سے بلاواسطہ گفتگو کرنا۔

(ii) آپ کا عصا اژدہا بن گیا اور اس نے جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا۔

(iii) آپ کو ید بیضا کا معجزہ عنایت کیا گیا یعنی اپنا دست اقدس اپنی آستین سے نکالتے تو چاند کی طرح سفید دکھائی دیتا تھا۔

(iv) آپ کو کامیابی اور جادوگروں کو شکست ہوئی بلکہ وہ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔

سوال نمبر3: انی وجدت امرأۃ تملکھم ای ھی ملکۃ لھم اسمھا بلقیس واوتیت من کل شیء تحتاج الیہ الملوک من الألۃ والعدۃ ولھا عرش سریر عظیم۔

(الف) ترجمہ کریں، نیز ملکہ بلقیس کی حکومت کس ملک میں تھی؟ اور ہدہد کو سلیمان علیہ السلام نے کس کام کے لیے طلب فرمایا تھا؟

(ب) واپس آ جانے کے بعد ہدہد عاجزی کی جس کیفیت سے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا وہ بیان کریں؟ نیز بلقیس کا تخت کس طرح کا تھا؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

میں نے پایا ایک عورت کو جو ان پر حکومت کرتی ہے کہ وہ ان کی ملکہ ہے اور اس کا نام بلقیس ہے۔ اس کو ہر قسم کا سامان جس کی حکومت کو ضرورت ہوتی ہے ساز وسامان میسر ہے۔ اس کے پاس ایک بڑا تخت ہے۔

ملکہ بلقیس کی حکومت کس ملک پر:

قبیلہ سبا کی مشہور خاتون ملکہ بلقیس کی حکومت ملک یمن پر تھی اور یہ ملک ہر زمانہ میں مشہور ومعروف رہا ہے جبکہ دور حاضر میں بھی اس کی یہی کیفیت ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہدہد کو طلب کرنے کا مقصد:

انسانوں کی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت پرندوں پر بھی تھی، ہدہد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خصوصیت عطا کی گئی تھی کہ وہ زمین پر اپنی چونچ رکھ کر پانی کی اطلاع دے دیتا تھا، پھر حسب ضرورت دوسرے پرندے پانی نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو نماز کی ادائیگی کے لیے وضو کرنے کی ضرورت پیش آئی اور زیرِ زمین پانی کی راہنمائی کے لیے ہدہد موجود نہیں تھا۔ آپ نے اپنی ضرورت کے تحت اسے طلب کیا تھا۔

(ب) بارگاہ نبوت میں ہدہد کے حاضر ہونے کا منظر:

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو طلب کیا تو وہ بلا تاخیر متواضع ہو کر حاضر ہوا، بایں صورت کہ اپنا سر اٹھائے ہوئے، اپنی دم اور بازو جھکائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے معاف کر دیا، کیونکہ وہ اپنے کسی ذاتی معاملہ کی وجہ سے نہیں بلکہ حکومتی مسئلہ کی وجہ سے غیر حاضر تھا۔

تختِ بلقیس کی کیفیت:

تختِ بلقیس کی لمبائی اسی گز، اس کا عرض چالیس گز اور بلندی تیس گز جو کہ سونے اور چاندی سے ڈھالا گیا تھا۔ اس پر موتی اور یاقوت، احمر اور زبرجد سبز اور زمرد جیسی قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس کے پائے یاقوت سرخ اور زبرجد سبز اور زمرد کے تھے، اس تخت پر سات کمرے تھے اور ہر کمرہ کا ایک بند دروازہ تھے۔

سوال نمبر 4: وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ فَرَجَعَ اِلَيْهِ وَاَسْلَمَ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز "وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ" حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح کی حکمت سے نوازا تھا؟

(ب) حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو جو نصیحتیں فرمائی تھیں اگلی آیات کی روشنی میں وہ نصیحتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

آپ یاد کیجیے جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے بیٹا! یہ تصغیر ہے بر بنائے شفقت، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بیشک اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا ظلم ہے، بیٹے نے شرک ترک کر دیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

"وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ" میں حکمت سے مراد:

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کو بے شمار انعامات سے نوازا تھا، اس آیت میں حکمت سے مراد علم، دیانت، گفتگو میں پختگی اور دانائی کی بہت سی باتیں ہیں۔

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی حکیمانہ باتیں:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر کو حکمت و علم سے معمور نصائح سے نوازا تھا، ان میں سے

چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- والدین کے ساتھ ہر حالت میں حسن سلوک کرنا۔

۲- ہر برائی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

۳- اللہ تعالیٰ ہر نیکی اور ہر برائی سے باخبر ہے۔

۴- آپ باقاعدگی سے نماز ادا کیا کریں۔

۵- اچھے کاموں کی لوگوں کو نصیحت کرو اور برے کاموں سے روکو۔

٦- مصیبت کے وقت صبر کے دامن کو مت چھوڑو۔

۷- تکبر کی وجہ سے لوگوں سے اعراض مت کرنا۔

۸- زمین پر اکڑ کر مت چلنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا۔

۹- اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو۔

۱۰- گفتگو کے وقت اپنی آواز کو پست رکھو اور سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث و عربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول سے کوئی دو سوال اور قسم ثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

قسم اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر1: عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه قيل فمن مات صغيرا يا رسول الله قال الله اعلم بما كانوا عاملين

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظوں کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) مشرکین کے فوت ہو جانے والے چھوٹے بچوں کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں اختلاف مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر2: عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر بشاة ميتة لسودة فقال ما على اهلها لو انتفعوا باهابها فسلخو جلد الشاة فجلوه سقاءً فى البيت حتى صارت شنا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) دباغت کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں نیز دباغت کے طریقے تحریر کریں؟ ۷+۸=۱۵

سوال نمبر3: حدثنى الزهرى عن سالم عن ابيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة وعند التكبير وعند الرفع منه

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور عدم رفع یدین پر کوئی ایک دلیل بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کی کہاں ملاقات ہوئی تھی اور دونوں کے درمیان رفع یدین کے موضوع پر کیا مکالمہ ہوا؟ وضاحت کریں۔ ۱۵

﴿قسم ثانی......عربی ادب﴾

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور ان کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟ (۵×۴=۲۰)+(۵×۲=۱۰)۳۰

۱- وقوفا بها صحبى على مطيهم يقولون لاتهلك اسى وتجمل

۲- ويوم دخلت الخدر خدر عنيزة فقالت لك الويلات انك مرجلى

۳- وماذرفت عيناك الا لتضربى بسهميك فى اعشار قلب مقتل

۴- وواد كجوف العير قفر قطعته به الذئب يعوى كالخليع المعيل

۵- فظل طهدة القوم من بين منضج صفيف شواء او قدير معجل

۶- تربعت القفين فى الشول ترتعى حدائق مولى الاسرة اغيد

۷- وارو ع نياض احذ ململم كمرداة صخر فى صفيح مصمد

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۵×۲=۱۰

(۱) مبرم، (۲) روعات، (۳) برجد، (۴) العنيف، (۵) الوشاح، (۶) اسفنجة، (۷) لم تنتطق

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی

قسم اول......حدیث (مسند امام اعظم)

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه قيل فمن مات صغيرا يا رسول الله قال الله اعلم بما كانوا عاملين

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظوں کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟

(ب) مشرکین کے فوت ہو جانے والے چھوٹے بچوں کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے اختلاف مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ

فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں، آپ سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! جو بچہ بچپن میں فوت ہو جائے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے وہ بچے (بڑے ہو کر) کیا کرنے والے تھے۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

يُهَوِّدَانِ اور يُنَصِّرَانِ دونوں صیغہ تثنیہ مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ پہلا صیغہ اجوف واوی جبکہ دوسرا صحیح ہے۔ دونوں کے بعد ضمیر "ہ" مفعول بہ ہے۔ دونوں جملے معطوف اور معطوف علیہ مل کر مرفوع محلاً خبر اور "ابواہ" مبتداء، مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر ہوا۔

(ب) مشرکین کے فوت ہو جانے والے چھوٹے بچوں کے بارے میں اقوال:

مشرکین کے فوت ہو جانے والے چھوٹے بچوں کے بارے میں مفکرین، محدثین اور محققین کے متعدد اقوال ہیں:

۱- وہ جنت میں جائیں گے، کیونکہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، وہ نہ مشرک ہوتا ہے اور نہ کافر۔

۲- وہ بچے اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے اور جنت میں ان کی خدمات انجام دیں گے۔

۳- علم باری تعالیٰ کے مطابق ان میں سے جو بڑے ہو کر اہل جنت کے کام کرنے والے ہوں گے وہ جنت میں اور جو اہلِ جہنم کے اعمال کرنے والے تھے وہ جہنم میں جائیں گے۔

۴- وہ بچے جنت میں داخل نہیں ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جنت کے اعمال نہیں کیے۔ وہ جہنم میں بھی نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جہنم کے بھی اعمال نہیں کیے بلکہ وہ مقام "اعراف" میں رہیں گے۔

۵- آخرت میں انہیں بطور آزمائش جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا، جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو آتش دوزخ ان کے لیے باغ بہار بن جائے گی جس طرح آتش نمرودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے باغ بہار بن گئی تھی۔ تاہم جو بچے دوزخ میں جانے سے انکار کر دیں گے، وہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ لِسَوْدَةَ فَقَالَ مَا عَلٰى اَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِاَهَابِهَا فَسَلَخُوْا جِلْدَةَ الشَّاةِ فَجَعَلُوْهُ سِقَاءً فِي الْبَيْتِ حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) دباغت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں نیز دباغت کے طریقے تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا جو حضرت سودہ کی تھی، آپ نے فرمایا: بکری کے مالکوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بکری کی کھال سے نفع اٹھاتے، تو مالکوں نے اس کی کھال اتاری، اس سے اپنے گھر کے لیے مشکیزہ تیار کیا حتیٰ کہ وہ مشکیزہ (کثرت استعمال سے) پرانا ہو گیا۔

(ب) دباغت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

دباغت کا لغوی معنیٰ ہے: کسی چیز کو رنگنا اور اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: کسی بھی طریقہ سے کھال کو خشک کر کے اس کی رطوبت ختم کرنا اور اسے قابل استعمال بنانا۔

کھال کو دباغت دینے کا طریقہ:

سور اور انسان کے علاوہ ہر جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے، اس کا کسی بھی طریقہ سے استعمال میں لانا جائز ہے۔ سور کی کھال پاک نہیں ہوتی، کیونکہ وہ نجس العین جانور ہے۔ انسان کی کھال اس لیے پاک نہیں ہوتی کہ اس کے آداب کے منافی ہے۔

کھال کو دباغت دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو نمک وغیرہ یا کسی دوائی سے پکا کر یا محض دھوپ یا ہوا یا دھول سے خشک کیا جائے۔ اس کی تمام تر بدبو ختم ہو جائے تو پھر اسے کسی بھی مقصد کے لیے استعمال میں لانا جائز ہوگا۔ سور کے علاوہ کسی بھی جانور کی کھال خواہ وہ حلال ہو یا حرام، یا اس کے ذبح کے وقت اس پر عمداً بسم اللہ پڑھنا ترک کی گئی ہو یا کسی مردار کی ہو۔ جب اسے کسی بھی طریقہ سے خشک کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ اسے بطور جائے نماز یا مشکیزہ وغیرہ تیار کر کے استعمال میں لانا درست ہے۔

سوال نمبر 3: حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة وعند التکبیر وعند الرفع منه

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور عدم رفع یدین پر کوئی ایک دلیل بیان کریں؟

(ب) امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کی کہاں ملاقات ہوئی تھی اور دونوں کے درمیان رفع یدین کے موضوع پر کیا مکالمہ ہوا؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث شریف:

حضرت سالم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم نماز کے آغاز میں رفع یدین فرماتے، پھر تکبیر کہتے وقت اور پھر اس (رکوع) سے اٹھتے وقت بھی۔

ترک رفع یدین پر ایک دلیل:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو نماز کی چابی ہے، تکبیر تحریمہ اس کی تحریم (نماز کے خلاف ہر حرکت وفعل کو حرام کرنے والی) ہے، سلام اس کی تحلیل (ہر حرکت وفعل کو حلال قرار دینے والی چیز) ہے اور ہر دو رکعت پر سلام ہے۔ (امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، مسند امام اعظم، رقم الحدیث: ۹۸)

(ب) امام اعظم اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی ملاقات:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی ملاقات مکہ معظمہ میں ''دار الحناطین'' مقام میں ہوئی تھی اور دونوں کے مابین ''رفع یدین'' کے موضوع پر مکالمہ بھی ہوا تھا۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مکالمہ:

دونوں اماموں کے مابین رفع یدین کے موضوع پر مکالمہ ہوا تھا، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

امام اوزاعی: رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت آپ لوگ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

امام اعظم: اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

امام اوزاعی: یہ کیسے ممکن ہے۔ حضرت امام زہری نے حضرت سالم کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت مجھے بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آغاز نماز کے وقت، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

امام اعظم: اس روایت کے خلاف اسی سند سے ہمارے پاس حدیث موجود ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف آغاز نماز کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

امام اوزاعی: میں آپ کی خدمت میں: عن الزهري عن سالم عن ابيه کی سند پیش کرتا ہوں جبکہ آپ مجھے: حدثني حماد عن ابراهيم بتاتے ہیں (یعنی آپ کی سند کے مقابلہ میں میری سند زیادہ قوی ہے۔)

امام اعظم: حضرت امام حماد، حضرت امام زہری سے ثقہ فقیہ تھے، حضرت ابراہیم نخعی حضرت امام سالم سے زیادہ فقیہ اور حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فقہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کم نہیں تھے۔ خواہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا درجہ حاصل تھا لیکن حضرت اسود رضی اللہ عنہ کو دوسرے کمالات حاصل تھے، پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو اپنی خصوصیات کے سبب

اپنی مثال آپ تھے۔
یہ گفتگو سن کر حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاموشی اختیار کر لی۔

قسم ثانی......عربی ادب

سوال نمبر 4: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اوران کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

۱- وقوفا بها صحبي على مطيهم	يقولون لاتهلك اسى وتجمل
۲- ويوم دخلت الخدر خدر عنيزة	فقالت لك الويلات انك مرجلي
۳- وما ذرفت عيناك الا لتضربي	بسهميك في اعشار قلب مقتل
۴- وواد كجوف العير قفر قطعته	به الذئب يعوى كالخليع المعيل
۵- فظل طهدة القوم من بين منضج	صفيف شواء او قدير معجل
۶- تربعت القفين في الشول ترتعي	حدائق مولى الاسرة اغيد
۷- واروع نباض احذ ململم	كمرداة صخر في صفيح مصمد

جواب: ترجمہ اشعار:

۱- (میں نالاں تھا) اوراحباب میرے پاس ان میدانوں میں اپنی سواریوں کو روکے ہوئے کہہ رہے تھے کہ غم کی وجہ سے ہلاک نہ ہو اور صبر جمیل اختیار کر۔

۲- اور جس دن میں ہودج میں یعنی عنیزہ کے ہودج میں داخل ہوا، اس نے مجھے کہا: تیرا ناس ہو تو مجھے پیادہ پا کرنے والا ہے۔

۳- تیری دونوں آنکھیں اشکبار ہوئیں لیکن صرف اس لیے کہ تو اپنے دونوں (آنکھوں کے) تیروں کو میرے شکستہ دل کے ٹکڑوں پر مارے۔

۴- میں نے ایسے بہت سے جنگلوں کو قطع کیا جو گدھے کے پیٹ کی طرح یا حمار بن مویلع کے جنگل کی طرح خالی تھے، جن میں بھیڑیا ہارے ہوئے کثیر العیال جواری کی طرح روز ہا تھا۔

۵- قوم کے گوشت پکانے والے یا گرم پتھروں پر پھیلائے گوشت کو کباب کرنے والوں یا ہانڈی کے جلد پکائے ہوئے گوشت کے پکانے والوں میں منقسم ہو گئے۔

۶- اس اونٹنی نے موسم بہار مقام قفین میں ایسی خشک تھن والی اونٹنیوں کے ساتھ چرتے ہوئے گزارا جو اس وادی کے باغات میں چر رہی تھیں، جس کی زمین نرم تھی اور سبزہ زار باران دوم سے سیراب کیے جا چکے تھے۔

۷- اس کا دل ذکی، تیز حرکت، ہلکا اور سریع، سخت وقوی ہے جیسے چوڑے پتھروں میں پتھر کا ایک سنگ

شکن آلود ہو۔

خط کشیدہ صیغوں کی وضاحت:

۱-لَاتَہْلِكْ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل نہی معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ ہلاک ہونا۔

۲-دَخَلْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف صحیح از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ داخل ہونا۔

۳-لِتَضْرِبِيْ: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ یَفْعِلُ۔

۴-یَعْوِيْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد لفیف مقرون از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ بھیڑیے یا کتے کا اپنی تھوتھنی اٹھا کر مسلسل چیخنا۔

۵-مُنْضِجٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال پکانا، تیار کرنا۔

۶-تَرْتَعِيْ: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال چرنا۔

۷-مُلَمْلَمٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ از باب فعللہ ٹھوس ہونا۔

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱)مبرم، (۲)روعات، (۳)برجد، (۴)العنیف، (۵)الوشاح، (۶)سفنجة، (۷) لم تنتطق

جواب: الفاظ کے معانی:

(۱)مضبوط، (۳)دھاری دار موٹی چادر، (۵)دولڑیوں والا ہار، (۶)طویل، (۷) پہننا۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ومن لم يجد الماء وهو مسافر او خارج المصر بينه وبين المصر نحو ميل او اكثر يتيمم بالصعيد

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور تیمم کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟ ۶+۸=۱۴

(ب) تیمم کا سنت طریقہ تحریر کریں نیز ائمہ کے نزدیک تیمم میں نیت کی کیا حیثیت ہے؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: كل اهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلوة فيه والوضوء منه الاجلد الخنزير والأدمي .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟ ۵+۸=۱۳

(ب) انسان اور مردار جانور کے بال اور ہڈیاں پاک ہیں یا ناپاک؟ ائمہ کا اختلاف مع دلائل بیان کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 3: ولا يطول الامام بهم الصلوة لقوله عليه السلام من ام قوما فليصل بهم صلوة اضعفهم فان فيهم المريض والكبير وذاالحاجة ويكره للنسآء ان يصلين وحدهن الجماعة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ مسئلہ کی دلیل بیان کریں؟ ۸+۵=۱۳

(ب) اولی بالامامۃ کون ہے؟ بالترتیب مع دلیل بیان کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 4: لا تصح الجمعة الافى مصر جامع او فى مصلى المصر ولاتجوز فى القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولااضحى الافى مصر جامع

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۶+۷=۱۳

(ب) صحت جمعہ کی شرائط قلمبند کریں نیز بتائیں کہ جمعہ کن کن لوگوں پر واجب نہیں ہے؟ ۱۵+۵=۲۰

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: ومن لم يجد الماء وهو مسافر او خارج المصر بينه وبين المصر نحو ميل او اكثر يتيمم بالصعيد

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور تیمم کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟

(ب) تیمم کا سنت طریقہ تحریر کریں' نیز ائمہ کے نزدیک تیمم میں نیت کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

اور جو شخص پانی نہ پائے جبکہ وہ حالت سفر میں ہو یا شہر کے باہر ہو، اس کے اور شہر کے درمیان ایک میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو، تو پاک مٹی کے ساتھ تیمم کیا جائے گا۔

تیمم کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

تیمم کا لغوی معنیٰ ہے: قصد کرنا، ارادہ کرنا۔ اس کا شرعی واصطلاحی معنیٰ ہے: القصد الى الصعيد الطاهر للتطهر یعنی حصول طہارت کے لیے پاک مٹی کا ارادہ کرنا۔

(ب) تیمم کا مسنون طریقہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی: التيمم ضربتان کے پیش نظر تیمم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ متیمم حصول طہارت کے قصد سے دوبار اپنے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارے، پہلی ضرب کے بعد اپنے چہرے کا مسح کرے اور دوسری ضرب کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔ تاہم ہاتھوں کو زمین پر مارنے کی وجہ سے زیادہ مٹی لگ جائے تو انہیں جھاڑ لیا جائے تاکہ چہرہ خاک آلودنہ ہو۔

تیمم میں نیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

اس بات پر سب آئمہ کا اتفاق ہے کہ وضو کرتے وقت نیت شرط نہیں ہے۔ کیا تیمم میں نیت شرط ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ہمارا اور حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے مابین اختلاف ہے۔ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تیمم میں نیت شرط نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ تیمم وضو کا خلیفہ ہے، جب اصل (وضو) میں نیت شرط نہیں ہے تو فرع میں بھی نیت شرط نہیں ہے، اگر ہم تیمم میں نیت شرط قرار دیں تو فرع کا اصل کے خلاف ہونا لازم آئے گا جو درست نہیں ہے۔

ہمارا مؤقف ہے کہ تیمم میں نیت شرط ہے، اگر شرط نہ پائی گئی تو مشروط (تیمم) بھی نہیں پایا جائے گا۔

اس سلسلہ ہمارے دو دلائل ہیں:

(i) لفظ تیمم لغت میں قصد وارادہ کو کہا جاتا ہے اور قصد ہی کا دوسرا نام نیت ہے۔ لہٰذا نیت کے بغیر تیمم نہیں ہوگا۔

(ii) تیمم مٹی سے کیا جاتا ہے اور مٹی ہر حالت میں نماز کے لیے مطہر نہیں ہے، بلکہ مٹی کے مطہر ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ پانی دستیاب نہ ہو، تیمم نماز کے واسطے اور نماز کے ارادہ سے کیا جارہا ہو اور ارادہ کا نام ہی نیت ہے۔ تو ثابت ہوا تیمم میں نیت شرط ہے۔

سوال نمبر 2: كُلُّ اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ وَجَازَتِ الصَّلٰوةُ فِيْهِ وَالْوُضُوْءُ مِنْهُ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيْرِ وَالْاٰدَمِيِّ.

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) انسان اور مردار جانور کے بال اور ہڈیاں پاک ہیں یا ناپاک؟ ائمہ کا اختلاف مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

ہر چمڑہ دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے، اس میں نماز جائز ہے اور اس سے وضوء بھی درست ہے ماسوائے خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے۔

(ب) انسان اور مردار کے بال اور ہڈیوں کے پاک ہونے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں مردار جانور کے بال اور اس کی ہڈیاں نیز سینگ، ناخن اور کھر وغیرہ سب پاک ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ سب چیزیں مردار کے اجزاء ہیں اور مردار اپنے تمام اجزاء کے ساتھ ناپاک ہے۔ لہٰذا یہ اشیاء بھی ناپاک قرار پائیں گی۔

اس سلسلہ میں ہماری دلیل یہ ہے کہ مردار اس چیز کو کہا جاتا ہے جس میں زندگی ہو جبکہ بال وغیرہ میں زندگی تو درکنار زندگی کی رمق تک نہیں ہوتی، کیونکہ اگر ان اشیاء میں حیات ہوتی تو یقیناً ان کے کاٹنے سے جانور کو تکلیف ہوتی، جبکہ مشاہدہ ہے کہ اگر آپ جانور کے پورے بال کاٹ لیں تو بھی اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان میں حیات نہیں ہے، جب ان میں حیات نہیں تو پھر ان کے مرنے یا مردار ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جب یہ مردار نہیں ہیں تو ناپاک بھی نہیں ہیں۔

اسی سلسلہ میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ احناف کے ہاں انسان کے بال اور اس کی ہڈیاں پاک ہیں جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ انہیں ناپاک قرار دیتے ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ انسان کے کسی بھی حصہ سے انتفاع درست ہے اور نہ کسی جز کی خرید وفروخت روا ہے۔اگر انسانی بال اور ہڈی وغیرہ چیزیں پاک ہوتیں تو ان کی بیع وشراء بھی جائز ہوتی۔لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ اشیاء ناپاک ہیں۔

اس بارے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ انسان کے کسی بھی جز سے انتفاع کی ممانعت یا اس کی بیع وشراء ناجائز ہونے سے اس کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ انسان کی کرامت واحترام کی وجہ سے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بار امانت کو انسانوں کے حوالے کر کے انہیں بزرگی وبرتری عطا فرمائی ہے۔اب اگر ہم انسانی اجزاء واعضاء کی خرید وشراء اور اس سے انتفاع کو جائز قرار دیں تو انسان کی توہین وتذلیل ہے اور ہمیں اس کا حق نہیں ہے۔

سوال نمبر3: ولا يطول الامام بهم الصلوة لقوله عليه السلام من ام قوما فليصل بهم صلوة اضعفهم فان فيهم المريض والكبير وذاالحاجة ويكره للنسآء ان يصلين وحدهن الجماعة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ مسئلہ کی دلیل بیان کریں؟

(ب) اولیٰ بالامامۃ کون ہے؟ بالترتیب مع دلیل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور امام لوگوں کو لمبی نماز نہ پڑھائے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص امامت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کو ہلکی پھلکی نماز پڑھائے، اس لیے کہ نمازیوں میں بیمار، بوڑھے اور حاجتمند لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔اور خواتین کا تنہا باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

خط کشیدہ مسئلہ کی دلیل:

عورتوں کے لیے مردوں کے بغیر تنہا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لیے جب بھی اور جس طرح بھی عورتوں کی جماعت ہوگی اس میں فعل حرام کا ارتکاب ہوگا، چونکہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اس لیے اس کی ادائیگی کے لیے فعل حرام کا ارتکاب برداشت نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا ان کی جماعت مکروہ تحریمی ہو گی۔تاہم اگر خواتین بضد ہوں کہ تنہا باجماعت نماز ادا کرنا چاہیں تو ان کا امام خواتین کے وسط میں کھڑا ہو گا۔یاد رہے ابتداء اسلام میں خواتین کو تبلیغ کے پیش نظر تنہا خواتین کی جماعت جائز تھی اور بعد میں اس کا حکم منسوخ ہو گیا۔اس زمانہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو نماز پڑھاتی تھیں اور خود ان کے وسط (مرد کی طرح آگے نکل کر نہیں) میں کھڑا ہوتی تھیں۔

(ب) امامت کا زیادہ حقدار کون:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ طرفین کے ہاں امامت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو صحت مخارج کے ساتھ قرآن پڑھنے کے ساتھ ساتھ لوگوں سے یعنی فقہ وشریعت کے بارے میں سب سے زیادہ واقف ہو۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے' جو سب سے بڑا قاری ہو اور قرآن کریم نہایت عمدگی کے ساتھ پڑھتا ہو، کیونکہ قرأت نماز کا ایک رکن ہے، اس لیے اس میں مہارت رکھنے والا سب سے زیادہ مستحق امامت ہے جبکہ علم کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کبھی نماز میں فساد کی صورت پیدا ہو اور عام طور پر قراء حضرات اتنا علم رکھتے ہیں جو مفسد نماز کی اصلاح کر سکیں۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل اور طرفین کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قرأت کی ضرورت صرف ایک رکن کی وجہ سے ہے اور علم کی ضرورت جملہ ارکان کے لیے ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت کے لیے بھی علم کی ضرورت ہے، اس طرح علم کی ضرورت قرأت کی ضرورت سے عام ہوگی۔

اس طرح اعلم بالسنۃ اقرأ القرآن پر مقدم اور فائق ہوگا۔ مزید ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: فی الهجرة سواء فأفقههم في الدين، فان كانوا في الفقه سواء فأقرأهم للقرآن۔

سوال نمبر 4: لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) صحت جمعہ کی شرائط قلمبند کریں' نیز بتائیں کہ جمعہ کن کن لوگوں پر واجب نہیں ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جمعہ صرف شہر جامع میں یا فنائے شہر میں جائز ہے اور گاؤں میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جمعہ، تشریق اور عیدین کی نمازیں صرف شہر جامع میں مشروع ہیں۔

عبارت کے مسئلہ کی وضاحت:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں صرف شہر یا فنائے شہر میں جمعہ درست ہے، اس کے علاوہ گاؤں اور قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شہر، گاؤں اور بستی وغیرہ سب جگہ جمعہ درست ہے۔ صاحب بنائیہ نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے یہاں ہر اس جگہ جمعہ پڑھنا جائز ہے جہاں چالیس آزاد آدمی مقیم ہوں، سردی وگرمی کے ہر موسم میں وہیں رہتے ہوں۔

(ب) صحت جمعہ کی شرائط:

صحت جمعہ کی بارہ شرائط ہیں:

(۱) آزاد ہونا، (۲) مذکر (مرد) ہونا، (۳) مقیم ہونا، (۴) صحت مند ہونا، (۵) پاؤں کا صحیح وسالم ہونا، (۶) آنکھوں کا صحیح ہونا، (۷) شہر ہونا، (۸) جماعت ہونا، (۹) سلطان وقت یا اس کے نائب کا ہونا، (۱۰) نماز ظہر کا وقت ہونا، (۱۱) خطبہ ہونا، (۱۲) اذن عام ہونا۔

وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں ہے:

چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر جمعہ واجب نہیں ہے:

(۱) غلام، (۲) عورت، (۳) مسافر، (۴) بیمار، (۵) اندھا، (۶) لنگڑا۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الاصل الرابع ای الاصل الرابع بعد الثلثة للاحكام الشرعية هو القياس المستنبط من هذه الاصول الثلثة و كان ينبغي ان يقيده بهذا القيد كما قيده فخر الاسلام وغيره ليخرج القياس الشبهي والعقلي ولكنه اكتفى بالشهرة ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ سے مقصود مصنف کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) کتاب اللہ سے مستنبط قیاس کی کوئی ایک مثال دیں؟ ۶

(ج) نور الانوار کی روشنی میں کتاب اللہ کی تعریف مع اجناس وفصول بیان کریں؟ ۸

سوال نمبر 2: والنهي وهو قوله ای القائل لغيره على سبيل الاستعلاء لاتفعل ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور جو منہی عنہ اپنی ذات یا وصف کے اعتبار سے قبیح ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کی دو دو مثالیں دیں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حرمت مصاہرت زنا سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف مع دلیل بیان کریں؟ ۱۴

سوال نمبر 3: الاستدلال بعبارة النص وباشارته وبدلالته وباقتضاءه ۔

(الف) استدلال کی چاروں قسموں میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟ ۲۰

(ب) استدلال کی مذکورہ چار قسموں کی وجہ حصر نور الانوار کی روشنی میں بیان کریں؟ ۱۴

سوال نمبر 4: (الف) سنت کی تعریف کر کے سنت اور حدیث میں فرق بیان کریں نیز حدیث متواتر کی تعریف کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) عزیمت اور رخصت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ ۴+۴=۸

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت لکھیں؟ ۴+۲+۴=۱۰

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: الاصل الرابع ای الاصل الرابع بعد الثلثة للاحکام الشرعیة هو القیاس المستنبط من هذه الاصول الثلثة و کان ینبغی ان یقیده بهذا القید کما قیده فخر الاسلام وغیره لیخرج القیاس الشبهی والعقلی ولکنه اکتفی بالشهرة.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ سے مقصودِ مصنف کی وضاحت کریں؟

(ب) کتاب اللہ سے مستنبط قیاس کی کوئی ایک مثال دیں۔

(ج) نور الانوار کی روشنی میں کتاب اللہ کی تعریف مع اجناس وفصول بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

احکام شرعیہ کے تین اصول کے بعد چوتھا اصل قیاس ہے جبکہ احکام کا استنباط تین اصول سے ہوتا ہے۔ مصنف کے لیے مناسب تھا کہ اس (خط کشیدہ) الفاظ کا تعریف میں اضافہ کرتے جس طرح فخر الاسلام وغیرہ شارحین نے کیا ہے تا کہ قیاس شبہی اور قیاس عقلی خارج ہو جاتے لیکن مصنف نے مشہور تعریف سے اعراض کرنا پسند نہ کیا۔

شارح کی رائے اور مقصود عبارت کی وضاحت:

شارح حضرت علامہ ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف کو مشورہ دے رہے ہیں کہ کاش وہ قیاس کی تعریف میں خط کشیدہ الفاظ کا اضافہ کر دیتے جس طرح علامہ فخر الاسلام وغیرہ شخصیات نے قیود کا اضافہ کیا ہے۔ پھر مصنف کے علمی مقام کا احترام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شاید انہوں نے مشہور تعریف سے اعراض کرنا پسند نہیں کیا۔

(ب) کتاب اللہ سے مستنبط قیاس کی ایک مثال:

نماز جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید وفروخت (تجارت) بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ''اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کی اذان کہی جائے تو تم ذکر (جمعہ کی نماز) کی طرف آؤ اور خرید و فروخت بند کر دو۔''

اس آیت میں اذان جمعہ ہونے پر تجارت ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے

کاشت کاری ترک کرنے کا حکم لگایا جائے تو بھی کتاب اللہ کی نص کے عین مطابق ہوگا۔

(ج) کتاب اللہ کی تعریف مع جنس وفصول:

اما الكتاب فالقرآن المنزل على الرسول عليه السلام المكتوب في المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبهة .

''بہرحال کتاب وہ قرآن ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا جو مصاحف میں محفوظ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہ تواتر کے ساتھ منقول ہے۔''

الکتاب ''معرف'' ہے اور فالقرآن...... بلاشبهة تک معرف ہے۔ الکتاب جنس ہے جس میں سابقہ کتب شامل تھیں، القرآن فصل اول ہے کہ اس سے باقی کتب ساوی خارج ہو گئیں، المنزل على الرسول عليه السلام کی قید سے باقی صحائف خارج ہو گئے جو مختلف انبیاء پر اتارے گئے تھے، المكتوب في المصاحف کی قید سے وہ آیات خارج ہو گئیں جو منسوخ شدہ ہیں اور المنقول عنه نقلاً متواتراً بلاشبهة کی قید سے مختلف قراءتیں خارج ہو گئیں جو مختلف فیہ ہیں۔

سوال نمبر2: والنهي وهو قوله اى القائل لغيره على سبيل الاستعلاء لاتفعل .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور جو منہی عنہ اپنی ذات یا وصف کے اعتبار سے قبیح ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کی دو دو مثالیں دیں؟

(ب) حرمت مصاہرت زنا سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف مع دلیل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

''اور ''نہی'' استعلاء کی بناء پر کسی کا اپنے غیر کو کسی کام سے روکنے کا نام ہے مثلاً تو نہ کر''۔

اپنی ذات یا وصف کے اعتبار سے قبیح ہونے کی تعریف ومثال:

منہی عنہ قبیح کی دو اقسام ہیں:

۱۔ قبیح لعینہ وضعاً کی تعریف ومثال: قطع نظر شریعت کے وارد ہونے سے اس کی قبح عقلی کے لیے وضع کیا گیا ہو یعنی اس کے قبح کا ادراک عقل سے ممکن ہو مثلاً کفر، یہ اصل وضع ہی میں قبیح ہے، اگر شریعت اس کے قبیح ہونے پر وارد نہ ہو تب بھی عقل سے اس کے قبیح ہونے کا ادراک ممکن ہے، کیونکہ منعم کی ناشکری کا قبیح ہونا عقول سلیمہ میں راسخ ہے۔

۲۔ قبیح لعینہ شرعاً کی تعریف ومثال: اس کے قبیح ہونے کو شریعت نے بیان کیا ہو جبکہ عقل اس کے قبیح ہونے کا ادراک کرنے سے قاصر ہو جیسے آزاد کی بیع اس میں قبح شرعاً ہے، کیونکہ بیع کو لغوی طور پر ایسے معنیٰ کے لیے وضع نہیں کیا گیا جس میں قبح عقلی ہو بلکہ اس کے قبح کو شریعت نے بیان کر دیا، کیونکہ شریعت نے

بیع کی تفسیر مبادلۃ المال بالمال سے کی ہے، جبکہ آزاد شرعاً مال نہیں ہے۔ اسی طرح بے وضو نماز ادا کرنا بھی قبح شرعی ہے، کیونکہ وہ شرعاً نماز پڑھنے کا اہل نہیں ہے۔

(ب) زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

جب کسی عورت سے زنا کیا جائے یا شہوت سے چھولیا جائے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم، امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت امام ابن شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے:

وقال ابراهيم عليه السلام وكانوا يقولون اذا اطلع الرجل على المرأة على مالاتحل له، او لمسها بشهوة فقد حرمنا عليه جميعاً یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اگر آدمی عورت سے صحبت کرے جو اس کے لیے حلال نہیں تھی یا شہوت کے ساتھ اسے چھولیا تو اس پر سب حرام ہو جائیں گی۔ (الکتاب المصنف، ص:48)

(ii) روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک عورت سے ارتکاب زنا کیا تھا، تو اس کی بیٹی سے میں نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میری یہ رائے نہیں اور نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ بیٹی کو اس چیز پر مطلع ہو جس پر اس کی ماں مطلع تھی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ جمہور کا مذہب قوی ہے۔ اور ان کے دلائل مضبوط ہیں، لہٰذا ان کے مذہب کو ترجیح حاصل ہوگی۔

سوال نمبر 3: الاستدلال بعبارة النص وباشارته وبدلالته وباقتضاء ه.

(الف) استدلال کی چاروں قسموں میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟

(ب) استدلال کی مذکورہ چار قسموں کی وجہ حصر نور الانوار کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: (الف) استدلال کی چاروں اقسام کی تعریف اور مثال:

۱- عبارت النص: جو معنی نص سے مقصود ہو، نص کی عبارت ہی اس کی واضح الفاظ میں صراحت کر دے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع حلال قرار دی اور سود کو حرام قرار دیا) قرآن وسنت کی اکثر نصوص اسی نوعیت کی ہیں، اس کو دلالۃ النص بھی کہا جاتا ہے۔

۲- اشارۃ النص: نص کے الفاظ میں کوئی ایسا اشارہ موجود ہو جو اس کے معنی کو واضح کرتا ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (اور معاملہ میں آپ صحابہ سے مشورہ کر لیا کریں) اس میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ امت میں ایک ایسی جماعت ہونا چاہیے جو امت کی راہنمائی کرنے اور

معاملات میں امت ان سے مشاورت کرے۔ اس کو دلالۃ الاشارہ بھی کہا جاتا ہے۔

۳- اقتضاء النص: لفظ اقتضاء کا معنیٰ ہے تقاضی کرنا، اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: عبارت میں کسی لفظ کو محذوف ماننا، اگر اسے محذوف نہ مانا جائے تو مفہوم درست نہ ہو جیسے ارشاد ربانی ہے: وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ (اور بستی والوں سے دریافت کریں) یہاں لفظ ''الْقَرْيَةَ'' سے قبل لفظ ''اهل'' محذوف تسلیم کیا گیا ہے، کیونکہ اس کے بغیر اس جملہ کا مفہوم درست نہیں ہے۔

۴- دلالۃ النص: نص کا حکم کسی ایک معاملہ میں ہو جبکہ دوسرا حکم اس سے خود سمجھا جا رہا ہو مثلاً ارشاد قرآن ہے:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (یعنی تم والدین کو اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں ڈانٹو) تو اس سے یہ بات از خود ثابت ہوگئی کہ والدین کو مارنا اور انہیں برے الفاظ سے یاد کرنا یا پکارنا بھی حرام ہے۔

(ب) استدلال کی چاروں اقسام کی وجہ حصر:

مستدل

ان استدل بنظم	وان لم یستدل بنظم بل بالمعنیٰ

ان کان مسوقاً (عبارۃ النص)	والا (اشارۃ النص)	مفهوما بحسب اللغة (دلالۃ النص)	والا (اقتضاء النص)

سوال نمبر 4: (الف) سنت کی تعریف کر کے سنت اور حدیث میں فرق بیان کریں نیز حدیث متواتر کی تعریف کریں؟

(ب) عزیمت اور رخصت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت لکھیں؟

جواب: (الف) سنت کی تعریف:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر یا صحابہ کے قول، فعل یا تقریر کو سنت کہا جاتا ہے۔

سنت اور حدیث میں فرق:

سنت کا معنیٰ ''طریقہ'' ہے اور اصطلاحی طور پر اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور یا تقریر ہے۔ حدیث کا معنیٰ بات کے ہیں اور اس سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ ہیں۔

حدیث متواتر:

وہ حدیث ہے جسے ہر دور میں اتنے کثیر لوگ روایت کریں کہ ان کا عادتاً جھوٹ پر متفق ہونا منع ہو۔

یہی صورت حال از ابتداء تا انتہاء اس کی سند کی ہے۔

(ب) عزیمت اور رخصت کی تعریف:

۱۔ عزیمت: فالعزیمة وهی اسم لما هو اصل منها غیر متعلق بالعوارض ۔پس عزیمت (اس چیز کا نام ہے جو احکام مشروعہ میں سے اصل ہے عوارض کے ساتھ متعلق نہیں ہے) جیسے ماہ رمضان میں بحالت علالت افطار کو مشروع قرار دیا گیا، پس ماہ رمضان میں مرض کی وجہ سے افطار کا مشروع ہونا عزیمت نہیں بلکہ رخصت ہے۔

عزیمت کی مشہور چار اقسام ہیں:

(i) فرض، (ii) واجب، (iii) سنت، (iv) نفل

۲۔ رخصت: رخصت کا لغوی معنیٰ ہے: الیسر والسهولة (یعنی آسانی وسہولت) اس کا اصطلاحی مفہوم ہے: صرف الامر من العسر الی الیسر بواسطة عذر فی المکلف ۔یعنی کسی مشکل حکم کو آسانی کی طرف پھیرنا مکلف کے کسی عذر کی وجہ سے۔

پھر رخصت کی مشہور دو اقسام ہیں:

(۱) رخصت حقیقت، (۲) رخصت مجاز۔

(ج) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض:

۱۔ تعریف: ایسے قواعد کا جاننا جن کے ذریعے شرعی احکام کا استنباط کیا جائے۔

۲۔ موضوع: دلائل اربعہ (کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع اور قیاس) اور احکام ہیں۔

۳۔ غرض وغایت: شرعی احکام کو ادلہ تفصیلیہ سے جاننا اور مسائل استنباط کرنے کے لیے قواعد معلوم کرنا۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

پانچواں پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد

(الف) کلم جنس ہے یا جمع اور کیسے؟ الف لام جنسی اور تاء وحدت کی ہے اس میں تو منافاۃ ہے۔ مبتداء اور خبر میں مطابقت کیوں نہیں؟ دلائل کے ساتھ جواب دیں۔ ۶+۵+۵=۱۶

(ب) لفظ کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں، نیز کلمات اللہ اور کلمات الجن لفظ کی تعریف میں کیسے داخل ہوں گے؟ دلیل دیں۔ ۵+۵=۱۰

(ج) مصنف نے صاحب مفصل کی تعریف "هي اللفظة الدالة" کو اختیار کیوں نہیں کیا؟ مدلل لکھیں۔ ۸

سوال نمبر 2: وهو اى الاسم قسمان معرب ومبنى

(الف) اسم کی صرف دو قسمیں کیوں ہیں؟ وجہ حصر لکھیں۔ نیز معرب کی تعریف کر کے اجناس و فصول ممتاز کریں؟ ۱۱+۱۱=۲۲

(ب) "وحكمه ان يختلف آخره لفظا او تقديرا" میں لفظا اور تقديرا کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کریں؟ ۱۱

سوال نمبر 3: غير المنصرف مافيه علتان من تسع او واحدة منها تقوم مقامهما۔

(الف) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین کیوں نہیں آتے؟ اور کیا کبھی آ بھی سکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۱+۱۱=۲۲

(ب) عمر اور جمع میں کون سا عدل ہے تحقیقی یا تقدیری؟ دلیل سے ثابت کریں۔ ۱۱

سوال نمبر 4: ومافيه علمية مؤثرة اذا نكر صرف لماتبين۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز معرفہ کو نکرہ بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) احمر یا اس جیسی مثالوں میں نکرہ بنانے کے بعد وصف اصلی کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟ سیبویہ اور اخفش کا اختلاف بیان کریں؟ ۱۲

(ج) علمیت کن کن اسباب میں شرط ہے؟ ۱۱

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

پانچواں پرچہ: نحو

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد

(الف) کلم جنس ہے یا جمع اور کیسے؟ الف لام جنسی اور تاء وحدت کی ہے اس میں تو منافاۃ ہے۔ مبتداء اور خبر میں مطابقت کیوں نہیں؟ دلائل کے ساتھ جواب دیں۔

(ب) لفظ کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں' نیز کلمات اللہ اور کلمات الجن لفظ کی تعریف میں کیسے داخل ہوں گے؟ دلیل دیں۔

(ج) مصنف نے صاحب مفصل کی تعریف "هى اللفظة الدالة" کو اختیار کیوں نہیں کیا؟ مدلل لکھیں۔

جواب: (الف) کلم جنس ہے یا جمع:

"کلم" میں اختلاف ہے کہ یہ مشتق ہے یا غیر مشتق ہے؟ جمہور کا مذہب ہے کہ کلمہ، کلام اور کلم یہ نہ مشتق ہیں اور نہ مشتق منہ بلکہ یہ اسم جنس ہیں اور بعض کے نزدیک جمع ہے۔ جمع وہ ہوتا ہے جس کا واحد ہو اور وہ جمع کی ضمیر کا مرجع بن سکتا ہو۔ اسم جنس وہ ہوتا ہے جس کا واحد کوئی نہ ہو، قلیل و کثیر پر اس کا اطلاق درست ہو اور وہ واحد کی ضمیر کا مرجع بن سکے۔

"الكلمة" پر الف لام جنسی اور تاء وحدت میں منافات کا مسئلہ:

سوال یہ ہے کہ لفظ "الكلمة" پر الف لام جنسی ہے اور اس کے آخر میں تاء وحدت ہے جبکہ دونوں کے درمیان منافات ہے۔ تو دونوں کا جمع ہونا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جواب: ہمیں قطعاً تسلیم نہیں ہے کہ جنس اور وحدت میں منافات ہیں' ورنہ جنس اور وحدت کا ایک دوسرے پر حمل درست نہ ہوتا جبکہ ان کا باہم حمل درست جیسے کہا جاتا ہے: هذا الجنس واحد وهذا الواحد جنس۔ اس کی قدرے تفصیل یوں ہے کہ وحدت کی تین اقسام ہیں:

(i) وحدت جنسیہ مثلاً اَلْحَيَوَانُ وَاحِدٌ اَیْ جِنْسٌ وَاحِدٌ۔

(ii) وحدت نوعیہ مثلاً اَلْاِنْسَانُ وَاحِدٌ اَیْ نَوْعٌ وَّاحِدٌ۔

(iii) وحدت شخصیہ جیسے زَیْدٌ وَّاحِدٌ اَیْ شَخْصٌ وَّاحِدٌ۔

فقط وحدت شخصیہ جنس کے منافی ہے اور وہ یہاں مراد نہیں ہے۔

مبتداء اور خبر میں مطابقت نہ ہونے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ اس عبارت میں "الکلمۃ" مبتداء ہے اور "لفظ" خبر ہے، مبتداء اور خبر کے درمیان واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے مگر یہاں دونوں کے مابین تذکیر و تانیث کی مطابقت نہیں پائی جارہی؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مبتداء اور خبر کے مابین تذکیر و تانیث کے لحاظ سے مطابقت کی مشہور چھ شرائط ہیں اور ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو مطابقت ضروری نہیں ہے۔ وہ شرائط حسب ذیل ہیں:

۱- مبتداء اور خبر دونوں اسم ظاہر ہوں، احترازی مثال یوں ہے: هِیَ اِسْمٌ وَّ فِعْلٌ وَّ حَرْفٌ۔

۲- خبر مشتق ہو ورنہ مطابقت ضروری نہ ہوگی جیسے اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ

۳- خبر حامل لضمیر المبتداء ہو، احترازی مثال جیسے زَیْنَبُ وَسَقَرَ مَاهٗ وَجُوْزَ مُمْتَنِعٌ۔

۴- خبر اسم تفضیل مستعمل بمِنْ نہ ہو، احترازی مثال جیسے اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

۵- خبر الفاظ مشترکہ بین المذکر والمؤنث بھی نہ ہو، احترازی مثال اَلْمَرْاَةُ جَرِیْحٌ صَبُوْرٌ۔

۶- خبر الفاظ مختصہ بالمؤنث بھی نہ ہو، احترازی مثال اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ حَائِضٌ۔

(ب) لفظ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

"لفظ" مصدر ہے جس کا لغوی معنیٰ ہے: پھینکنا، خواہ منہ سے ہو یا غیر منہ سے مثلاً اَكَلْتُ التَّمْرَةَ وَلَفَظْتُ النَّوَاةَ (میں نے کھجور کھائی اور گٹھلی پھینک دی) لَفَظَتِ الرَّحٰی الدَّقِیْقَ (چکی نے آٹا پھینکا)

اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْاِنْسَانُ (وہ چیز ہے جس کا انسان تلفظ کرے)

سوال: سوال یہ ہے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہاں دونوں معنوں میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: مناسبت کی چار اقسام ہیں، یہاں دونوں معنوں میں عموم خصوص والی نسبت پائی جارہی ہے یعنی لغوی معنیٰ عام ہے اور اصطلاحی معنیٰ خاص ہے۔

لفظ کی تعریف میں کلمات اللہ اور کلمات الجن داخل ہیں:

سوال: "لفظ" کی تعریف میں کلمات اللہ اور کلمات الجن کیسے داخل ہوئے؟

جواب: کلمات اللہ کی دو حیثیتیں ہیں:

(i) ان کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف ہو، اس اعتبار سے یہ لفظ کی تعریف میں شامل نہیں ہوں گے۔
(ii) ان کلمات کی نسبت انسان کی طرف کی جائے اس وقت یہ لفظ کی تعریف میں شامل ہوں گے۔ اس لیے کہ انسان بعض اوقات کلمات اللہ کی تلاوت کرتا ہے۔

چونکہ "لفظ" اسم جنس ہے جو قلیل وکثیر پر صادق آتا ہے، کلمات اللہ کی طرح اس میں کلمات الملائکہ اور کلمات الجن بھی داخل ہیں۔

(ج) "ھی اللفظة الدالة" سے اعراض کی وجہ:

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب مفصل اور صاحب کافیہ کی بیان کردہ تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الکلمة اللفظة الدالة علی معنیً مفرد" میں ایک خوبی ہے اور ایک نقص بھی ہے، خوبی یہ ہے کہ اللفظ کے ساتھ تاء لگا کر جو الفاظ خارج ہونے کے حقدار تھے ان کو خارج کر دیا جیسے عبداللہ حالت علمیت کو خارج کر دیا۔ نقص یہ ہے کہ جو الفاظ داخل ہونے کے حقدار تھے ان کو معنی کے ساتھ مفرد کی قید لگا کر خارج کر دیا مثلاً الرجل قائمة۔ اگر صاحب مفصل معنی کے ساتھ مفرد کی قید نہ لگاتے تو اچھا تھا۔ صاحب کافیہ کی تعریف میں دو خرابیاں ہیں: (i) جو الفاظ قابل الخروج تھے ان کو لفظ کے ساتھ تاء کی قید لگا کر داخل کر دیا جیسے عبداللہ حالت علمیت میں۔ (ii) جو الفاظ قابل دخول تھے ان کو معنی کے ساتھ مفرد کی قید لگا کر خارج کر دیا مثلاً الرجل قائمة۔

جواب: اس تبصرہ سے علامہ جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقط یہ سمجھا کہ نحاۃ کا مقصد محض لفظ اور اعراب سے بحث کرنا ہے نہ کہ معانی ومفاہیم سے، یہ بات عیاں ہے۔ اگر فقط اعراب اور لفظ سے بحث کرنا مقصود ہو تو اعراب ایک ہو تو مفرد اور اگر دو ہوں تو مرکب کا اعتبار ہوگا، چونکہ: الرجل قائمة کا اعراب ایک ہے اور عبداللہ کے اعراب دو ہیں۔ لہٰذا الرجل کا اخراج اور عبداللہ کا ادخال صحیح نہیں ہے۔ تاہم امام جامی کا یہ تبصرہ صاحب کافیہ پر بطور اعتراض درست نہیں ہے، اس لیے نحوی حضرات فقط الفاظ کی بحث نہیں کرتے بلکہ معانی ومفاہیم کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ لہٰذا علامہ ابن حاجب کی یہ دو خرابیاں ہرگز نہیں ہیں بلکہ خوبیاں ہیں۔

سوال نمبر2: وهو ای الاسم قسمان معرب ومبنی

(الف) اسم کی صرف دو قسمیں کیوں ہیں؟ وجہ حصر لکھیں۔ نیز معرب کی تعریف کر کے اجناس وفصول ممتاز کریں؟

(ب) "وحکمه ان یختلف آخره لفظا او تقدیرا" میں لفظا اور تقدیرا کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) اسم کی دو قسمیں ہونے کی وجہ حصر:

اسم دو حال سے خالی نہیں مفرد ہوگا یا مرکب، مفرد ہو تو مبنی جیسے: زَیْدٌ، مرکب ہو تو دو حال سے خالی نہیں مرکب مع العامل ہوگا یا مع غیر عامل ہوگا، اگر مرکب مع غیر العامل ہو تو پر بھی "مبنی" ہوگا جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ میں غلام مبنی ہے۔ اگر مرکب ہو عامل کے ساتھ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو گا یا نہیں، اگر مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو تو پھر بھی مبنی ہوگا جیسے: قَامَ هٰذَا اور اگر مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو اور عامل کے ساتھ مرکب ہو تو معرب ہوگا جیسے: قَامَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ۔

معرب کی تعریف اور جنس وفصول سے امتیاز:

اسم معرب کی تعریف بایں الفاظ کی جاتی ہے:

المعرب وهو كل اسم ركب مع غيره ولا يشبه مبنى الاصل اعنى الحرف والامر الحاضر والماضى یعنی معرب وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل یعنی حرف، فعل امر حاضر معروف اور ماضی کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

اس عبارت میں المعرب "معرف" ہے اور وهو سے لے کر آخر تک معرف ہے۔ "كل" "اسم جنس ہے،" "ركب مع غيره" فصل اول ہے جس سے حروف ہجاء اور اسم مفرد زید وغیرہ خارج ہو گئے، ولا يشبه مبنى الاصل یہ فصل ثانی ہے جس سے قَامَ هٰؤُلَاءِ میں هٰؤُلَاءِ خارج ہو گیا۔ اسم معرب کی مثال زید ہے، اس مثال میں: قا زید۔

(ب) اسم معرب کا حکم:

مصنف اس عبارت میں اسم معرب کا حکم بیان کر رہے ہیں کہ مختلف عوامل کے آنے سے اس کا آخر تبدیل ہو جاتا ہے جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا وَ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ ان مثالوں میں رفع دینے والا عامل آیا تو زید مرفوع، نصب دینے والا عامل آیا تو زیدًا منصوب اور جر دینے والا عامل آیا تو زید مکسور ہو گیا۔

"لَفْظًا" اور "تَقْدِیْرًا" منصوب ہونے کی وجہ:

یہ دونوں الفاظ ایک مقدر سوال کا جواب ہیں، سوال اور جواب حسب ذیل ہے:

سوال: لفظاً اور تقدیرًا دو حال سے خالی نہیں، یا تمیز ہے یختلف اخره ایک نسبت سے یا مفعول مطلق ہے یختلف سے و كلاهما باطل۔ اول اس لیے کہ تمیز عن نسبت محول عن الفاعل ہوتی ہے یا محول عن المفعول ہوتی ہے۔ یہاں ایسے نہیں، کیونکہ یختلف کا فاعل آخرہ مذکور ہے۔ ثانی اس لیے نہیں کہ مفعول مطلق فعل سابق کا ہم معنیٰ ہوتا ہے جبکہ لفظًا او تقديرًا يختلف کا ہم معنی

نہیں ہے۔

جواب: یہاں دونوں ترکیبیں درست ہیں، تمیز کا معنیٰ بھی درست ہے اس لیے کہ دراصل یہ فاعل ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے: یختلف لفظ اخرہ او تقدیز آخرہ ۔مفعول مطلق بھی درست ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہے، تقدیر عبارت اس طرح ہے: یختلف اخرہ اختلاف فلفظ او تقدیر۔ پھر مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام کر دیا گیا اور اس پر مضاف والا اعراب جاری کر دیا گیا۔ اس کو منصوب بنوع خافض کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ احتمال اول یعنی تمیز بنانا راجح ہے، اس لیے کہ اس میں حذف کا ارتکاب نہیں کرنا پڑتا ہے۔ نیز اس لیے کہ اس میں ابہام اور تفصیل ہے جو واقع فی النفس ہوتی ہے بخلاف احتمال ثانی کے۔

سوال نمبر 3: غیر المنصرف مافیہ علتان من تسع او واحدۃ منھا تقوم مقامھما ۔

(الف) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین کیوں نہیں آتے؟ اور کیا کبھی آ بھی سکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) عمر اور جمع میں کون سا عدل ہے تحقیقی یا تقدیری؟ دلیل سے ثابت کریں۔

جواب: (الف) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہ آنے کی وجہ:

علل تسعہ میں سے ہر ایک کو ایک ایک فرعیت حاصل ہے اور اسم غیر منصرف میں دو فرعیتیں پائی جاتی ہیں حقیقتاً یا حکماً تو اس میں دو فرعیتیں پائی گئیں۔ لہٰذا اسم غیر منصرف فرعیتیں کے پائے جانے کی وجہ سے فعل کے مشابہ ہو گیا۔ جس طرح فعل پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی اس پر بھی نہیں آتیں۔

اسم کی فعل کے ساتھ مشابہت کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اسم فعل کے معنیٰ کے ساتھ مشابہ ہو جیسے: نَزَالِ بمعنیٰ اِنْزِلْ۔ اس صورت میں اسم کو فعل کی دونوں اصلیت مل گئیں:

(i) اصلیت فی البناء، (ii) اصلیت فی العمل۔ لہٰذا اسماء افعال مبنی ہوں گے اور عامل بھی۔

۲- اسم فعل کے مشابہ ہو حرکات وسکنات اور تعداد حروف میں جیسے: یَضْرِبُ، ضَارِبٌ، یَسْتَخْرِجُ، مُسْتَخْرِجٌ۔

اس صورت میں اسم کو فعل کے ساتھ ایک اصلیت حاصل ہوئی وہ ہے: اصلیت فی العمل۔

۳- اسم، فعل کے ساتھ حرکات وسکنات اور تعداد کے اعتبار میں شریک نہ ہو بلکہ فعل کی صفات میں شریک ہو یعنی جس طرح فعل مصدر کی فرع ہے بالکل اسی طرح اسم فعل کی فرع ہے۔

چونکہ اصل فعل ہے جس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتیں، اسی طرح اسم غیر منصرف پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آتیں۔

غیر منصرف کو نکرہ بنانے پر اس پر کسرہ اور تنوین آسکتی ہیں:

ضابطہ: ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت بطور سبب جمع ہو اور دوسرے سبب کے مؤثر ہونے کے لیے شرط بھی ہو یا بطور سبب جمع ہو مگر دوسرے سبب کے مؤثر ہونے کی شرط نہ ہو، جب اس اسم غیر منصرف کو نکرہ کیا جائے تو وہ منصرف ہو جائے گا۔ پہلی صورت میں اس لیے کہ اس اسم غیر منصرف میں ایک سبب بھی باقی نہیں رہا، کیونکہ نکرہ بنانے کی وجہ سے علمیت ختم ہو جائے گی تو ایک سبب باقی بچے گا اور اس کے مؤثر ہونے کے لیے علمیت شرط تھی، اس لیے وہ سبب بھی ختم ہو گیا۔

قاعدہ ہے: "جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔" جبکہ غیر منصرف ہونے کے لیے دو اسباب کا ہونا ضروری ہے۔ دوسری صورت میں اس لیے کہ جب اسے نکرہ بنائیں گے تو علمیت زائل ہو جائے گی، تو اس غیر منصرف میں صرف ایک سبب رہ جائے گا جبکہ غیر منصرف ہونے کے لیے دو سببوں کا ہونا ضروری ہے۔

(ب) عُمَرُ اور جُمَعُ میں کون سا عدل ہے:

۱۔ عُمَرُ: اس کا معدول عنہ (اصل) یقیناً ثابت نہیں ہے بلکہ فرضی ہے اور وہ عامر ہے۔ اہل عرب اسے غیر منصرف استعمال کرتے ہیں، غیر منصرف کے لیے دو اسباب کا ہونا ضروری ہے، چونکہ اس میں ایک علمیت پایا جاتا ہے اور دوسرا انہوں نے "عامر" سے معدول تسلیم کر لیا۔ یاد رہے عمر میں ایک سبب علم اور دوسرا عدل تقدیری پایا جاتا ہے۔

۲۔ جُمَعُ: اس کا اصل (معدول عنہ) یقینی ہے، وہ جُمْعُ یا جَمَاعَی یا جَمْعَاوَاتٌ ہے۔ اس پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ دلیل یہ ہے کہ یہ جمعاء بروزن فعلاء کی جمع ہے اور فعلاء کے وزن پر آنے والا کلمہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا، یا تو صفت ہوتا ہے یا اسم، اگر صفت ہو تو قیاسی طور پر اس کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے حَمْرَاءُ کی جمع حُمْرٌ آتی ہے۔ اگر اسم ہو تو اس کی جمع مکسر فَعَالٰی کے وزن پر آتی ہے جیسے: صَحْرَاء کی جمع صَحَارٰی آتی ہے اور جمع سالم فَعْلَاوَاتٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے: صَحْرَاءُ کی جمع صَحْرَاوَاتٌ جبکہ جمع اُن میں سے کسی ایک کے وزن پر بھی نہیں ہے، اس سے ثابت ہوا جُمَعُ اپنے اصل پر نہیں تو اس کا اصل جُمْعُ یا جَمَاعِیٌ یا جَمْعَاوَاتٌ ہے۔

یاد رہے جُمَعُ میں عدل تحقیقی پایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 4: وَمَا فِيْهِ عِلْمِيَّةٌ مُؤَثِّرَةٌ اِذَا نُكِّرَ صُرِفَ لِمَا تَبَيَّنَ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز معرفہ کو نکرہ بنانے کا کیا طریقہ ہے؟

(ب) احمر یا اس جیسی مثالوں میں نکرہ بنانے کے بعد وصف اصلی کا اعتبار ہو گا یا نہیں؟ سیبویہ اور

اخفش کا اختلاف بیان کریں؟

(ج) علمیت کن کن اسباب میں شرط ہے؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

اور وہ سبب جس میں علمیت مؤثر ہوتی ہے، جب اسے نکرہ بنایا جائے تو وہ منصرف ہو جاتا ہے۔

معرفہ کو نکرہ بنانے کا طریقہ:

علم کو نکرہ بنانے کے دو طریقے ہیں:

(i) علم بول کر ذات معین مراد نہ لی جائے بلکہ اس نام کی جماعت میں سے کوئی ایک غیر معین فرد مراد لیا جائے مثلاً بارہ آدمیوں کی جماعت میں سے ہر ایک کا نام طلحہ ہو اور طلحہ بول کر ان میں سے کوئی غیر معین طلحہ مراد لیا جائے جیسے: جَاءَنِي طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ آخَرُ۔ اس مثال میں پہلا طلحہ غیر منصرف ہے اور دوسرا طلحہ منصرف ہے۔

(ii) علم بول کر صاحب علم مراد نہ لیا جائے بلکہ صاحب علم کا وصف مراد لیا جائے جیسے فرعون بول کر فرد معین مراد نہ لیا جائے بلکہ باطل پرست شخصیت مراد لی جائے، اسی طرح موسیٰ بول کر خاص ذات پاک مراد نہ لی جائے بلکہ حق پرست شخصیت مراد لی جائے، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حق پرست کی صفت سے معروف تھے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: لِكُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوْسٰى (یعنی ہر باطل پرست کے مقابل حق پرست ہوتا ہے)

(ب) اَحْمَرُ اور اس جیسی مثالوں میں وصف اصلی کا اعتبار ہوگا یا نہیں:

جب اَحْمَرُ اور اس جیسی مثالوں میں علم ہو اور اس کو نکرہ بنایا جائے، تو بعد از تنکیر اس کے منصرف ہونے یا غیر منصرف ہونے میں امام سیبویہ اور امام اخفش کا اختلاف ہے۔

امام سیبویہ اسے غیر منصرف قرار دیتے ہیں۔ وہ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ مثل اَحْمَرُ میں علمیت کے اندر وصف اصلی کا اعتبار کرنے سے مانع علمیت تھی، جب بعد از تنکیر علمیت زائل ہو گئی تو وصف اصلی کے اعتبار کرنے سے کوئی مانع نہ رہا۔ لہٰذا مثل اَحْمَرُ علماً بعد از تنکیر وصف اصلی اور سبب آخر کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

امام اخفش جمہور کے مؤقف سے متفق ہو کر اسے منصرف قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ وصف اور علمیت میں تضاد ہے یعنی یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، لہٰذا علمیت کی وجہ سے وصفیت معدوم ہو گئی۔ اب اگر بعد از تنکیر وصف اصلی کا اعتبار کیا جائے تو ایک معدوم چیز کا اعتبار کرنا لازم آئے گا جس کی

ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

(ج) وہ اسباب جن میں علمیت شرط ہے:

غیر منصرف کے نو اسباب میں سے فقط چھ ایسے ہیں جن میں علمیت شرط ہے اور وہ اسباب حسب ذیل ہیں:

(i) عدل، (ii) تانیث، (iii) معرفہ، (iv) عجمہ، (v) ترکیب، (vi) الف نون زائدتان۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

وقت: تین گھنٹے　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل...... بلاغت

سوال نمبر1: والتعقيد ان لايكون الكلام ظاهر الدلالة على المراد لخلل اما في النظم كقول الفرزدق في خال هشام وما مثله في الناس الا مملكا: ابو امه حي ابوه يقاربه

(الف) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں اور شعر میں پائی جانے والی تعقید کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) تعقید معنوی کی مثال دیں اور بلاغت فی المتکلم کی تعریف کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر2: فينبغي ان يقتصر من التركيب على قدر الحاجة

(الف) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں؟ ۱۵

(ب) مسند الیہ کو اسم موصول کے ساتھ معرفہ لانے کی کوئی دو وجوہ بیان کریں اور مثال دیں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر3: ثم الاسناد منه حقيقة عقلية وهي اسناد الفعل او معناه الى ماهو له عند المتكلم في الظاهر۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، اور اسناد حقیقی کی مثال دیں نیز تعریف میں خط کشیدہ عبارت کی قید لگانے کی وضاحت کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) مجاز عقلی کی تعریف کریں اور اس کی کوئی دو مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر4: وبعد فهذا غاية تهذيب الكلام في تحرير المنطق والكلام وتقريب المرام من تقرير عقائد الاسلام جعلته تبصرة لمن حاول التبصر لدى الافهام وتذكرة

لمن اراد ان یتذکر من ذوی الافهام .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز بتائیں کہ "بَعْدُ" کی اعرابی حالتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟

۷+۸=۱۵

(ب) فھذا پر فالانے کی کیا وجہ ہے؟ ھذا کا مشار الیہ محسوس مبصر ہوتا ہے یہاں مشار الیہ کیا چیز ہے؟ دلیل سے ثابت کریں۔ ۱۰

سوال نمبر5: وهو ان استقل فمع الدلالة بهيئته على احد الازمنة الثلثة كلمة وبدونها اسم والافاداة .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز منطقیوں کے کلمہ اور نحویوں کے فعل میں، اسی طرح اداۃ اور حرف میں کیا فرق ہے؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) جسق اور حجو ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے بالکل نصر کی طرح ہیں پھر یہ نصر کی طرح فعل کیوں نہیں ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر6: الكليات خمس اى الكليات التى لها افراد بحسب نفس الامر فى الذهن او الخارج منحصرة فى خمسة انواع .

(الف) ترجمہ کریں، نیز کلی منطقی اور کلی عقلی میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے مثال دیں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) کلیات خمسہ میں سے کوئی سی دو کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال دوم 2019ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

قسم اوّل...... بلاغت

سوال نمبر1: وَالتَّعْقِيْدُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ الْكَلَامُ ظَاهِرَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمُرَادِ لِخَلَلٍ اِمَّا فِى النَّظْمِ كَقَوْلِ الْفَرَزْدَقِ فِىْ خَالِ هَشَّامٍ وَمَا مِثْلُهُ فِى النَّاسِ اِلَّا مُمَلَّكًا: اَبُوْ اُمِّهٖ حَىٌّ اَبُوْهُ يُقَارِبُهٗ

(الف) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں اور شعر میں پائی جانے والی تعقید کی وضاحت کریں؟

(ب) تعقید معنوی کی مثال دیں اور بلاغت فی المتکلم کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور تعقید یہ ہے کہ کلام کا مراد پر کسی خلل کے سبب ظاہر الدلالت نہ ہونا، یا تو نظم میں ہو گا جس طرح ہشام بن عبدالملک بن مروان کے ماموں کی تعریف میں فرزدق (شاعر) کا شعر ہے:

اس کی مثل لوگوں میں کوئی زندہ نہیں ہے جو اس کا ہم پلہ ہو لیکن ایسا بادشاہ جس کی ماں کا باپ اس کا باپ ہے۔

شعر میں پائی جانے والی تعقید کی وضاحت:

خلل فی النظم خواہ نظم میں ہو یا نثر میں ہو، یہ کئی قسم کا ہوتا ہے: (i) کسی چیز کا اپنے محل سے تقدم و تأخر، (ii) بلا قرینہ حذف، کیونکہ محذوف مع القرینہ ثابت کی طرح ہوتا ہے۔ (iii) دو متلازم چیزوں کے درمیان اجنبی چیز کا فاصلہ آ جانا جیسے مبتداء و خبر، صفت و موصوف، مبدل و بدل کے مابین فاصلہ کرنا بھی تعقید لفظی ہے۔ جس طرح فرزدق کے شعر میں موجود ہے۔ اس شعر میں مبتداء اور خبر (ابو امہ، ابوہ) کے درمیان اجنبی (حی) کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح موصوف (حی) اور صفت (یقاربہ) کے مابین اجنبی چیز (ابوہ) سے فاصلہ، پھر مبدل منہ (مثلہ) بدل (حی یقاربہ) کے درمیان تو حد درجہ اجنبی کا فاصلہ واقع ہے۔ نیز مستثنیٰ منہ (حی یقاربہ) پر استثنیٰ (الا مملکاً) کی تقدیم بھی تعقید میں اضافہ کا باعث ہے۔

(ب) تعقید معنوی کی مثال:

تعقید معنوی: تعقید فی الانتقال هو ان لایکون ظاهر الدلالة علی المراد لخلل واقع فی انتقال الذهن من المعنی الاول المفهوم بحسب اللغة الی المعنی الثانی المقصود وذالك بسبب ایراد اللوازم البعیدة المفتقرة الی الوسائل الکثیرة مع خفاء القرائن الدالة علی المقصود یعنی کلام لغوی معنیٰ سے مقصودی معنیٰ کی طرف ذہن کے منتقل ہونے میں مراد پر ظاہر الدلالۃ نہ ہو، کیونکہ اس میں ایسے لزومات بعیدہ لائے گئے ہیں جو وسائط کثیرہ کے محتاج ہیں جبکہ مقصود پر دلالت کرنے والے قرائن بھی مخفی ہیں۔

بلاغت فی المتکلم:

بلاغت فی المتکلم کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے: وفی المتکلم ملکة یقتدر بها علی تالیف کلام بلیغ یعنی متکلم میں بلاغت یہ ہے کہ ایسا ملکہ جس کے سبب انسان کلام بلیغ کی تالیف پر قادر ہو جائے۔

سوال نمبر 2: فینبغی ان یقتصر من الترکیب علی قدر الحاجة

(الف) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں؟
(ب) مسند الیہ کو اسم موصول کے ساتھ معرفہ لانے کی کوئی دو وجوہ بیان کریں اور مثال دیں؟

جواب: (الف) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی صورتیں مع امثلہ:

مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی تین صورتیں ہیں:

(i) ابتدائی: اگر مخاطب حکم اور حکم میں تردد سے خالی الذہن ہو تو ایسے مخاطب پر کلام تاکید کے بغیر لایا جائے گا، کیونکہ وہ خالی الذہن ہونے کے سبب بات کو قبول کرے گا۔ لہٰذا اتنی بات پر اکتفاء کیا جائے گا کہ کلام زائد اور اضافات سے خالی ہو۔

(ii) طلبی: اگر مخاطب حکم میں متردد یا اس کا طالب ہے تو ایسے مخاطب کے ساتھ کلام کو کسی تاکید سے مؤکد کر کے پیش کرنا اچھا ہوگا اور اس کی تاکید کو "تاکید استحسان" کہا جاتا ہے۔

(iii) انکاری: اگر مخاطب حکم کا انکاری ہو تو اس کے انکار کے سبب تاکیدات حکم اور اسناد کا لانا بھی ضروری ہو جاتا ہے جیسے متن میں بھی بتایا گیا ہے کہ جب پہلی مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسولوں (قاصدوں) کی تکذیب کی گئی تو انہوں نے اپنے کلام کو ہمزہ اور جملہ اسمیہ کے ساتھ مؤکد کیا، دوسری بار تکذیب کرنے پر کلام کو قسم کے ساتھ مؤکد کیا جیسے: ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون۔

(ب) مسند الیہ کو اسم موصول کے ساتھ معرفہ لانے کی وجوہات:

مسند الیہ کو معرفہ بالموصول لانے کی وجوہات حسب ذیل ہیں:

۱- مخاطب کو صلہ کے علاوہ مسند الیہ کے احوال و امور مختصہ معلوم نہ ہوں۔
۲- اسم (علم، لقب اور کنایہ) کی تصریحات میں قباحت سمجھتے ہوئے مسند الیہ کو معرفہ بالموصول لانا۔
۳- تقریر زیادتی و اضافہ۔
۴- تفخیم یعنی تعظیم و توقیر۔
۵- مخاطب کو خطا پر تنبیہ کرنے کے لیے۔
۶- بنائے خبر کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اور یہ اشارہ کبھی خبر کی شان و تعظیم پر تعریض کرنے یا خبر کے غیر کی شان پر تعریض کرنے کا ذریعہ بھی بنایا جاتا ہے۔
۷- تصریح کو برا سمجھنے کے سبب یا تقریر کی زیادتی کے لیے مسند الیہ کو معرفہ بالموصول لایا جاتا ہے مثلاً وہ عورت پھسلانے لگی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے نفس سے یوسف جس کے گھر میں تھے۔
۸- مسند الیہ کی عظمت کا اظہار کرنے کے لیے مثلاً انہیں ڈھانپ لیا سمندر کی اس چیز نے جس نے انہیں ڈھانپ لیا۔

سوال نمبر 3: ثم الاسناد منه حقيقة عقلية وهي اسناد الفعل او معناه الى ماهو له عند المتكلم في الظاهر .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، اور اسناد حقیقی کی مثال دیں' نیز تعریف میں خط کشیدہ عبارت کی قید لگانے کی وضاحت کریں؟

(ب) مجاز عقلی کی تعریف کریں اور اس کی کوئی دو مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پھر اسناد، اس سے حقیقت عقلیہ ہے اور وہ فعل یا معنیٰ فعل کی نسبت اس چیز کی طرف کرنا ہے' جو اس کے لیے ظاہر متکلم کے نزدیک ہے۔

اسناد حقیقی کی مثال:

ماتن نے امثلہ سے حقیقت عقلیہ کی اقسام بھی بیان کر دیں، حقیقت عقلیہ کی چار اقسام ہیں:

(i) مطابق للواقع والاعتقاد جیسے مومن کا یوں کہنا: انبت الله البقل۔

(ii) مطابق للاعتقاد فقط اى دون الواقع جیسے جاہل کا کہنا: انبت الربيع البقل۔

(iii) مطابق للواقع فقط۔

(iv) غیر مطابق للواقع والاعتقاد مثلاً آپ کا یوں کہنا: جَاءَ زَيْدٌ جبکہ آپ کو علم ہے کہ زید نہیں آیا۔

خط کشیدہ قید کا فائدہ:

ماتن کے قول "ما هو له" سے وہ حقیقت عقلیہ مراد ہے جو قریب الی الفہم اور واقع کے مطابق ہو۔ لہٰذا اس قید سے حقیقت عقلیہ کے مطابق للواقع والاعتقاد (قسم) اور مطابق للواقع فقط (قسم سوم) کو ہی شامل تھا، جب ماتن نے عند المتكلم کا اضافہ کیا تو دوسری قسم "مطابق للاعتقاد فقط اى دون الواقع" شامل و داخل ہوگئی لیکن اس قید سے تیسری قسم "مطابق للواقع" خارج ہوگئی۔ پھر جب ماتن نے "في الظاهر" کی قید لگائی تو مطابق للواقع (قسم سوم) اور غیر مطابق للواقع والاعتقاد (قسم چہارم) بھی داخل ہوگئی۔

(ب) مجاز عقلی کی تعریف اور اس کی دو مثالیں:

اگر مناسب "وما هو له" سے غیر مناسب وغیر ما هو له کی طرف عدول کے لیے کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو، تو وہ مجاز عقلی ہے۔

اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(i) جری النهر (یہاں "النهر" سے مراد "الماء" ہے)

(ii) انبت الربیع البقل (یہاں حقیقی مسندالیہ (فاعل) ذات باری تعالیٰ ہے)

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر 4: وَبَعْدُ فَهٰذَا غَايَةُ تَهْذِيْبِ الْكَلَامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْمَنْطِقِ وَالْكَلَامِ وَتَقْرِيْبُ الْمَرَامِ مِنْ تَقْرِيْرِ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ جَعَلْتُهُ تَبْصِرَةً لِمَنْ حَاوَلَ التَّبَصُّرَ لَدَى الْاَفْهَامِ وَتَذْكِرَةً لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتَذَكَّرَ مِنْ ذَوِي الْاَفْهَامِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز بتائیں کہ "بَعْدُ" کی اعرابی حالتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟

(ب) فَهٰذَا پر فالانے کی کیا وجہ ہے؟ هٰذَا کا مشار الیہ محسوس مبصر ہوتا ہے یہاں مشار الیہ کیا چیز ہے؟ دلیل سے ثابت کریں۔

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور "بَعْدُ" کی اعرابی حالتیں:

نوٹ: عبارت پر اوپر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور "بَعْدُ" کی اعراب حالتیں حسب ذیل ہیں:

لفظ "بَعْدُ" کی اعرابی حالتیں تین ہیں:

(i) یہ (بعد) مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ مذکور ہو مثلاً بعد البسملة والحمدلة والصلوٰة۔

(ii) اس کا مضاف الیہ محذوف نسیاً منسیاً ہو۔

(iii) یہ (بعد) مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

پہلی دونوں صورتوں میں "بعد" معرب ہوگا اور تیسری صورت میں مبنی علی الضم ہوگا۔ یہاں تیسری صورت مراد ہے۔

(ب) "فَهٰذَا" پر فاء لانے کی وجہ:

"هذا" اسم اشارہ ہے، اس پر "فاء" کیوں داخل کیا گیا؟ اس کی کئی وجوہات ہیں:

(i) عام طور پر اس مقام پر "فا" جزائیہ ہوتی ہے جو "اَمّا" شرطیہ کے جواب میں آتی ہے لیکن یہاں "اَمّا" شرطیہ نہیں تو پھر "فا" کونسی ہوئی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ توہم "اَمّا" کی بنا پر "فا" جزائیہ لائی گئی ہے۔

(ii) یہاں "اَمّا" مقدر ہے، اور مقدر مثل ملفوظ کے ہوتا ہے۔ لہٰذا جب تقدیراً "اَمّا" موجود ہے تو اس کی جزاء پر "فاء" لائی گئی ہے۔

(iii) یہ فاء تفسیریہ ہے، اسے شرط کی ضرورت نہیں ہوتی کہ "اَمّا" کو مقدر مانا جائے۔

(iv) لفظ "بَعْدُ" ظرف ہے مگر شرط کے معنیٰ کو متضمن ہے، اس لیے اس کے جواب میں "فاء" لائی

گئی۔

"هٰذَا" کا مشار الیہ:

"هٰذَا" اسم اشارہ ہے جو محسوس مبصر چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، تو یہاں اس کا مشار الیہ کیا ہے؟

اس کے مشار الیہ میں متعدد احتمال ہیں:

(i) "هٰذَا" سے "معانی مخصوصہ" کی طرف اشارہ ہے جو مرتب فی الذہن ہیں اور جن سے الفاظ مخصوصہ تعبیر کیے جاتے ہیں۔

(ii) ان الفاظ کی طرف اشارہ ہے جو معانی مخصوصہ پر دلالت کرتے ہیں اور وہ بمنزل محسوس کے ہیں۔

(iii) کبھی کبھار غیر محسوس کو محسوس کے قائم مقام کر کے ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر5: وهو ان استقل فمع الدلالة بهيئته على احد الازمنة الثلاثة كلما وبدونها اسم والافاداة .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں' نیز منطقیوں کے کلمہ اور نحویوں کے فعل میں، اسی طرح اداۃ اور حرف میں کیا فرق ہے؟

(ب) جسق اور حجر ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے بالکل نَصَرَ کی طرح ہیں پھر یہ نَصَرَ کی طرح فعل کیوں نہیں ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اگر لفظ مستقل معنیٰ پر دلالت کرے، اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی پایا جائے تو وہ کلمہ ہے، اگر اس میں زمانہ نہ پایا جائے وہ اسم ہے اور اگر وہ مستقل معنیٰ پر دلالت نہ کرے تو وہ اداۃ ہے۔

منطقیوں کے نزدیک کلمہ اور نحویوں کے نزدیک فعل، اسی طرح اداۃ اور حرف میں فرق:

مفرد کی تین اقسام: (i) اسم، (ii) کلمہ، (iii) اداۃ۔ جب کلمہ مفہوم وجود ہے، اس لیے تعریف میں اسے مقدم کیا گیا ہے۔ کلمہ تعریف میں ہیئت اور مادہ کا ذکر ہے، مادہ سے مراد حروف اور ہیئت سے ان حروف کی حرکات وسکنات مراد ہیں۔

کلمہ کی تعریف میں "استقل" کی قید سے "اداۃ" خارج ہو گیا، کیونکہ وہ اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے میں مستقل نہیں بلکہ ضم ضمیمہ کا محتاج ہے۔ بهيئته کی قید سے اسم نکل گیا، کیونکہ اس میں زمانے پر دلالت ہیئت کی وجہ سے نہیں، بلکہ مادہ کی وجہ سے ہوتی ہے یعنی وہ مادہ ایسا ہوتا ہے جس میں زمانہ پایا جاتا ہے جیسے امس، الآن اور غدًا۔ ان تینوں میں زمانے پر دلالت مادہ کی وجہ سے ہو رہی ہے، ہیئت کی وجہ سے نہیں۔

ورنہ جو کلمہ بھی اس ہیئت پر ہوتا اس میں زمانہ پایا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اگر مفرد کا معنیٰ مستقل ہو اور اپنی ہیئت کی وجہ سے زمانے پر دلالت کرے تو مناطقہ اسے "کلمہ" اور نحاۃ اسے "فعل" کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناطقہ کے ہاں جو کلمہ ہے وہ نحاۃ کے ہاں فعل ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جو نحاۃ کے ہاں فعل ہو وہ مناطقہ کے ہاں کلمہ بھی ہو، جیسے مضارع متکلم اور مخاطب کے صیغے صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں اور جس میں صدق و کذب کا احتمال ہو وہ مرکب ہوتا ہے۔ اس لیے مناطقہ اسے کلمہ نہیں کہتے، کیونکہ مفرد کلمہ کی قسم ہے جبکہ "اَضْرِبُ" میں ہمزہ متکلم پر دلالت پر اور "ض، ر، ب" حدث پر دلالت کرتے ہیں۔ لفظ کا جز معنیٰ کے جز پر دلالت کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ مرکب ہے۔

اگر مفرد لفظ اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے میں مستقل نہ ہو بلکہ کسی ضم ضمیمہ کا محتاج ہو تو مناطقہ اسے "اداۃ" اور نحاۃ "حرف" کہتے ہیں۔

(ب) جسق اور حجر کی ہیئت نصر کی طرح ہونے کے باوجود فعل نہ ہونے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ کلمہ کی تعریف (جو ہیئت ترکیبیہ کی وجہ سے تین زمانوں میں سے کسی زمانہ پر دلالت کرے، سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ پر دلالت کا سبب "ہیئت" ہے حالانکہ جسق اور حجر میں کلمہ کی ہیئت پائی جاتی ہے مگر زمانہ پر دلالت نہیں پائی جاتی؟

اس کا جواب یہ ہے اگرچہ ہیئت زمانہ پر دلالت کا سبب ہے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا تحقق ایسے مادہ میں ہو جو موضوع ہو مہمل نہ ہو، اور متصرف فیھا ہو یعنی اس کے تمام صیغے، افراد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث، غائب، حاضر اور متکلم مستعمل ہوتے ہیں۔ اس قید کے بعد جسق اور حجر کے ذریعے یہ اعتراض ہرگز وارد نہیں ہوگا مگر متصرف فیھا نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: الکلیات خمس ای الکلیات التی لھا افراد بحسب نفس الامر فی الذھن او الخارج منحصرۃ فی خمسۃ انواع۔

(الف) ترجمہ کریں، نیز کلی منطقی اور کلی عقلی میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے مثال دیں؟

(ب) کلیات خمسہ میں سے کوئی سی دو کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

کلیات خمس یعنی وہ کلیات جو نفس الامر کے مطابق ان کے افراد ذہن اور خارج میں پائے جائیں، وہ پانچ قسموں میں بند ہیں۔

کلی منطقی اور کلی عقلی کی تعریف و مثال:

کلی منطقی اس مفہوم کو کہتے ہیں جو کثیرین پر صادق آئے، اسے منطقی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مناطقہ کے

ہاں "کلی" کا یہی مفہوم ہے۔ مناطقہ کی اصطلاح ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہے۔
کلی منطقی اور طبعی دونوں کے مجموعہ کو "کلی عقلی" کہا جاتا ہے جیسے کلی طبعی کو ملاحظہ کرنے کے بعد کلی منطقی کو اس کی صفت قرار دیا جائے مثلاً یوں کہا جائے "الانسان الکلی" اسے کلی عقلی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کلی ہونا ایک صفت ہے جو انسان کو عقل میں عارض ہوتی ہے، خارج میں انسان کے افراد جزئیات کی شکل میں۔

(ب) کلیات خمسہ میں سے دو کی طرف اور امثلہ:

کلی کی پانچ اقسام ہیں:

(i) جنس، (ii) نوع، (iii) فصل، (iv) خاصہ، (v) عرض عام

اول الذکر دو کی تعریف مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ جنس: **هو كلي مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق في جواب ماهو۔**
جنس وہ کلی ہے جو "ما ھو" کے جواب میں ایسے بہت سے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں جیسے حیوان۔

۲۔ نوع: **هو كلي مقول على كثيرين متفقين بالحقائق في جواب ما هو۔**
یعنی نوع ایسی کلی ہے جو "ما ھو" کے جواب میں ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں ایک جیسی ہوں جیسے انسان۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید ترجمہ وتفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وتوكل على الحى الذى لايموت وسبح متلبسا بحمده اى قل سبحان الله والحمد لله وكفى به بذنوب عباده خبيرا عالما تعلق به بذنوب هو الذى خلق السمٰوٰت والارض ومابينهما فى ستة ايام ثم استوىٰ على العرش الرحمن فسئل به خبيرا ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ "الرحمن" ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟ ۸+۷+۵=۲۰

(ب) جب زمین وآسمان کی تخلیق کے وقت سورج موجود نہیں تھا تو "ستة ايام" کیوں فرمایا؟ تفصیلاً جواب تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "ثم استوى على العرش" کی تفسیر اس انداز سے کریں کہ اہل سنت کا مذہب واضح ہو جائے۔ ۱۰

سوال نمبر 2: وانا لجميع حذرون متيقظون وفى قراءة حاذرون مستعدون قال تعالىٰ فاخرجنهم اى فرعون وجنوده من مصر ليلحقوا موسىٰ و قومه من جنت وعيون وكنوز و مقام كريم ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور تفسیر میں مذکور لفظ "مستعدون" صیغہ بیان کر کے تعلیل کریں؟ ۱۲+۸=۲۰

(ب) آیت میں مذکور باغات اور چشموں کا محل وقوع بیان کریں نیز خزانوں کو "کنوز" قرار دینے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ ۶+۴=۱۰

سوال نمبر 3: قال سليمان للهدهد سننظر أ صدقت فيما اخبرتنا به ام كنت من

الکذبین ای من ھذا النوع فھو ابلغ من ام کذبت فیہ ثم دلھم علی الماء فاستخرج وارتووا وتوضأوا وصلوا ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں' نیز خط کشیدہ میں فرق کی وضاحت کریں؟ ۱۲+۸=۲۰

(ب) سلیمان علیہ السلام نے جو خط ملکہ بلقیس کی طرف لکھا تھا اس کا مضمون سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: (۱) وحرمنا علیہ المراضع من قبل فقالت ھل ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون ۔

(۲) فرددناہ الی امہ کی تقر عینھا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق ولکن اکثرھم لا یعلمون ۔

(الف) جلالین کی روشنی میں مذکورہ دونوں آیات مبارکہ کی تفسیر زینت قرطاس کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام لکھیں' نیز بتائیں کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ہاں کتنے سال تک رہے؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2020ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید ترجمہ وتفسیر

سوال نمبر 1: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَايَمُوْتُ وَسَبِّحْ مُلْتَبِسًا بِحَمْدِهٖ اَىْ قُلْ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا عَالِمًا تَعَلَّقَ بِهٖ بِذُنُوْبِ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں' نیز بتائیں کہ "اَلرَّحْمٰنُ" ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

(ب) جب زمین وآسمان کی تخلیق کے وقت سورج موجود نہیں تھا تو "سِتَّةِ اَيَّامٍ" کیوں فرمایا؟ تفصیلاً جواب تحریر کریں؟

(ج) "ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ" کی تفسیر اس انداز سے کریں کہ اہل سنت کا مذہب واضح ہو جائے۔

جواب: (الف) اعراب وترجمہ عبارت:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں' ترجمہ درج ذیل ہے:

آپ اس حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ (یعنی ایسا زندہ جسے موت نہیں آئے گی) پر بھروسہ رکھیں، آپ اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہیں یعنی یوں کہیں: سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی ہر قسم کی پاکی اور ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے، وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں سے مکمل طور پر باخبر ہے، ذنوب کو خبیر کے ساتھ متعلق کیا، وہ ایسا (خدا) ہے، جس نے آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان کی ہر چیز کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر قائم ہوا، وہ (رحمٰن) بہت مہربان ہے۔ اس کی شان کے بارے میں کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہیے۔

"الرحمن" کی ترکیب: ترکیب نحوی کے لحاظ سے لفظ "الرحمن" لفظ استوی کی ضمیر برائے واحد مذکر غائب سے بدل ہے، بدل اور مبدل منہ مل کر لفظ استوی کا فاعل۔ اس میں دو احتمال مزید ہیں: (i) الذی خلق کی خبر ہو (ii) ھو مبتداء کی خبر ہو۔

(ب) آفتاب موجود نہ ہونے کے باوجود "ستة ایام" فرمانے کی وجہ:

زمین و آسمان اور دونوں کے مابین کی تمام اشیاء اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ ان کی پیدائش کے وقت آفتاب تو موجود نہیں تھا، تو پھر چھ دن کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ دنوں سے مراد دنیا کے چھ دنوں کی مقدار کا زمانہ ہے، اور اس کے لیے آفتاب کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

(ج) یہاں لفظ "عرش" سے مراد شاہی تخت کے ہیں، لفظ "استوی" سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شایان شان استواء فرمایا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ معاذ اللہ اس نے تھکاوٹ محسوس کی، پھر وہ آرام فرما ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تھکاوٹ اور آرام سے پاک ہے۔

سوال نمبر 2: **وانا لجمیع حذرون متیقظون وفی قراءة حاذرون مستعدون قال تعالیٰ فاخرجنھم ای فرعون وجنوده من مصر لیلحقوا موسیٰ و قومه من جنٰت وعیون وکنوز و مقام کریم۔**

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور تفسیر میں مذکور لفظ "مستعدون" صیغہ بیان کر کے تعلیل کریں؟

(ب) آیت میں مذکور باغات اور چشموں کا محل وقوع بیان کریں، نیز خزانوں کو "کنوز" قرار دینے کی وجہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بے شک ہم سب ایک مسلح فوج ہیں یعنی بیدار ہیں بے خبر نہیں، اور ایک قرأت میں "حاذرون"

الف کے ساتھ ہے' مستعدر ہیں ان کے خلاف کارروائی کرنے میں۔ پھر جب فرعون اور اس کے لشکر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کا تعاقب کیا' تو ملک مصر سے اس تدبیر سے' ہم نے ان کو باغات' چشموں' دولت اور مکانوں سے باہر نکال دیا۔

"مُسْتَعِدُّوْنَ" کی تعلیل: تفسیر میں استعمال ہونے والا لفظ "مُسْتَعِدُّوْنَ" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب استفعال۔ اصل میں "مُسْتَعْدِيُوْنَ" تھا' یاء پر ضمہ ثقیل تھا' ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد اسے نقل کر کے ماقبل کو دیا' یاء اور واؤ دونوں جمع ہوئیں اور دونوں ساکن تھیں' یاء کو تخفیف کے لیے گرایا' مستعدون ہوگیا۔

(ب) ارشاد ربانی ہے: پھر فرعون اور اس کے لشکر نے تعاقب کیا' تو ملک مصر سے اس تدبیر سے ہم نے ان کو باغات' چشموں' خزانوں اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا' وہ باغات دریائے نیل کے دونوں جانب میں تھے اور پانی کے چشمے' نہریں' دریائے نیل ان کے مکانوں اور علاقوں میں جاری تھیں' اور ظاہری اموال جیسے سونا اور چاندی کی بہتات تھی۔

خزانوں کو "کنوز" قرار دینے کی وجہ:

ظاہری اموال یعنی سونا اور چاندی کو "کنوز" قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس مال سے اللہ تعالیٰ کا حق نہیں دیا تھا! امراء اور وزراء وہ مجالس حسنہ کہ جو ہمہ وقت ان کی اتباع کرنے والے گرہ جمع رہتے تھے' ان کو گھیرے رہتے تھے' تو ہم نے ان کے اخراج کا معاملہ کیا اور بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنادیا۔

سوال نمبر 3: قال سليمان للهدهد سننظر أ صدقت فيما اخبرتنا به ام كنت من الكذبين اى من هذا النوع فهو ابلغ من ام كذبت فيه ثم دلهم على الماء فاستخرج وارتووا وتوضأوا وصلوا.

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں' نیز خط کشیدہ میں فرق کی وضاحت کریں؟

(ب) سلیمان علیہ السلام نے جو خط ملکہ بلقیس کی طرف لکھا تھا اس کا مضمون سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا: عنقریب ہم دیکھ لیں گے کہ تو جو خبر لا کر ہم کو دے گا' تو اس میں سچ کہتا ہے' یا تو جھوٹوں میں سے ہے' یہ کلام بمقابلہ "ام كذبت فيه" سے زیادہ بلیغ ہے' پھر ہدہد نے پانی کا پتہ بتلایا' پانی نکالا گیا' لوگوں نے سیر ہو کر پیا' انہوں نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔

خط کشیدہ میں فرق: خط کشیدہ کی پہلی عبارت یعنی "ام كنت من الكذبين" دوسری عبارت "ام كذبت فيه" سے زیادہ بلیغ و عمدہ ہے۔

(ب) بلقیس کے نام حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کا مضمون:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے نام خط لکھا، جس کا مضمون یوں ہے:

اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے ملکہ بلقیس کے نام:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! سلام اس پر جو اتباع کرے، اما بعد!

پس مجھ پر بڑائی اختیار نہ کرنا، میرے پاس مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جاؤ، پھر اس کو بند کر کے مشک سے اس کو سیل بند کیا اور اپنی انگوٹھی سے اس پر مہر لگائی، پھر ہدہد سے فرمایا: میرا یہ خط لے جا اور اس کو ان (بلقیس) کے پاس ڈال دینا، پھر قدرے دور ہو جانا، جائزہ لینا کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرتی ہے، ہدہد نے یہ خط بلقیس کی گود میں ڈال دیا۔

سوال نمبر 4: (۱) وحرمنا عليه المراضع من قبل فقالت هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم وهم له ناصحون .

(۲) فرددناه الى امه كي تقر عينها ولا تحزن ولتعلم ان وعد الله حق ولكن اكثرهم لا يعلمون .

(الف) جلالین کی روشنی میں مذکورہ دونوں آیات مبارکہ کی تفسیر زینت قرطاس کریں؟

(ب) موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام لکھیں، نیز بتائیں کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ہاں کتنے سال تک رہے؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح:

اور ہم نے پہلے ہی سے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس لانے سے پہلے ہی، موسیٰ پر دائیوں کی بندش کر رکھی تھی کہ وہ کسی دودھ پلانے والی عورت کا دودھ قبول نہ کریں، چنانچہ انہوں نے کسی بھی موجود دودھ پلانے والی یعنی اپنی والدہ کے سوا دایہ کا دودھ قبول نہ کیا، ان کی بہن نے یہ صورتحال دیکھی، تو وہ کہنے لگیں: کیا میں تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں، جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کریں، وہ دودھ پلا کر اور دیگر دیکھ بھال سے اور وہ اس کی خیر خواہی کریں۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو اس کی اجازت دی گئی، وہ ان کی والدہ کو لے آئیں، آپ نے اپنی والدہ کی پستان قبول کر لی، جب شبہ کرتے ہوئے سوال کیا گیا کہ آپ نے اس خاتون کا دودھ کیوں قبول کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ بیان کی اور جواب دیا: میں اچھی خوشبو والے جسم کی عورت ہوں اور عمدہ خوشبودار دودھ والی خاتون ہوں، پھر آپ کی والدہ کو دودھ پلانے کی اجازت دی گئی، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچایا، تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تا کہ وہ حالت غم میں نہ رہیں، انہیں اس بات کا بھی علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا

وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ اس وعدہ کو نہیں جانتے۔

(ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس ٹھہرنے کا عرصہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام شاہی محل کی بجائے اپنی والدہ کے ہاں اور ان کی رہائشگاہ میں دودھ نوش کرتے رہے' زمانہ رضاعت ختم ہونے کے بعد والدہ نے آپ کو فرعون کے محل واپس کر دیا اور آپ اپنی جوانی تک کا عرصہ فرعون کے پاس شاہی محل میں رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کا نام:

فرعون کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ریارخت' نوخانذ' یوحانذ اور یا نوخانت تھا جبکہ آپ کی ہمشیرہ کا کلثوم یا کلثمہ تھا' والدہ محترمہ کی طرح وہ بھی آپ پر فریفتہ اور جان نثاری کا مظاہرہ کرتیں۔

☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: قسم اوّل کے کوئی دو سوال اور قسم ثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

قسم اوّل ...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبدالله ما کنتم تعدون الذنوب شرکا قال لاقال ابو سعید قلت یا رسول الله هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرك بالله تعالٰی۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظوں کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) کیا گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے؟ اہل سنت کا موقف دلائل کی روشنی میں بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: عن ابن بریدة عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم یوم فتح مكة صلی خمس صلوات بوضوء واحد ومسح علی خفیه فقال له عمر ما رأیناك صنعت هذا قبل الیوم فقال النبی صلی الله علیه وسلم عمدا صنعته یا عمر۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) مقیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت مع الدلیل تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 3: عن ابی یعفور عمن حدثه عن سعد بن مالك قال کنا نطبق ثم امرنا بالرکب۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور تطبیق کا طریقہ تحریر کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) تطبیق کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۵

قسم ثانی......عربی ادب

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور ان کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟ (۵×۴=۲۰)+(۵×۲=۱۰)۳۰

۱-تقول وقد مال الغبیط بنامعا عقرت بعیری یا امرأ القیس فانزل

۲-فقلت لها سیری وأرخی زمامة ولا تبعدینی من جناك المعلل

۳-وان تك قد ساء تك منی خلیقة فسلی ثیابی من ثیابك تنسل

۴-غدائره مستشزرات الی العلی تضل العقاص فی مثنی ومرسل

۵-یشق حباب الماء حیزومهابها کما قسعم الترب المفائل بالید

۶-تلاقی وأحیانا تبین کأنها بنائق غرفی قمیص مقدد

۷-حسام اذا ما قمت منتصرا به کفی العود منه البدء لیس بمعضد

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۵×۲=۱۰

(۱)فلفل (۲)حنظل (۳)صبابة (۴)العذاری (۵)الغبیط (۶)الکثیب (۷)الغوایة

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب

قسم اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبدالله ما کنتم تعدون الذنوب شر کا قال لاقال ابو سعید قلت یا رسول الله هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرك بالله تعالی ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظوں کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟

(ب) کیا گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے؟ اہل سنت کا مؤقف دلائل کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت

کیا: کیا تم گناہوں کو شرک قرار دیتے تھے؟ انہوں نے جواب میں کہا: نہیں! حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس امت میں کوئی گناہ ایسا بھی ہے، جو کفر تک پہنچا دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

تَعُدُّوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع ثلاثی مجرد مضاعف از باب نصر ینصر۔ شمار کرنا، گمان کرنا، خیال کرنا۔

یُبَلِّغُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب تفعیل۔ پہنچانا۔

(ب) مرتکب کبیرہ شخص کافر نہیں ہوتا:

اہل سنت کا مؤقف ہے کہ مرتکب کبیرہ شخص گناہگار ہوتا ہے، مگر وہ کافر نہیں ہوتا۔ اس کے کثیر دلائل ہیں: (i) انبیاء اور ملائکہ کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے یعنی ہر ایک سے گناہ صادر ہو سکتا ہے، اگر مرتکب کبیرہ کافر ہو تو ہر مسلمان کافر قرار پائے گا، جو ناممکنات میں سے ہے۔ (ii) خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں قیامت کے دن اہل کبائر کی سفارش کروں گا، تو اس سے معلوم ہوا کہ مرتکب کبائر کافر نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ صَلّٰى خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ هٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مقیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت مع الدلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) اس دن سے پہلے ہم نے آپ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! میں نے ایسا عمداً کیا ہے۔

(ب) مقیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت مع دلیل:

آئمہ ثلاثہ، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مؤقف ہے یہ ایک مسلمہ فقہی مسئلہ ہے کہ مرد اور مقیم ہو، تو وہ ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے، اگر وہ مسافر ہوں، تو ان کے لیے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے۔

دلیل: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: للمسافر ثلاث وللمقیم یوم ولیلة مسحاً علی الخفین۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ موزوں پر مسح کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے، ایک دفعہ وضو کر کے موزے پہنے جا سکتے ہیں، پھر جتنے دن چاہے مسح کر سکتا ہے۔ حضرت خزیمہ سے منقول ہے: مسافر کے لیے موزوں پر مسح تین دن تین راتیں ہیں، اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ہے، پھر اگر ہم چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مدت کو بڑھا دیتے۔

نوٹ: جمہور کی دلیل قوی ہے، کیونکہ اس کے راوی کثیر اور ثقہ ہیں۔

سوال نمبر3: عن ابی یعفور عمن حدثه عن سعد بن مالك قال كنا نطبق ثم امرنا بالركب۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور تطبیق کا طریقہ تحریر کریں؟

(ب) تطبیق کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم (حالت رکوع میں) تطبیق کرتے تھے، پھر ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

تطبیق کا طریقہ و تعریف: حالت رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنے کی بجائے لٹکانے کو تطبیق کہا جاتا ہے۔ شروع میں حالت نماز میں تطبیق کا طریقہ رائج تھا۔ بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کر کے حالت رکوع میں نیم کشادہ انگلیوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم جاری کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تاحیات تطبیق پر عمل پیرا رہے۔ آپ کے اس عمل کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (i) یہ عمل آپ کی خصوصیات میں شامل ہو۔ (ii) شاید انہیں یہ روایت نہ پہنچی ہو۔ (iii) شاید وہ گھٹنا پکڑنا رخصت اور تطبیق پر عمل عزیمت خیال کرتے ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: جب تم رکوع کرو، تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھو، اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھو۔

قسم ثانی......عربی ادب

سوال نمبر 4: درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں اور ان کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

۱-تقول وقد مال الغبيط بنا معا ... عقرت بعيري يا امرأ القيس فانزل

۲-فقلت لها سيري وأرخي زمامة ... ولا تبعديني من جناك المعلل

۳-وان تك قد ساء تك مني خليقة ... فسلي ثيابي من ثيابك تنسل

۴-غدائره مستشزرات الى العلى ... تضل العقاص في مثنى ومرسل

۵-يشق حباب الماء حيزومها بها ... كما قسم الترب المفائل باليد

۶-تلاقي وأحيانا تبين كأنها ... بنائق غرفي قميص مقدد

۷-حسام اذا ما قمت منتصرا به ... كفى العود منه البدء ليس بمعضد

جواب: ترجمہ اشعار اور خط کشیدہ کے صیغے:

(۱) جب وہ ہم دونوں سمیت جھکتا تھا تو وہ عنیزہ یوں کہتی تھی: اے امرء القیس! تو نے تو میرے اونٹ کی پیٹھ کو چھیل ڈالا ہے لہٰذا تو اس کی پیٹھ سے اتر جا۔

عقرت: صیغہ واحد مذکر حاضر ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ۔ زخمی کرنا، چھیلنا۔

(۲) جب عنیزہ نے مجھے اترنے کا کہا، تو میں نے اسے کہا: تو چلتی چل، اس کی نکیل کو ہلکا کر دے اور اپنے دوبارہ پائی پے ہوئے تازہ میوہ سے تو مجھے دور مت رکھ (یعنی تو اپنے پیارے سے مجھے دور مت رکھ)

لا تبعديني: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل نہی حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ دور کرنا۔ محروم کرنا۔

(۳) اگر تمہیں میری عادت بری معلوم ہو یا بری لگے، تو تو اپنے کپڑے مجھ سے الگ کر لے، تو وہ الگ ہو جائیں گے یعنی تو مجھ سے جدائی اختیار کر لے اور قطع تعلق کر لے، یہ مجھے منظور ہے، اگرچہ میں برباد ہو جاؤں۔

تنسل: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع اجوف واوی ثلاثی مجرد از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ۔ کپڑے کا گرنا۔

(۴) اس کے گندھے ہوئے بال اوپر کی طرف، اونچی اور ابھری ہوئی تھیں، اور اس کے بالوں کا جوڑا دوہرے گندھے اور لٹکتے بالوں میں چھپا ہوا ہے۔

مستشزرات: صیغہ جمع مؤنث غائب اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال۔ بلند ہونا۔

(۵) ان کشتیوں کے سینے پانی کی موجوں اور پانی کی دھاروں کو ایسا چیرتا ہے جیسے ڈھیری کاٹ لینے

والا ہاتھ سے مٹی کے دو حصے کر دیتا ہے۔

یشق: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ چیرنا، پھاڑنا۔

(٦) تنگ کے نشان کبھی آپس میں ملتے ہیں، اور کبھی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں، چونکہ وہ سفید ہے اس لیے کہتا ہے جیسے گویا وہ پرانے پھٹے کرتا کی سفید کلیاں ہیں، جو ہوا کے جھونکے سے آپس میں ملتی اور الگ ہوتی ہیں۔

تبین: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ جدا ہونا، الگ ہونا۔

(٧) وہ تلوار ایسی کاٹنے والی ہے، جب میں دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے اس کے ساتھ کھڑا ہوں، تو اس کے پہلا اور دوسرے وار سے کافی ہو جاتا ہے، اور درختوں کو کاٹنے چھانٹنے والی نہیں ہے۔

منتصرا: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل از باب افتعال۔ مدد کرنا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

(ا) فلفل (٢) حنظل (٣) صبابة (٤) العذاری (٥) الغبيط (٦) الكثيب (٧) الغواية

جواب: الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فلفل	سیاہ مرچ	حنظل	اندرائن/کڑوا پھل
صبابة	برتن میں بچا ہوا پانی	العذاری	نوجوان خواتین
الغبيط	کجاوہ	الكثيب	ریت کا ٹیلہ
الغواية	گمراہ ہونا		

☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

تیسرا پرچہ: فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: وَيَسْتَحِبُّ لِلْمُتَوَضِّي اَنْ يَّنْوِيَ الطَّهَارَةَ فَالنِّيَّةُ فِي الْوُضُوْءِ سُنَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَرْضٌ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مستحب کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۵+۸=۱۳

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف و شوافع کے دلائل بیان کریں، نیز دلیل شوافع کا جواب تحریر کریں؟ ۱۵+۵=۲۰

سوال نمبر2: وَقَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُوْنَهُ مِنَ النَّجْسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخَرْءِ الدُّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهُ وَاِنْ زَادَ لَمْ تَجُزْ ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟ ۵+۸=۱۳

(ب) نجاست غلیظہ کی تعریف اور حکم لکھیں، نیز اس کی مقدارِ معاف کے بارے میں ائمہ کا اختلاف مع دلائل بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر3: واول وقت الظهر اذا زالت الشمس لامامة جبرئيل عليه السلام في اليوم الاوّل حين زالت الشمس وآخر وقتها عند ابي حنيفة رحمة الله عليه اذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور سایہ اصلی کی وضاحت قلمبند کریں؟ ۸+۵=۱۳

(ب) نماز ظہر کے آخر وقت کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر4: فصل في التكفين السنة ان يكفن الرجل في ثلثة اثواب ازار وقميص ولفافة لما روى انه صلى الله عليه وسلم كفن في ثلثة اثواب سحولية ولانه اكثر ما

یلبسه عادة فی حیاته فکذا بعد مماته .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۶ + ۷ = ۱۳

(ب) مرد و عورت میں سے ہر ایک کا کفن سنت، کفن کفایت اور کفن ضرورت بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2020ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: ویستحب للمتوضی ان ینوی الطھارۃ فالنیة فی الوضوء سنة عندنا وعند الشافعی فرض .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مستحب کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف و شوافع کے دلائل بیان کریں، نیز دلیل شوافع کا جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

وضو کرنے والے کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ طہارت کی نیت کر لے۔ ہمارے (احناف) نزدیک وضو میں نیت کرنا سنت ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض ہے۔

مستحب کی تعریف: جس کے کرنے کا شارع نے حکم دیا ہو، مگر لازمی قرار نہ دیا ہو جیسے نماز تہجد اور نماز اشراق وغیرہ۔

(ب) وضو میں نیت کے مسئلہ میں احناف اور شوافع کے دلائل:

وضو میں نیت کے حوالے سے شوافع کا مؤقف ہے کہ یہ نیت فرض ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے: انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

وضو میں نیت کے حوالے سے احناف کا مؤقف ہے کہ یہ سنت ہے، اس لیے متوضی وضو کے وقت یوں نیت کرتا ہے: نویت ان اتوضا للصلوۃ تقرباً الی اللہ۔ احناف کی دلیل وہ مشہور روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو وضوء کی تعلیم دی تھی، مگر نیت کی تعلیم نہیں دی تھی، اگر نیت فرض ہوتی، تو آپ اسے ضرور اس کی تعلیم بھی دیتے۔

سوال نمبر 2: وَقَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُوْنَهٗ مِنَ النَّجْسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدِّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ وَاِنْ زَادَ لَمْ تَجُزْ .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟
(ب) نجاستِ غلیظہ کی تعریف اور حکم لکھیں، نیز اس کی مقدارِ معاف کے بارے میں ائمہ کا اختلاف مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:
ایک درہم کی مقدار یا اس سے کم نجاست غلیظہ جیسے خون، پیشاب، مرغی کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب (جسم یا کپڑے کو) لگ جائے، تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے، اور اس سے زیادہ مقدار ہو، تو نماز جائز نہیں ہے۔

(ب) نجاست غلیظہ کی تعریف:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ ہے، جو نص سے ثابت ہو اور اس کے متضاد کوئی نص موجود نہ ہو مثلاً خون، غیر ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب، پاخانہ، شراب اور مرغی کی بیٹ وغیرہ۔
حکم: نجاست گاڑھی ہو، تو ایک درہم کی مقدار معاف ہے، کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ اگر نجاست نرم ہو، تو درہم کی مقدار مساحت کے اعتبار سے مراد ہے یعنی ہاتھ کی ہتھیلی کی عرض کی مقدار معاف ہے۔ اگر نجاست گاڑھی، تو درہم کی مقدار وزن کے اعتبار سے مراد ہے، اور درہم سے وہ مراد ہے کہ جس کا وزن ایک مثقال کے وزن کے برابر ہو۔

نجاست کی مقدارِ معاف میں مذاہب آئمہ:

احناف کے نزدیک نجاست غلیظہ میں سے ایک درہم یا اس سے کم مقدار معاف ہے، اگر نجاست غلیظہ ہو مثلاً خون، پیشاب، شراب اور مرغی کی بیٹ وغیرہ میں سے کسی کپڑے یا بدن کو ایک درہم یا اس سے کم مقدار میں لگ جائے اور وہ شخص اسی حال میں نماز پڑھ لے، تو اس کی نماز درست ہے، البتہ اگر نجاست ایک درہم سے زائد لگی ہو، تو اس صورت میں اسے زائل کیے بغیر نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نجاست سے بچنا ناممکن ہے مثلاً مکھیاں نجاست پر بیٹھتی ہیں، پھر وہ ہمارے کپڑوں اور جسم پر آ کر بیٹھ جاتی ہیں، اور ان سے بچنا ناممکن ہے۔

امام شافعی اور امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کوئی بھی نجاست معاف نہیں ہے، خواہ وہ قلیل ہو، یا کثیر ہو، لہٰذا نجاست کی موجودگی میں نماز نہیں ہوگی اور اس کا دور کرنا ضروری ہے۔ ان کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (آپ اپنے کپڑوں کو پاک رکھیں)

سوال نمبر 3: واول وقت الظهر اذا زالت الشمس لامامة جبرئيل عليه السلام فی

اليوم الاوّل حين زالت الشمس وآخر وقتها عند ابى حنيفة رحمة الله عليه اذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور سایہ اصلی کی وضاحت قلمبند کریں؟

(ب) نمازظہر کے آخروقت کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

نمازظہر کا ابتدائی وقت سورج کے زائل ہونے سے شروع ہوتا ہے اس لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہلے دن سورج کے زائل ہونے پر (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازظہر) پڑھائی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نمازظہر کا آخروقت اصل سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے تک ہے۔

سایہ اصلی:

سایہ اصلی سے مراد ہر چیز کا وہ سایہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے یعنی جب آفتاب بالکل سر پر ہوتا ہے۔

(ب) ظہر کے اخیر وقت میں احناف کا اختلاف:

ظہر کے آخری وقت میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر نمازظہر کا وقت ختم اور نمازعصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے آپ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (یعنی تم ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے شدت حرارت جہنم کی شدت حرارت سے ہے)

صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے ان کی دلیل حدیث امامت جبریل علیہ السلام ہے: کما قال علیه السلام: وصلى بى الظهر فى اليوم الثانى حين زالت الشمس وصار ظل كل شيء مثله (یعنی دوسرے دن جب سورج زائل ہوا اور ہر شیء کا سایہ ایک مثل ہوگیا تو (حضرت) جبریل علیہ السلام نے مجھے نمازظہر پڑھائی)

سوال نمبر 4: فصل فى التكفين السنة ان يكفن الرجل فى ثلثة اثواب ازار وقميص ولفافة لما روى انه صلى الله عليه وسلم كفن فى ثلثة اثواب سحولية ولانه اكثر ما يلبسه عادة فى حياته فكذا بعد مماته .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟
(ب) مرد وعورت میں سے ہر ایک کا کفن سنت، کفن کفایت اور کفن ضرورت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

فصل کفن دینے کے بیان میں: مسنون یہ ہے کہ مرد کو تین کپڑوں (۱) ازار (۲) قمیص (۳) لفافہ میں کفن دیا جائے، کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ اس لیے عام طور پر جیسا کپڑا زندگی میں پہنا جاتا ہے، ایسے ہی کپڑے میں وفات کے بعد کفن دیا جاتا ہے۔

متن کے مسئلہ کی وضاحت:

مرد کے لیے کفن مسنون تین کپڑے ہیں: (۱) ازار یعنی بڑی چادر (۲) کرتا، جو آگے اور پیچھے سے پنڈلیوں تک برابر ہوگا (۳) لفافہ: یہ چھوٹی چادر ہوتی ہے۔ تین کپڑوں کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن ہے، یعنی آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ پھر یہ کفن کا کپڑا بالکل گھٹیا، یا بہت اعلیٰ قسم کا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ جیسا کپڑا آدمی زندگی میں زیب تن کرتا ہے، اسی نوعیت کا کپڑا کفن کے لیے استعمال میں لایا جائے گا۔

(ب) مرد اور عورت کا کفن سنت، کفن کفایت اور کفن ضرورت:

کفن کی تین اقسام ہیں:

مرد کا کفن: (۱) کفن سنت: مرد کے لیے کفن مسنون تین کپڑے ہیں: (۱) ازار (۲) کرتا (۳) لفافہ۔
(۲) مرد کا کفن کفایہ دو کپڑے ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ۔
(۳) مرد کا کفن ضرورت ایک کپڑا ہے، کیونکہ غزوہ احد کے موقع پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں کفن دیا گیا تھا۔

عورت کا کفن: (۱) عورت کا کفن سنت پانچ کپڑے ہیں: (۱) ازار (۲) قمیص (۳) اوڑھنی (۴) خرقہ (سینہ بند) (۵) لفافہ۔
(۲) عورت کا کفن کفایہ تین کپڑے ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ (۳) اوڑھنی۔
(۳) تین کپڑوں سے کم عورت کا کفن ضرورت ہے یعنی ایک یا دو کپڑے۔

☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: اعلم ان اصول الشرع ثلثة الكتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القياس .

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ مصنف نے اصول الشرع کہا اصول الفقہ کیوں نہیں کہا؟ ۵+۵=۱۰

(ب) الشرع کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ ہر احتمال کے مطابق معنی بیان کریں اور شارح کا مختار قول تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ج) خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے؟ نیز ان میں سے ہر ایک کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

سوال نمبر 2: والرابع فی معرفة وجوه الوقوف على المراد ای التقسيم الرابع فی معرفة طرق وقوف المجتهد على مراد النظم .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ تقسیم رابع کس اعتبار سے ہے؟ نیز اس کی اقسام کے صرف نام لکھیں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) شارح کی عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: وحكمه ان يتناول المخصوص قطعا ولا يحتمل البيان لكونه بينا .

(الف) خاص کے حکم میں لفظ قطعاً ذکر کرنے کی وجہ تحریر کریں' نیز مثال دے کر خاص کے حکم کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) بیان تفسیر' بیان تقریر اور بیان تغییر میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ خاص ان

میں سے کس کا احتمال نہیں رکھتا؟ ۱۲+۳=۱۵

سوال نمبر 4: والکفار مخاطبون بالامر بالایمان وبالمشروع من العقوبات والمعاملات لان الامر بالایمان فی الواقع لایکون الا للکفار۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور بتائیں مصنف اس عبارت سے کیا بیان کرنا چاہتے ہیں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) اگر ایمان لانے کا حکم صرف کافروں کو ہی ہے، تو آیت "یایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا" سے مؤمنین کو خطاب کیوں فرمایا؟ نورالانوار کی روشنی میں کوئی دو جوابات سپرد قلم کریں؟ ۸+۷=۱۵

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2020ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: اعلم ان اصول الشرع ثلثة الکتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القیاس۔

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ مصنف نے اصول الشرع کہا اصول الفقہ کیوں نہیں کہا؟

(ب) الشرع کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ ہر احتمال کے مطابق معنی بیان کریں اور شارح کا مختار قول تحریر کریں؟

(ج) خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے؟ نیز ان میں سے ہر ایک کی تعریف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

یہ بات خوب جان لو کہ اصول شرع تین ہیں: (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول (۳) اجماع امت اور چوتھا قیاس ہے۔

اصول فقہ کی بجائے اصول شرع کہنے کی وجہ:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصول فقہ کی بجائے اصول شرع اس لیے فرمایا ہے کہ کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع تینوں جس طرح فقہ کے اصول ہیں، اسی طرح علم کلام کے بھی اصول ہیں، لفظ شرع احکام نظریہ یعنی علم کلام اور احکام عملیہ یعنی علم دونوں کو شامل ہے، اور فقہ متاخرین کے نزدیک فقط احکام عملیہ کو شامل ہوتا ہے نہ کہ احکام نظریہ (علم کلام) کو۔ لہٰذا اگر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اصول الشرع کے بجائے اصول الفقہ فرما

دیتے تو یہ شبہ ہوتا کہ کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع خاص طور پر فقہ کے اصول ہیں، نہ کہ علم کلام کے، حالانکہ یہ غلط ہے، کیونکہ یہ تینوں جس طرح فقہ کے اصول ہیں، اسی طرح علم کلام کے بھی اصول ہیں، پس اس وہم کو دور کرنے کے لیے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اصول الشرع'' فرمایا اور ''اصول الفقہ'' نہیں کہا۔

(ب) لفظ ''الشرع'' کے الف لام میں احتمالات:

لفظ ''الشرع'' کے الف لام میں تین احتمالات ہیں:

(i) لفظ ''شرع'' مصدر ہے اور اسم فاعل کے معنیٰ میں ہے، جس طرح لفظ ''عدل'' عادل کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ الف لام عہد کے لیے ہے، اور معہود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ وہ دلائل جن کو شارع علیہ السلام نے دلیل بنایا ہے۔

(ii) لفظ ''الشرع'' مصدر ہو اور اسم مفعول یعنی ''المشروع'' کے معنی میں ہے۔ الف لام جنسی ہو، اس صورت میں معنیٰ ہوگا: احکام شرعیہ کے دلائل تین ہیں۔

(iii) بہتر ہے کہ لفظ ''الشرع'' مصدری معنیٰ میں نہ ہو، بلکہ دین کا اسم جامد ہو، الف لام عہد کا ہو، تو اس صورت میں لفظ ''الشرع'' ''دین قویم'' یعنی دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ شریعت کے دلائل تین ہیں۔

شارح کا مختار قول:

شارح کے نزدیک لفظ ''الشرع'' کے الف لام کے تینوں احتمالات میں سے تیسرا احتمال مراد لینا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اس صورت میں مصدر کو اسم فاعل اور اسم مفعول کے معنیٰ میں لینے کا تکلف نہیں کرنا پڑتا اور کلام تاویل سے بھی محفوظ رہے گا۔ لہٰذا تیسرا احتمال اولیٰ ہے۔

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:

خط کشیدہ عبارت: ''الکتاب والسنة واجماع الامة'' کی ترکیب میں دو احتمال ہیں:

(۱) یہ عبارت ماقبل لفظ ''ثلثة'' سے بدل ہے۔

(۲) یہ عبارت عطف بیان ہے۔

کتاب، سنت اور اجماع کی تعریفات:

(۱) کتاب: پانچ سو آیات مراد ہیں، جو احکام پر مشتمل ہیں، کیونکہ باقی قصص وامثلہ پر مشتمل کلام ہے۔

(۲) سنت: تمام احادیث مبارکہ مراد نہیں ہیں، بلکہ تین ہزار احادیث مبارکہ مراد ہیں، جن کا تعلق احکام شرعیہ سے ہے۔

(۳) اجماع: اجماع امت سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صالح مجتہدین کا اجماع مراد

ہے، مطلق امت ہرگز مراد نہیں، یہ امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور بزرگی کی وجہ سے ہے۔

سوال نمبر 2: والرابع في معرفة وجوه الوقوف على المراد اى التقسيم الرابع في معرفة طرق وقوف المجتهد على مراد النظم .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ تقسیم رابع کس اعتبار سے ہے؟ نیز اس کی اقسام کے صرف نام لکھیں؟

(ب) شارح کی عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور چوتھی تقسیم مراد سے واقف ہونے کے طریقوں کی معرفت میں ہے، یعنی چوتھی تقسیم مراد نظم سے مجتہد کے واقف ہونے کے طریقوں کی پہچان میں ہے۔

تقسیم رابع کس لحاظ سے:

مصنف یہاں کتاب اللہ کی چوتھی تقسیم کر رہے، دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقسیم مراد نظم سے مجتہد کے واقف ہونے اور اس کے طریقوں کی معرفت کے حوالے سے ہے۔

تقسیم رابع کی اقسام:

تقسیم رابع کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عبارت النص (۲) اشارۃ النص (۳) دلالۃ النص (۴) اقتضاء النص

(ب) اعتراض اور اس کا جواب:

مذکورہ بالا عبارت ایک سوال کا جواب ہے، وہ سوال و جواب درج ذیل ہے:

اعتراض: چوتھی تقسیم کو کتاب اللہ کی تقسیمات میں شمار کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ کتاب اللہ کی تقسیمات درحقیقت نظم اور معنیٰ کی تقسیمات ہیں۔ چوتھی تقسیم وقوف کی تقسیم اور واقف ہونا مجتہد کی صفت ہے، تو پھر اسے کتاب اللہ کی تقسیمات میں شمار کرنا درست نہ ہوا؟

جواب: خواہ مراد نظم پر واقف ہونا بظاہر مجتہد کی صفت ہے، مگر وہ معنیٰ کے حال کی طرف راجع ہے یعنی مجتہد یہ دیکھے گا کہ وہ مراد کس طرح ثابت ہے، عبارت النص سے ثابت ہے، یا اشارۃ النص سے ثابت ہے، دلالۃ النص سے ثابت ہے، یا اقتضاء النص سے ثابت ہے، اس طرح معنیٰ کے واسطہ سے لفظ کی طرف راجع

ہے۔ مجتہد کا علم و وقوف چونکہ لفظ اور معنیٰ دونوں سے مستفاد ہے اس طرح یہ تقسیم رابع بھی درحقیقت نظم و معنیٰ کی ہے مگر اس تقسیم میں معنیٰ اصل اور لفظ تابع ہے اس لیے اس تقسیم کو معنیٰ کی تقسیم قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3: وحکمه ان یتناول المخصوص قطعا ولا یحتمل البیان لکونه بینا۔

(الف) خاص کے حکم میں لفظ قطعاً ذکر کرنے کی وجہ تحریر کریں نیز مثال دے کر خاص کے حکم کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

(ب) بیان تفسیر بیان تقریر اور بیان تغییر میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ خاص ان میں سے کس کا احتمال نہیں رکھتا؟

جواب: (الف) خاص کے حکم میں لفظ ''قطعاً'' کے ذکر کی وجہ اور مثال:

خاص کا حکم یعنی خاص کا اثر یہ ہے کہ خاص اپنے مخصوص کو قطعی اور یقینی طور پر اس طرح شامل ہوتا ہے کہ اس میں غیر کا احتمال بالکل نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیسے ہم کہتے ہیں: ''زید عالم'' تو اس میں زید خاص ہے غیر کا احتمال نہیں رکھتا جو کسی دلیل کی بنیاد پر ہو اور عالم بھی خاص ہے جو بالکل اسی طرح غیر کا ایسا احتمال نہیں رکھتا جو دلیل سے پیدا ہو۔ الحاصل دونوں کلموں میں سے ہر ایک اپنے مدلول اور مخصوص اور معنیٰ کو قطعی طور پر ثابت ہے۔

(ب) بیان تفسیر بیان تقریر اور بیان تغییر کی وضاحت اور خاص ان میں سے کس کا احتمال رکھتا ہے:

خاص خواہ بیان تفسیر کا احتمال نہیں رکھتا مگر بیان تقریر اور بیان تغییر کا احتمال رکھتا ہے اس لیے یہ دونوں بیان قطعی اور یقینی ہونے کے منافی نہیں ہیں اس لیے کہ بیان تقریر بغیر دلیل کے پیدا ہونے والے احتمال کو دور کرتا ہے پس وہ ''خاص'' جس کو بیان تقریر لاحق ہوتا ہے وہ بیان تقریر کے بعد محکم ہو جائے گا جیسے جاء نی زید زید میں دوسرا زید ذکر کرنے سے پہلے یہ بھی احتمال ہے کہ زید نہ آیا ہو بلکہ زید کا بھائی آیا ہو اور زید کے بھائی کو مجازاً زید کے ساتھ تعبیر کر دیا ہو مگر زید ثانی کے ذکر کے بعد یہ احتمال ختم ہو گیا اور زید کی آمد پختہ ہو گئی۔

باقی رہا بیان تغییر تو اس کا احتمال ہر کلام رکھتا ہے خواہ وہ کلام قطعی ہو یا ظنی ہو جیسے ''انت طالق ان دخلت الدار'' میں ''ان دخلت الدار'' کے بغیر انت طالق سے فوری طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر ''ان دخلت الدار'' نے اس کے حکم کو متغیر کر دیا اور فوری طلاق واقع ہونے کو روک دیا اس طرح تنجیز کو تعلیق سے بدل دیا یعنی اس میں تنسیخ کا احتمال بھی ہر کلام رکھتا ہے۔

سوال نمبر 4: وَالْكُفَّارُ مُخَاطَبُوْنَ بِالْاَمْرِ بِالْإِيْمَانِ وَبِالْمَشْرُوْعِ مِنَ الْعُقُوْبَاتِ

وَالْمُعَامَلَاتِ لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالْإِيْمَانِ فِي الْوَاقِعِ لَا يَكُوْنُ إِلَّا لِلْكُفَّارِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور بتائیں مصنف اس عبارت سے کیا بیان کرنا چاہتے ہیں؟

(ب) اگر ایمان لانے کا حکم صرف کافروں کو ہی ہے، تو آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا" سے مؤمنین کو خطاب کیوں فرمایا؟ نور الانوار کی روشنی میں کوئی دو جوابات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب برعبارت اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمہ درج ذیل ہے:

کفار ایمان لانے اور عقوبات اور معاملات کے حوالے احکام بجالانے کے مخاطب ہیں، اس لیے ایمان لانا حقیقت میں کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔

غرض مصنف:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایمان لانے اور حدود و قصاص اور معاملات سے متعلق احکام بجا لانے کے مکلف ہیں، کیونکہ ایمان لانے کا امر اصل کفار ہی کو ہے، ایمان والوں کو نہیں ہے، مومن تو ایمان لا کر حدود و قصاص اور معاملات کے مکلف ہو چکے ہیں۔

(ب) "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا" میں اہل ایمان کو خطاب کی وجوہات:

سوال یہ ہے کہ جب ایمان لانے کے مخاطب صرف کفار ہیں، تو اہل ایمان کو اس ارشاد میں ایمان لانے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

اس کی کئی وجوہات ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) اے ایمان والو! تم اپنے ایمان پر ثابت قدم رہو۔

(۲) منافقین زبان سے دعویٰ ایمان کرتے تھے، ان کو دل سے ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اصل ایمان دل کی تصدیق ہے۔

(۳) اہل کتاب سابقہ کتابوں اور سابقہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے، ان کو دعوت ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لاؤ گے، تو ایمان معتبر ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

پانچواں پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلمة قيل هي والكلام مشتقان من الكلم بتسكين اللام وهو الجرح لتاثير معانيهما في النفوس كالجرح۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ جمہور نحویوں کے نزدیک کلمہ اور کلام کلماتِ مستقلہ ہیں یا مشتق؟ ۵+۵+۵=۱۶

(ب) خط کشیدہ مذہب کو قیل کے ذریعے ذکر کرنے کی وجوہ قلمبند کریں؟ ۹

(ج) "کلم" جنس ہے یا جمع؟ شرح جامی کی روشنی میں جواب تفصیلاً تحریر کریں؟ ۹

سوال نمبر 2: الاعراب ما اى حركة او حرف اختلف آخره اى آخر المعرب من حيث هو معرب ذاتا او صفة به ۔

(الف) اغراض شارح بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ اعراب کی تعریف سے پہلے معرب کی تعریف کیوں ذکر کی گئی؟ ۱۱+۱۱=۲۲

(ب) اعراب کے لغوی معانی بیان کر کے اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۱۱

سوال نمبر 3: التانيث اللفظى الحال بالتاء لا بالالف فانه لا شرط له شرطه فى سببية منع الصرف العلمية ۔

(الف) شارح کی اغراض تحریر کریں، نیز بتائیں کہ تانیث کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے علمیت کو شرط کیوں قرار دیا گیا ہے؟ ۱۱+۱۱=۲۲

(ب) تانیث لفظی و تانیث معنوی دونوں میں جب علمیت شرط ہے، تو شارح نے انہیں الگ الگ کیوں ذکر کیا؟ وجہ بیان کریں؟ ۱۱

سوال نمبر 4: والاصل فى الفاعل اى ما ينبغى ان يكون الفاعل عليه ان لم يمنع

مانع ان یلی الفعل المسند الیه ای یکون بعده من غیر ان یتقدم علیه شیء آخر من معمولاته لانه کالجزء من الفعل لشدة احتیاج الفعل الیه ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی قلمبند کریں؟ ۲۲=۱۲+۱۰

(ب) ضرب غلامه زَیْدًا کے بارے میں صاحب کتاب اور اخفش وغیرہ کا کیا اختلاف ہے؟ مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۱

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2020ء

پانچواں پرچہ: نحو

سوال نمبر 1: اَلْكَلِمَةُ قِيْلَ هِيَ وَالْكَلَامُ مُشْتَقَّانِ مِنَ الْكَلْمِ بِتَسْكِيْنِ اللَّامِ وَهُوَ الْجَرْحُ لِتَأْثِيْرِ مَعَانِيْهِمَا فِي النُّفُوْسِ كَالْجَرْحِ ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں' نیز بتائیں کہ جمہور نحویوں کے نزدیک کلمہ اور کلام کلماتِ مستقلہ ہیں یا مشتق؟

(ب) خط کشیدہ مذہب کو قیل کے ذریعے ذکر کرنے کی وجوہ قلمبند کریں؟

(ج) "کلم" جنس ہے یا جمع؟ شرح جامی کی روشنی میں جواب تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں' اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

کلمہ' بعض کی طرف سے کہا گیا ہے کہ یہ (کلمہ) اور کلام دونوں "کلم" سے یعنی (لام کے سکون سے) مشتق ہیں' اور وہ زخمی کرنا ہے' کیونکہ دونوں کے معانی نفوس میں مؤثر ہوتے ہیں زخم کی طرح۔

"کلمہ" اور "کلام" کے کلمات مستقلہ' یا مشتق ہونے کے حوالے سے جمہور نحات کا مؤقف:

"کلمہ" اور "کلام" کے کلمات مستقلہ اور مشتق ہونے میں نحاۃ کا اختلاف ہے' جمہور نحاۃ کے نزدیک "کلمہ" اور "کلام" مستقل کلمات ہیں' نہ ان سے کوئی مشتق ہے' اور نہ ہی یہ کسی سے مشتق ہیں' مگر بعض نحویوں کے نزدیک یہ دونوں "کلم" (بسکون اللام) سے مشتق ہیں۔

(ب) خط کشیدہ کو ''قیل'' کے ذریعے بیان کرنے کی وجوہات:

خط کشیدہ کو لفظ ''قیل'' کے ساتھ ذکر کرنے کی متعدد وجوہات ہیں:

(i) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کلمہ'' اور ''کلام'' کے مشتق ہونے کے مؤقف کو ضعیف قرار دینے کے لیے لفظ ''قیل'' سے بیان کیا۔

(ii) اس بات کو واضح کرنا مقصود تھا کہ یہ مؤقف بعض نحاۃ کا ہے، مگر جمہور نحاۃ کے نزدیک ''کلمہ'' اور ''کلام'' کے کلمات مستقلہ ہیں، اور یہ مشتق نہیں ہیں۔

(ج) لفظ ''کلم'' کے جنس یا جمع ہونے کے حوالے سے وضاحت:

لفظ ''کلم'' کے جنس یا جمع ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور نحاۃ کہتے ہیں کہ ''کلم'' جنس ہے، جمع نہیں ہے، مگر بعض نحاۃ یعنی علامہ زمخشری وغیرہ کہتے ہیں کہ ''کلم'' جمع ہے، جنس نہیں ہے۔ یاد رہے ایک ہوتی ہے جنس اور ایک ہوتی ہے جمع اور ایک ہوتی ہے اسم جمع۔ جمع اور اسم جمع میں فرق یہ ہے کہ جمع کا اطلاق اپنے احاد پر مطابقی ہوتا ہے، جس طرح الزیدون، تو الزیدون اصل میں زید، زید، زید تھا تو پہلے زید کی دلالت اپنے معنیٰ پر مطابقی ہے، اور اسی طرح دوسرے کی اور تیسرے کی بھی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جمع اختصاص کا عطف ہوتا ہے، اور اسم جمع یہ ہوتی ہے کہ جمع کا اپنے احاد پر اطلاق دلالت مطابقی نہ ہو بلکہ دلالت تضمنی ہو، جس طرح قوم، رھط مثلاً بیس آدمی ہوں، انہیں قوم بھی کہتے ہیں، اور رھط بھی، قوم اور رھط کی دلالت اپنے احاد پر دلالت مطابقی نہیں ہوتی۔ جنس کی دو اقسام ہیں: (۱) جنس مجموعی (۲) جنس فردی۔ جنس فردی یہ ہوتی ہے کہ لفظ کو وضع کیا گیا ہو نفس ماہیت کے لیے قطع نظر افراد کے اور قلیل و کثیر پر بولی جائے جیسے شراب، ماء اور غسل وغیرہ، تو ماء کو وضع کیا گیا ہو نفس ماہیت پانی کے لیے، قطع نظر افراد سے اور قلیل و کثیر پر بولا جاتا ہے کہ ایک قطرہ پانی کا ہو، تو اس کو بھی ماء کہتے ہیں، دریا ہو، تو اس کو بھی ماء کہتے ہیں، اور سمندر ہو، تو اس کو بھی ماء کہتے ہیں۔ جنس مجموعی یہ ہوتی ہے کہ جس کو وضع کیا گیا ہو نفس ماہیت کے لیے قطع نظر افراد سے اور قلیل و کثیر پر نہ بولی جائے بلکہ تین یا تین سے زیادہ پر بولی جائے اور تین سے کم پر نہ بولی جائے جیسے کلم۔ یاد رہے جمہور نحاۃ کا مؤقف ہے کہ ''کلم'' جنس ہے، جمع نہیں ہے۔ اس جنس سے مراد جنس مجموعی ہے کہ ''کلم'' تین یا تین سے زیادہ پر بولی جاتی ہے کم پر نہیں بولی جاتی۔

سوال نمبر2: الاعراب ما ای حرکۃ او حرف اختلف اٰخرہ ای اٰخر المعرب من حیث ھو معرب ذاتا او صفۃ بہ.

(الف) اغراض شارح بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ اعراب کی تعریف سے پہلے معرب کی تعریف کیوں ذکر کی گئی؟

(ب) اعراب کے لغوی معانی بیان کر کے اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اغراض شارح:

(i) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ای حرکت او حرف" کہہ کر "ما" کا مطلب واضح کر دیا کہ اس سے مراد عام حرکت ہے خواہ وہ اعراب بالحرکت ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا وَ بِمَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ یا اعراب بالحرف ہو جیسے جَاءَنِیْ اَبُوْكَ، رَأَیْتُ اَبَاكَ وَ مَرَرْتُ بِأَبِیْكَ۔

(ii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ای اخر المعرب" کہہ کر "آخرہ" کی ضمیر کا مرجع بتایا۔ پھر معرب کی وضاحت بھی کر دی کہ یہاں "معرب" میں تعمیم ہے خواہ وہ ذات ہو یا صفت دونوں کے اعراب کا حکم یکساں ہے۔

"معرب" کو مقدم اور "اعراب" کو مؤخر کرنے کی وجہ:

لفظ "معرب" مشتق اور لفظ "الاعراب" مشتق منہ ہے۔ "مشتق منہ" اصل ہوتا ہے اور مشتق فرع ہوتا ہے اصل مقدم ہوتا ہے اور فرع مؤخر، مگر یہاں اس کا عکس کیونکر کیا گیا ہے؟

اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) یہاں تقدیم و تاخیر اس اعتبار سے ہے کہ معرب موصوف ہے اور اعراب صفت ہے اور موصوف صفت پر مقدم ہوتا ہے۔

(۲) "معرب" جوہر ہے اور "اعراب" عرض ہے، جوہر قائم بذاتہ ہوتا ہے جبکہ عرض قائم لغیرہ ہوتا ہے چونکہ قائم بذاتہ کو قائم لغیرہ پر فضیلت حاصل ہوتی ہے پس اس لیے معرب کو اعراب پر مقدم کر دیا۔

(ب) "اعراب" کا لغوی معنیٰ اور اس کی وجہ تسمیہ:

لفظ "اعراب" ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل صحیح از باب افعال کا مصدر ہے جس کا لغوی معنیٰ ہے: اعراب دینا یعنی اسم معرب کے آخری حرف پر حرکت دینا۔ چونکہ اسم معرب پر مختلف عوامل آنے کی وجہ سے اس کی آخری حرکات تبدیل ہو جاتی ہیں اس لیے اسے اعراب کہا جاتا ہے۔ یہ تبدیلی تین قسم کی ہوتی ہے: (i) اعراب بالحرکت جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ (ii) اعراب بالحرف جیسے جَاءَنِیْ اَبُوْكَ، رَأَیْتُ اَبَاكَ وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ (iii) اعراب بالتقدیری جیسے جَاءَنِیْ مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسٰی وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

سوال نمبر 3: التانیث اللفظی الحال بالتاء لا بالالف فانه لا شرط له شرطه فی سببیة منع الصرف العلمیة۔

(الف) شارح کی اغراض تحریر کریں، نیز بتائیں کہ تانیث کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے علمیت

کو شرط کیوں قرار دیا گیا ہے؟

(ب) تانیث لفظی و تانیث معنوی دونوں میں جب علمیت شرط ہے، تو شارح نے انہیں الگ الگ کیوں ذکر کیا؟ وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) اغراض شارح رحمہ اللہ تعالیٰ:

(i) لفظ "اللفظی" کا اضافہ کر کے شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہاں لفظ "التانیث" موصوف ہے اور اس کی صفت مقدر ہے اور وہ "اللفظی" ہے۔ پھر "الحال" کہہ کر "التانیث" کی ترکیب بتا دی کہ یہ ترکیب میں حال ہے۔

(ii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالتاء کے بعد "لا بالالف الخ" نکال کر بتا دیا تانیث بالف مقصورہ اور تانیث بالف ممدودہ کا حکم اس سے مختلف ہے۔

(iii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرطه کے بعد "فی سببة منع الصرف" نکال کر ضمیر کا مرجع بتا دیا۔

تانیث بالتاء میں علمیت شرط ہونے کی وجہ:

علمیت کی شرط وجود تانیث کے لیے نہیں بلکہ غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے ہے۔ اس لیے التانیث بالتاء اسم کو لازم نہیں ہوتی، اسی وجہ سے قائمة سے قائم ہو جاتا ہے، تو چونکہ التانیث بالتاء میں ضعف ہوتا ہے، بس اسی بناء پر غیر منصرف کا سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، لیکن جب اس کے ساتھ علمیت شرط لگا دی گئی تو یہ (التانیث بالتاء) اسم کو لازم ہو گئی، اور اس کا ضعف جاتا رہا، کیونکہ علم میں حتی الامکان تغیر نہیں ہوتا۔

(ب) تانیث لفظی اور تانیث معنوی کو الگ الگ ذکر کرنے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے جس طرح تانیث لفظی میں علمیت شرط ہے، اسی طرح تانیث معنوی کے لیے بھی علمیت شرط ہے، تو پھر دونوں کو الگ الگ کیوں بیان کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تانیث بتائے لفظی میں جب علمیت پائی جائے گی تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہوگا، لیکن تانیث معنوی میں جب علمیت پائی جائے گی، تو وہ وجوبی طور پر غیر منصرف نہیں ہوگی، بلکہ اس کے وجوبی طور پر غیر منصرف بننے کے لیے تین امور میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے: (۱) ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے سَقَرَ (طبقہ جہنم) (۲) زائد الثلاثہ ہو جیسے زَیْنَبُ (۳) یا وہ عجمہ ہو جیسے ماہ و جور (دو شہروں کے نام) اگر وہ ثلاثی ساکن الاوسط ہو، غیر عجمہ ہو جیسے ہند، تو اسے منصرف پڑھنا بھی جائز ہے، اور غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔ منصرف اس لیے کہ غیر منصرف ثقل کی وجہ سے پڑھا جاتا ہے جبکہ یہ خفیف کلمہ ہے اس میں ثقل نہیں پایا جاتا

اور غیر منصرف اس لیے کہ اس میں دو سبب پائے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 4: وَالْاَصْلُ فِی الْفَاعِلِ اَیْ مَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَکُوْنَ الْفَاعِلُ عَلَیْہِ اِنْ لَّمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ اَنْ یَّلِیَ الْفِعْلَ الْمُسْنَدَ اِلَیْہِ اَیْ یَکُوْنُ بَعْدَہٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّتَقَدَّمَ عَلَیْہِ شَیْءٌ آخَرُ مِنْ مَعْمُوْلَاتِہٖ لِاَنَّہٗ کَالْجُزْءِ مِنَ الْفِعْلِ لِشِدَّۃِ اِحْتِیَاجِ الْفِعْلِ اِلَیْہِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی قلمبند کریں؟

(ب) ضرب غلامہ زَیْدًا کے بارے میں صاحب کتاب اور اخفش وغیرہ کا کیا اختلاف ہے؟ مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اصل فاعل میں یعنی وہ چیز جس پر فاعل کا ہونا مناسب ہے اگر کوئی مانع منع نہ کرے یہ ہے کہ فاعل متصل ہو فعل سے اس سے جو فاعل کی طرف اسناد کیا جاتا ہے یعنی فاعل فعل کے بعد ہو اس کے بغیر کہ فعل کے معمولات میں سے کوئی دوسری شیء فاعل پر مقدم ہو کیونکہ فاعل جزء فعل کی مانند ہے اس لیے کہ فعل فاعل کا سخت محتاج ہوتا ہے۔

خط کشیدہ کی ترکیب نحوی:

والاصل فی الفاعل ای ینبغی ان یکون الفاعل علیہ وحرف عاطفہ مبنی بر فتح مبنیات اصلیہ سے الاصل مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء۔ فی حرف جار مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے الفاعل الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے فاعل صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد مجرور لفظاً جار با لجرور متعلق ظرف مستقر ثابت، ثابت صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ھو ضمیر مستتر اس کا فاعل شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر مفسر ای حرف تفسیر ما موصولہ ینبغی صیغہ واحد مذکر فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ باب انفعال ان حرف ناصبہ مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے یکون فعل ناقص رافع اسم ناصب خبر الفاعل اس کا اسم علیہ جار با مجرور متعلق ہوا ثابتاً یہ شبہ جملہ ہو کر خبر یکون فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر فاعل ہوا ینبغی کا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا صلہ با موصولہ مل کر تفسیر ہوئی مفسر، تفسیر با مفسر مل کر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء مقدم۔ ان لم یمنع مانع ان یلی الفعل ۔

ان حرف شرط مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے لم یمنع صیغہ واحد مذکر غائب ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ یَفْتَحُ مانع مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی فاعل ان حرف ناصبہ مبنی السکون مبنیات اصلیہ

سے بلی فعل بہ فاعل الفعل منصوب لفظاً مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفعول بہ ہوا لم یمنع کا لم یمنع فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر شرط مؤخر شرط جزا مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(ب) ضَرَبَ غُلَامُهُ زَیْدًا کی ترکیب میں جمہور نحاۃ اور امام اخفش کا مذہب:

اصل قانون یہ ہے کہ فاعل، فعل سے متصل ہو تو پھر ضَرَبَ غُلَامُهُ زَیْدًا کے امتناع کی تفصیل یہ ہے کہ جب فاعل کا اتصال بفعل اصل ٹھہرا تو فاعل متصل کے ساتھ ضمیر مفعول کا لحوق جیسے یہاں پر ہے، ممتنع ہو گیا۔ کہ بر تقدیر لحوق اضمار قبل الذکر لفظاً و رتباً لازم آتا ہے، جو جمہور کے نزدیک جائز نہیں، کیونکہ ضمیر غائب کی وضع کے خلاف ہے۔ اخفش اور عثمان ابن جنی کے نزدیک اضمار قبل الذکر لفظاً اور رتباً جائز ہے۔ دلیل میں زیاد بن معاویہ کا یہ شعر پیش کرتے ہیں:

جزی ربه عنی عدی بن حاتم   جزاء الكلاب العاويات وقد فعل

اس میں ربہ فاعل متصل کی ضمیر مضاف الیہ کا مرجع "عدی بن حاتم" مفعول ہے، جو لفظاً بھی مؤخر اور رتبتاً بھی۔ جمہور کی جانب سے اس دلیل کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ ضرورت شعری پر محمول ہے، کیونکہ "ربہ" کو مؤخر اور "عدی بن حاتم" مقدم کرنے سے شعر کا وزن صحیح نہیں رہتا اور جمہور کا قول عدم جواز نثر میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال دوم برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/ 2020ء

چھٹا پرچہ: بلاغت ومنطق

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل...... بلاغت

سوال نمبر 1: (الف) مصنف کے حالات زندگی تحریر کر کے تلخیص المفتاح کی وجہ تالیف سپرد قلم کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف کریں، نیز اس کی مثال دے کر محل استشہاد بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: الفصاحة في الكلام خلوصه من ضعف التاليف وتنافر الكلمات والتعقيد مع فصاحتها فالضعف نحو ضَرَبَ غُلَامُهُ زَيْدًا والتنافر كقوله وليس قرب قبر حرب قبر وقوله كريم متى أمدحه أمدحه والورى معي.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ شعر کا بقیہ حصہ تحریر کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) تعقید کی تعریف کریں اور مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: احوال المسند اليه اما حذفه فللاحتراز عن العبث بناء على الظاهر او تخييل العدول الى اقوى الدليلين من العقل واللفظ.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی مثال دیں، نیز حذف مسند الیہ کو مقدم کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) مصنف نے حذف مسند الیہ کے کتنے مقام بیان کیے ہیں؟ عبارت میں مذکور دو کے علاوہ کوئی پانچ مقام سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

قسم ثانی......منطق

سوال نمبر 4: وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اَرْسَلَهٗ هُدًى هُوَ بِالْاِهْتِدَاءِ حَقِيْقٌ وَنُوْرًا بِهِ الْاِقْتِدَاءُ يَلِيْقُ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِيْ مَنَاهِجِ الصِّدْقِ بِالتَّصْدِيْقِ وَصَعِدُوْا فِيْ مَعَارِجِ الْحَقِّ بِالتَّحْقِيْقِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز مذکورہ عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صراحۃً ذکر نہ کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) "هُدًى" ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟ اس بارے میں جتنے احتمالات ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: القسم الاوّل فی المنطق مقدمة العلم ان كان اذعانا للنسبة فتصديق والافتصور۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہ کتاب کون کون سی اقسام پر مشتمل ہے، نیز تصور و تصدیق کی تعریف کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) علم کی تعریف تحریر کریں، نیز ماتن کے علم کی تعریف سے اعراض کرنے کی وجوہ سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: القضية قول يحتمل الصدق والكذب فان كان الحكم فيها بثبوت شیء لشیء او نفيه عنه فحملية او سالبة۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز قضیہ حملیہ موجبہ اور قضیہ حملیہ سالبہ کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ میں سے ہر ایک کے اجزاء کے نام تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2020ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

قسم اوّل...... بلاغت

سوال نمبر 1: (الف) مصنف کے حالات زندگی تحریر کر کے تلخیص المفتاح کی وجہ تالیف سپرد قلم کریں؟

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف کریں، نیز اس کی مثال دے کر محل استشہاد بیان کریں؟

جواب: (الف) مصنف کا تعارف:

تلخیص المفتاح کے مصنف کے حالات زندگی: فن بلاغت میں متعدد کتب لکھی گئیں، مگر جو شہرت "تلخیص المفتاح" کو حاصل ہوئی، پھر اس کی وجہ سے مصنف کو بھی شہرت حاصل ہوئی، یہ ان کا ہی حصہ تھا۔

مصنف کا نام جلال الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی احمد عبدالرحمٰن عبدالرحمٰن القزوینی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے، آپ کی ولادت ٦٦٦ھ میں ہوئی۔

ساتویں صدی کے ممتاز آئمہ وقت میں آپ کا شمار ہوتا ہے، وقت کے ممتاز ترین شیوخ سے علوم و فنون حاصل کیے، پھر تا حیات علوم اسلامیہ کی تدریس فرماتے رہے اور تصنیف تالیف میں بھی مشغول رہے۔

آپ کی تصانیف میں "تلخیص المفتاح" کو شہرت عامہ و دوام حاصل ہوئی۔ آپ نے امام عبدالقاہر جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرز پر یہ کتاب تصنیف کی۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت کے سبب سے زمانہ تصنیف سے لے کر تا دور حاضر اس کی متعدد شروح، حواشی اور تعلیقات بھی لکھی گئی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ کتاب ہر دور میں درسِ نظامی کے نصاب کا حصہ رہی ہے۔

بلاشبہ قرآن کریم کمال فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے، مخالفین کو کلام مثل لانے کا چیلنج آج بھی قائم ہے بلکہ تا قیامت باقی رہے گا۔ پھر یہی منصب احادیث مبارکہ کو حاصل ہے، کیونکہ قرآن کی طرح یہ ارشادات بھی زبان مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہیں۔ اسلاف و اخلاف آج تک قرآن و سنت کی معراج فصاحت و بلاغت کے چرچے کر رہے ہیں، اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا، منکرین ہزار مخالفت کے باوجود ان مقدس کلاموں کا مقابلہ نہ کر پائے۔

فصاحت و بلاغت اور بدیع میں سب سے پہلے شاہزادہ عبداللہ بن معتز متوکل، علامہ عمرو بن بحر بن محبوب ابوعثمان الجاحظ المعتزلی اور شیخ عبدالقاہر جرجانی وغیرہ نے کام کیا اور کتب تصنیف کیں۔ علامہ جرجانی

نے ''اسرار البلاغہ'' اور ''دلائل الاعجاز'' کے نام سے کتب تصنیف فرمائیں۔ پھر علامہ ابو یعقوب یوسف بن محمد سکاکی خوارزمی نے ''مفتاح العلوم'' کے نام سے کتاب تصنیف کی۔ یہ کتاب تین اجزاء پر مشتمل ہے:

(۱) صرف، نحو اور اشتقاق (۲) عروض و قوافی اور منطق (۳) معانی، بیان اور بدیع۔

جلال الملۃ والدین علامہ محمد بن عبدالرحمٰن القزوینی الخطیب بجامع دمشق کی شہرہ آفاق تصنیف ''تلخیص المفتاح'' کی اہمیت و افادیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ سعد الدین التفتازانی اور علامہ محمد مہر الدین جماعتی نقشبندی رحمہما اللہ تعالیٰ جیسے افاضل نے اس کی شروحات لکھی ہیں۔ پھر زمانہ قدیم سے تاحال درس نظامی کے نصاب میں داخل ہے، اور باقاعدہ اس کی تدریس کی جاتی ہے۔ یہ علامہ قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی اور یادگار کارنامہ ہے۔

تلخیص المفتاح کی وجہ تصنیف:

مفتاح العلوم کتاب میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ تطویل، حشو اور تعقید جیسے نقائص بھی موجود تھے، تو مصنف نے اُن نقائص سے اعراض کرتے ہوئے اس کی جزء ثالث کی تلخیص کی ہے، تا کہ علماء اور طلباء کے لیے نافع ثابت ہو۔ چنانچہ مصنف خود لکھتے ہیں: ''میں نے اس مختصر کی تحقیق و تنقیح میں اپنی کوشش میں کوتاہی نہیں کی، میں نے یہ کتاب اس طرح ترتیب دی ہے کہ قسم ثالث کی ترتیب کے اس ترتیب سے فائدہ حاصل کرنا طلباء کے لیے بہت قریب یعنی سہل ہے، اور میں نے اس کے اختصار میں مبالغہ نہیں کیا، تا کہ اس کا حاصل کرنا اور طلباء کا سہولت سے سمجھنا آسان ہو جائے۔ میں نے اس کے ساتھ فوائد ملائے ہیں، جن کو میں نے قوم کی بعض کتابوں میں پایا، میں نے ان کے ساتھ ایسے زوائد مضامین بڑھا دیے ہیں، جو خاص میری سمجھ میں آئے اور میں نے ان کو صراحۃً یا اشارۃً نہیں پایا اور میں نے اس مختصر کا نام ''تلخیص المفتاح'' رکھا ہے۔''

سوال یہ ہے کہ اس کتاب کا نام ''تلخیص المفتاح'' رکھنا درست نہیں ہے، کیونکہ تمام کتاب ''مفتاح العلوم'' کی تلخیص نہیں ہے، بلکہ جزء ثالث کی تلخیص ہے؟ اس کے متعدد جواب ہیں: (i) ہم اسے لغوی طور پر مکمل کتاب مانتے ہیں، کیونکہ لغت میں کتاب کہتے ہیں دو جلدوں میں جمع اور مضموم کی ہوئی چیز کو۔ (ii) مصنف نے اپنی محنت شاقہ سے نئے سرے سے تلخیص و تدوین کر کے ایک نئی کتاب بنا دی، اس طرح یہ کتاب کے جزء سے خارج ہو گئی۔ (iii) جزء ثالث مفتاح العلوم کی عمدہ ترین قسم ہے، اس لیے یہ مستقل کتاب قرار پائی۔ (iv) ''ما کان اصلا لغیرہ فالکل اصل لذالك الغیر'' (ہر وہ شیء جس کی جز وغیرہ کی اصل ہو، تو کل کو بھی غیر کی اصل قرار دینا درست ہے) کے قاعدے کے تحت کل کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسے تلخیص المفتاح کہہ دیا۔

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف، مثال اور مقام استشہاد:

فصاحت فی المفرد: وہ ہے جس کے حروف میں تنافر اور غرابت نہ ہو اور وہ صیغہ بھی قیاس کے مخالف نہ ہو۔

مثال: امرء القیس کا یہ شعر ہے:

غدائرہ مستشزرات الی العلی تضل العقاص فی مثنی ومرسل

(بالوں کی زلفیں سر پر دھاگوں سے بندھی ہوئی ہیں، اس کے بال تین قسم ہیں: عقاص، مثنی اور مرسل۔ یعنی محبوبہ کے بال گھنے ہیں)

مقام استشہاد: اس شعر میں لفظ "مستشزرات" ہے۔

سوال نمبر 2: الفصاحة فی الکلام خلوصه من ضعف التالیف وتنافر الکلمات والتعقید مع فصاحتها فالضعف نحو ضَرَبَ غُلَامُهُ زَيْدًا والتنافر كقوله وليس قرب قبر حرب قبر وقوله كريم متى أمدحه أمدحه والورى معى .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ شعر کا بقیہ حصہ تحریر کریں؟

(ب) تعقید کی تعریف کریں اور مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

فصاحت فی کلام یہ ہے کہ اس کا ضعف تالیف، تنافر کلمات اور تعقید سے خالی ہو۔ پس ضعف تالیف ضَرَبَ غُلَامُهُ زَيْدًا (اس کے غلام نے زید کو مارا۔ اس مثال میں "غلامه" فاعل ہے، جس کی ضمیر مفعول بہ زید کی طرف لوٹتی ہے) اور تنافر کی مثال شاعر کا یہ قول ہے: "وليس قرب قبر حرب قبر" (حرب کی قبر کے قریب کوئی قبر نہیں ہے) اور شاعر کا یہ قول ہے: وہ کریم ہے جب کہ میں اس کی مدح کرتا ہوں، تو میں اس حالت میں اس کی مدح کرتا ہوں کہ مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے۔

خط کشیدہ کا دوسرا مصرعہ:

خط کشیدہ کا دوسرا مصرعہ یعنی پورا شعر یہ ہے:

كريم متى امدحه امدحه والورى معى واذا ما لمته لمته وحدى

(وہ کریم ایسا ہے، جب میں اس کی مدح کرتا ہوں، تو میں اس حالت میں اس کی مدح کرتا ہوں کہ مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ جب مجھ پر احسان کرتا ہے، تو اسی طرح ان پر بھی کرتا ہے۔ جب میں اس کی ملامت کرتا ہوں، تو میں تنہا اس کی ملامت کرتا ہوں)

(ب) تعقید کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت:

تعقید کی تعریف مع مثال: تعقید یہ ہے کہ کلام کا مراد پر کسی خلل کے سبب ظاہر الدلالت نہ ہو۔ نظم میں اس کی مثال ہشام بن عبدالملک بن مروان کے ماموں کی تعریف میں فرزدق کا یہ شعر ہے:

وما مثله في الناس الا مملكا ابو امه حي ابوه يقاربه

(یعنی اس کی مثل لوگوں میں کوئی زندہ نہیں ہے، جو اس کے ہم پلہ ہو مگر ایسا بادشاہ جس کی ماں کا باپ اس کا باپ ہے)

سوال نمبر 3: احوال المسند اليه اما حذفه فللاحتراز عن العبث بناء على الظاهر او تخييل العدول الى اقوى الدليلين من العقل واللفظ.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، اور خط کشیدہ کی مثال دیں، نیز حذف مسند الیہ کو مقدم کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

(ب) مصنف نے حذف مسند الیہ کے کتنے مقام بیان کیے ہیں؟ عبارت میں مذکور دو کے علاوہ کوئی پانچ مقام سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

بہرحال مسند الیہ کو حذف کرنا، تو ظاہر پر بناء کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے ہوتا ہے، یا عقلی ولفظی دو دلیلوں میں سے زیادہ قوی کی طرف عدول کا خیال پیدا کرنے کے لیے (حذف مسند الیہ) ہوتا ہے۔

حذف مسند الیہ کو مقدم کرنے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ مسند الیہ کے احوال متعدد ہیں، جو آگے آرہے ہیں، تو پھر حذف کو مقدم کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حذف سے عدم اتیان بالمسند الیہ (مسند الیہ کو نہ لانا) مراد ہے، اور قاعدہ ہے: عدم الحادث سابق علی وجودہ یعنی حادث کا عدم طبعاً اس کے وجود پر مقدم ہوتا ہے، تو ہم نے وضعاً بھی مقدم کر دیا تاکہ وضع، طبع کے مطابق ہو جائے۔

(ب) حذف مسند الیہ کے مقامات:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حذف مسند الیہ کے کل گیارہ مقامات بیان کیے ہیں، عبارت میں مذکور دو کے علاوہ باقی نو مقامات درج ذیل ہیں:

(۱) قرینہ کی موجودگی میں سامع کی خبرداری کا امتحان لینے کے لیے حذف کرنا۔ (۲) سامع کی خبرداری کی مقدار جاننے کے لیے حذف کرنا۔ (۳) تعظیماً مسند الیہ کو زبان کی ناپاکی و پلیدی سے دور اور پاک رکھنے کا وہم ڈالنے کے لیے حذف کرنا۔ (۴) تحقیراً مسند الیہ کی ناپاکی و پلیدی سے زبان کو دور و پاک

رکھنے کا وہم ڈالنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرنا۔ (۵) حذف کرنا تاکہ ضرورت کے وقت انکار کی گنجائش رہے۔ (٦) مسند الیہ کا تعین یا تعین کا دعویٰ ظاہر کرنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرنا۔ (۷) ضیق المقام (۸) وزن، سجع یا قافیہ کی حفاظت (۹) سامع کے علاوہ حاضرین سے مسند الیہ کو مخفی رکھنے کے لیے بھی مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

قسم ثانی......منطق

سوال نمبر 4: وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَہٗ ھُدًی ھُوَ بِالْاِھْتِدَاءِ حَقِیْقٌ وَنُوْرًا بِهٖ الْاِقْتِدَاءُ یَلِیْقُ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الَّذِیْنَ سَعِدُوْا فِیْ مَنَاھِجِ الصِّدْقِ بِالتَّصْدِیْقِ وَصَعِدُوْا فِیْ مَعَارِجِ الْحَقِّ بِالتَّحْقِیْقِ:

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز مذکورہ عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صراحۃً ذکر نہ کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

(ب) ''ھُدًی'' ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟ اس بارے میں جتنے احتمالات ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

درود اور سلام نازل ہو اس ذات پر، جسے اللہ تعالیٰ نے (سراپا) ہدایت بنا کر بھیجا، آپ ہدایت کے زیادہ حقدار ہیں، اور آپ کو نور بنا کر بھیجا، آپ اقتداء کے زیادہ لائق ہیں، پھر صلوٰۃ وسلام نازل ہو آپ کی آل و اولاد اور آپ کے صحابہ کرام پر جو نیک بخت ہوئے سچائی کے راستوں میں تصدیق کے سبب اور وہ حق کی تمام سیڑھیوں پر چڑھے تحقیق کے سبب۔

عبارت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر نہ کرنے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبارت میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صراحتاً ذکر کیوں نہیں کیا؟ اس کی دو وجوہات ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) ماتن نے عظمت واحترام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اپنی زبان کو اس قابل نہ سمجھا کہ اس سے آپ کا اسم گرامی لیا جائے۔

(ii) اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے ایسے منصب پر فائز ہیں کہ جب آپ کا وصف (نبوت ورسالت) ذکر کیا جائے، تو فوراً ذہن آپ ہی کی طرف جاتا ہے کسی غیر کا تصور ذہن میں نہیں آتا۔

(ب)"هُدًى" میں ترکیبی احتمالات:

لفظ "هُدًى" میں چار ترکیبی احتمالات ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(i) "هُدًى" مفعول لہ بن سکتا ہے' اس لیے یہاں "هُدًى" کا فاعل بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' اس لیے "هُـــدًى" سے اللہ تعالیٰ کی ہدایت مراد ہے' نہ کہ ہدایت رسول' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا باعث ہیں۔

(ii) لفظ "هُدًى" حال بھی بن سکتا ہے' یہاں مصدر "هُدًى" بمعنی اسم فاعل یعنی هَـادِيًا ہے۔ اب مطلب ہوگا: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دینے والا بنا کر بھیجا۔

(iii) "ارسلہ" کی ضمیر مفعول سے بھی "هُدًى" کو حال بنانا درست ہے' اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے' اس حال میں کہ آپ ہدایت دینے والے ہیں۔

(iv) یہاں مصدر کا حمل ذات پر مبالغہ کرنے کے لیے ہے' تو اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا: ذات باری تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپاء ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

سوال نمبر5: القسم الاوّل فی المنطق مقدمة العلم ان كان اذعانا للنسبة فتصديق والا فتصور .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہ کتاب کون کون سی اقسام پر مشتمل ہے' نیز تصور و تصدیق کی تعریف کریں؟

(ب) علم کی تعریف تحریر کریں' نیز ماتن کے علم کی تعریف سے اعراض کرنے کی وجوہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پہلی قسم منطق کے بیان میں ہے' یہ مقدمہ ہے۔ علم میں اگر نسبت خبریہ کا اعتقاد ہو' تو وہ تصدیق ہے' ورنہ تصور ہے۔

کتاب جن اقسام پر مشتمل ہے:

کتاب سات اقسام پر مشتمل ہے' جو درج ذیل ہیں:

(۱) الفاظ (۲) معانی (۳) نقوش (۴) الفاظ و معانی (۵) الفاظ و نقوش (۶) معانی و نقوش (۷) الفاظ' معانی اور نقوش۔

تصور اور تصور کی تعریفات:

۱۔ تصور: وہ علم ہے' جس میں نسبت خبریہ کا اعتقاد نہ ہو جیسے زَيْدٌ .

۲۔ تصدیق: وہ علم ہے' جس میں نسبت خبریہ کا اعتقاد ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ .

(ب) علم کی تعریف:

علم کی تعریف پانچ طرح سے کی گئی ہے:

(i) کسی شی ء کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔ (ii) کسی شی ء کی وہ صورت جو عقل کے پاس حاصل ہو۔ (iii) وہ شی ء جو مدرک کے پاس حاضر ہو۔ (iv) نفس ناطقہ کا شی ء کی صورت کو قبول کرنا۔ (v) وہ نسبت جو عالم اور معلوم کے درمیان حاصل ہو۔

ماتن کے علم کی تعریف سے اعراض کرنے کی وجوہات:

قاعدہ یہ ہے کہ پہلے کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے، پھر اس کی تقسیم کی جاتی ہے، مگر یہاں ماتن نے ''علم'' کی تعریف کیے بغیر اس کی تقسیم شروع کر دی ہے، جو درست نہیں ہے۔ اس اعراض کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) ہم یہ مانتے ہی نہیں کہ تقسیم سے پہلے تعریف ضروری ہوتی ہے، بلکہ تقسیم سے پہلے اس شے کا تصور بوجہ مَّا (مختصر سا تعارف) کافی ہوتا ہے اور علم کا تصور بوجہ مَّا تو ہر کسی کو معلوم ہے حتیٰ کہ جاہل لوگ بھی علم اور جہالت میں فرق کر لیتے ہیں اور یہاں العلم پر الف لام عہد خارجی ہے جو تعریف بوجہ مَّا پر دلالت کرتا ہے۔

(ii) بالفرض مان لیا! تقسیم سے پہلے تعریف ضروری ہوتی ہے، علم کی تعریف چونکہ مشہور تھی، اس لیے مصنف نے اس کی شہرت پر اکتفاء کرتے ہوئے تعریف نہیں کی۔

(iii) علم بدیہی چیز ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ اَلْبَدِیْھِیُّ لَا یَحْتَاجُ اِلَی التَّعْرِیْفِ (بدیہی چیز تعریف کی محتاج نہیں ہوتی)

سوال نمبر 6: القضية قول يحتمل الصدق والكذب فان كان الحكم فيها بثبوت شيء لشيء او نفيه عنه فحملية او سالبة .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز قضیہ حملیہ موجبہ اور قضیہ حملیہ سالبہ کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ میں سے ہر ایک کے اجزاء کے نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قضیہ ایسا قول ہے، جو صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہو، پس اگر اس میں ایک چیز کے ثبوت کا حکم دوسری چیز کے لیے ہو، یا ایک چیز کی نفی دوسری چیز سے کی جاتی ہو، تو وہ قضیہ حملیہ یا سالبہ ہوگا۔

قضیہ حملیہ موجبہ اور قضیہ حملیہ سالبہ کی تعریفات وامثلہ:

ا- قضیہ حملیہ موجبہ: قضیہ حملیہ میں اگر کسی شی ء کے ثبوت کا حکم ہو، تو اسے قضیہ حملیہ موجبہ کہتے ہیں جیسے

اَلْاِنْسَانُ حَیَوَانٌ ۔

۲-قضیہ حملیہ سالبہ: قضیہ حملیہ میں اگر کسی شی ءکونفی کا حکم ہو تو اسے قضیہ حملیہ سالبہ کہتے ہیں جیسے اَلْاِنْسَانُ لَیْسَ بِفَرَسٍ ۔

(ب) قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ کے اجزاء کے نام:

ا-قضیہ حملیہ کے اجزاء: قضیہ حملیہ کے تین اجزاء ہیں:

(i) موضوع (ii) محمول (iii) رابطہ

مثال: زَیْدٌ ھُوَ قَائِمٌ ۔ اس مثال میں زَیْدٌ موضوع، قَائِمٌ محمول اور "ھُوَ" رابطہ ہے۔

۲-قضیہ شرطیہ کے اجزاء: قضیہ شرطیہ کے بھی تین اجزاء ہیں:

(i) مقدم (ii) تالی (iii) رابطہ

مثال: اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ ۔ اس مثال میں "کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً" مقدم اور "اَلنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ" تالی ہے۔ ان دونوں کے درمیان جو حکم ہے، وہ رابطہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆